# سماواتِ نفس

ماخوذ من الکتاب الانسان الکامل للشیخ عبدالکریم الجیلی

ترجمہ و تسہیل

ملک محمد عثمان

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

رَّبِّ زِدۡنِي عِلۡمًا

میرے پروردگار! مجھے علم میں اور ترقی عطا فرما

وَ فِيٓ اَنۡفُسِكُمۡ ؕ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ ﴿۲۱﴾

سورة الذاريات

اور خود تمھاری ذات میں بھی، اور کیا تم دیکھتے نہیں۔

زیر نظر کتاب میں انسانی نفس و روح اور ان سے متعلقہ علوی حقائق کو سات زمینوں، ستاروں، سیاروں، سات آسمانوں اور سات سمندروں کے تذکروں کی اوٹ میں بیان کیا گیا ہے۔

**کتاب کا نام** : سماوات نفس

**مصنف** : شیخ عبدالکریم الجیلی (ماخوذ از الانسان الکامل)

**ترجمہ و تسہیل** : ملک محمد عثمان

**پروف ریڈنگ** : محمود انور

**ادارت** : محمود انور

**پہلا ایڈیشن** : ستمبر 2023

**ISBN** : ISBN 978-627-7523-04-6

**دارالحكمة الخالديه**

مکان نمبر 91 ویلی ویو روڈ رفیع بلاک فیز 8 بحریہ ٹاؤن راولپنڈی



info@dhk.com.pk & admin@dhk.com.pk

www.dhk.com.pk

darulhikmatulkhalidiya@

https://youtube.com/channel/UC8aUqamHhZjCD-vT7gzisg

+92-336-5920218, +92-315-6468475

## تعارف : شیخ عبدالکریم الجیلیؒ

شیخ عبد الکریم الجیلیؒ محرم کے مہینے میں (767 ہجری)میں یمن میں پیدا ہوئے اور شہر زبید کی وادی سردد کے ایک گاؤں "ابیات حسن" میں پلے بڑھے۔ اسی گاؤں میں آپ کی وفات (826 ہجری )میں ہوئی اور یہیں دفن ہوئے۔

جہاں تک الجیلی، الجیلانی یا الگیلانی کے نسب کا تعلق ہے، کہا جاتا ہے کہ یہ گیلان کی طرف منسوب ہے جو شمالی ایران میں طبرستان سے کچھ فاصلے پر واقع ہے اور ان کے آباؤ اجداد اس شہر سے یمن آئے تھے۔یہ بھی روایت کیا جاتا ہے کہ وہ بغداد کے ایک گاؤں "جیل" سے یمن آئے تھے۔

الجیلیؒ کو لسانی، ادبی، فقہی، فلسفیانہ اور صوفی علوم پر عبور حاصل تھا، وہ کم عمری میں ہی ہندوستان، فارس، عراق، مصر، فلسطین، حجاز اور یمن کی سیاحت کے لیے روانہ ہوئے-کہا جاتا ہے کہ انہیں عربی زبان میں خوب مہارت حاصل تھی اور اسکے علاوہ ہندی اور فارسی زبان سے بھی واقف تھے۔

ان کی تربیت صوفی طریقت پر یمنی امام شرف الدین اسماعیل الجبرتی (جن کی وفات سن 806 ہجری میں ہوئی )کے ہاتھوں ہوئی، جو قادریہ سلسےکے شیخ تھے لیکن سلسلہ اکبریہ کے ذوق رکھنے والے کی حیثیت سے مشہور تھے ؛ یعنی شیخ -الاکبر محی الدین محمد ابن عربیؒ (560-638ھ) کی تعلیمات کا ذوق رکھتے تھے الجیلیؒ نے بہت سی کتابیں لکھیں، جن میں میں ''الانسان الکامل "، ''الکہف والرقیم "اور دیگر کتب شامل ہیں-اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے اور ان کے درجات بلند فرمائے

# پیش لفظ

الحمداللہ یہ دارالحکمۃالخالدیہ کی عربی سے اردو ترجمے کی سیریز کی پہلی کتاب ہے جو شیخ عبدالکریم الجیلیؒ کی مشہور زمانہ کتاب "الانسان الکامل" کے ابواب اکسٹھ اور باسٹھ پر مشتمل ہے۔اس کتاب کے خاص خاص موضوعات میں، قیامت صغریٰ یعنی ہر انسان کی اپنی مخصوص قیامت، قیامت کبریٰ اور قیامت صغریٰ کی نشانیوں میں باہم مماثلت، برزخ، روح، جنات، ملائکہ، سات زمینیں، سات آسمان، سات سمندر اور ان زمینوں، آسمانوں اور سمندروں میں بسنے ولی مخلوقات شامل ہیں۔اس کتاب میں انسانی نفس و روح اور ان سے متعلقہ حقائق کو سات زمینوں، سات آسمانوں، ستاروں، سیاروں اور سات سمندروں کے تذکروں کی اوٹ میں بیان کیا گیا ہے۔

شیخؒ نے اس کتاب میں فرمایا ہے-------اور یہ جو ہم نے اوپر کچھ ظاہری چیزوں کے بارے میں بتایا ہے تو اصل میں ہم نے اس کے نیچے کئی اسرار الہیہ چھپادے ہیں یہ اسرار الہیہ اس ظاہر کے چھلکے کے نیچے مغز کی طرح ہیں اور اللہ تعالیٰ حق بات بیان کرتا ہے اور سیدھے رستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔------

------یہ جو اشارے ہم نے بیان کیے ہیں ان سے سمجھ۔جس طرف ہم نے رہنمائی کی ہے اس کو جان، ظاہر کے ساتھ نہ ٹھہر۔کیونکہ ہر ظاہر کا باطن ہے۔اور ہر حق کی ایک حقیقت ہے۔تجھ پر سلامتی ہو------

اس کتاب میں ہم نے کوشش کی ہے کہ نہ صرف ترجمے کو سہل بنایا جائے بلکہ متن میں اضافی ہیڈنگز بھی دی جائیں تاکہ قاری متن کی طوالت سے اکتاہٹ محسوس نہ کرے اور ہر خاص موضوع کو سمجھنے میں بھی آسانی ہو۔

اس چیز کی وضاحت ضروری ہے کہ اکثر ہیڈنگز، بریکٹ میں اضافی مفہوم اور آخر میں دی گئی کچھ اصطلاحات اصل کتاب کا حصہ نہیں ہیں- یہ محض قارئین کی آسانی کے لیے مترجم کی طرف سے شامل کی گئی ہیں- عربی متن بہرحال اپنی اصل حالت میں دیا گیا ہے-

ہمیشہ کی طرح اس کتاب کی تیاری میں بھی محترم محمود انور صاحب کی مسلسل لگن، محنت اور حوصلہ افزائی شامل رہی- ان کے ساتھ ساتھ دارالحکمۃ الخالدیہ کی پوری ٹیم کی کوشش سے یہ پراجیکٹ پایہء تکمیل تک پہنچا- مجھے اپنی کم مائیگی کا پورا احساس ہے اور اس کتاب میں سرزد ہوئی ہر غلطی پر اللہ تعالی کے حضور معافی کا طلبگار ہوں۔ ہمیشہ کی طرح قارئین کی طرف سے دیے گئے مشوروں اور اصلاح کو تہہ دل سے قبول کیا جائے گا۔

**ملک محمد عثمان**

# پیش لفظ

پیشِ نظر کتاب سماوات نفس جو شیخ عبدالکریم الجیلیؒ کی مشہور زمانہ کتاب "الانسان الکامل "کے ابواب اکسٹھ اور باسٹھ کے عربی سے اردو ترجمے پر مشتمل ہےء ہمیں انسانی روح کی گہرائیوں کو تلاش کرنے، اپنے وجود کے چھپے ہوئے پہلوؤں کو دریافت کرنے اور اپنی صلاحیت کو نکھارنے کےلے روشنی کا کام کرے گی۔

پروف ریڈنگ کے دوران اس کتاب کا مطالعہ ایسا تھا جیسے کسی نا معلوم خوبصورت راستے کا سفر ہو جو کے سفر کرنے والے کے سفر میں جیسے جیسے وہ سفر طے کرے تجسّس اور حیرت میں اضافہ کرے۔ میری رائے میں یہ کتاب روحانی راستے کے مسافروں کے لئے انکے سفر میں ایک سنگِ میل کا کردار ادا کرے گی۔ میں مشکور ہوں جناب زبیراحمد صاحب کا جنہوں نے اس کتاب کی پروف ریڈنگ میں مجھے پوری لگن سے معاونت فراہم کی۔

حسبِ روایت ملک صاحب نے اس کتاب کو بھی ممکنہ حد تک عام فہم زبان میں بیان کیا ہے تاکہ کثیر تعداد میں مختلف شعبہ ہائے زندگی کے لوگ اس سے بہرہ مند ہوسکیں۔میری اللہ تعالی سے دعاہے کہ قارئین ہماری اس کاوش سے مستفید ہوں - میں ملک صاحب کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی ان کی اس محنت کا ان کو بہترین صلہ عطا فرمائے اور ہمیں ان کی مزید تصانیف سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

**محمودانور**

# فہرست موضوعات

سماوات نفس

## فی اشراط الساعۃ وذکرالموت والبرزخ والحساب والقیامۃ والمیزان والصراط والجنۃ والناروالأ عراف والکثیب الذی یخرج أهل الجنہ إلیہ

اعلم أن العالم الدنیاوي الذي نحن فیہ الآن لہ انتهاء یؤول الیہ؛ لأنہ محدث وضرورة حکم المحدث أن ینقضی، ولا بد من ظهور هذا الحکم، فنقضاؤه وفناؤه تحت سلطان الحقیقۃ الإلٰهیۃ الظاهرة فی لباس أفراد هذا العالم الدنیاوی،هوموتہ، وظهورالحقیقۃ الإلٰهیہ الظاهرة عندنا بالأحکام التی ذکرها سبحانہ فی کتابہ هو الساعۃ الکبری لهذا الوجود۔

ثم إن کلاّ من افرادالعالم لہ ساعۃ خاصۃ یجتمع الجمیع فی الساعۃ العامۃ، لأن کل فرد لابدأن یحصل فی الساعۃ المختصہ بہ، ویعم هذا الحکم جمیع الأفراد الموجودة فی هذا العالم، وذلک العموم هو الساعۃ الکبری التی وعدالله بها، فلما علمت هذاوتحققتہ، وعرفت أن العالم بأجمعہ أعلاه وأسفلہ لہ أجل معلوم، لأن کل واحد من أفراده لہ أجل معلوم، وبنظر الجملۃ، فعموم الحکم هو أجل العالم بأجمعہ، وماثم إلا هذا،

قیامت کی نشانیاں، موت، برزخ، حساب، قیامت، میزان، صراط،

جنت، دوزخ، اعراف اور کثیب کا بیان

## عالم محدث ہے

جان لو کہ یہ عالم دُنیا جِس میں ہم ابھی رہ رہے ہیں اسکی ایک انتہا ہے جِس کی طرف یہ لوٹتا ہے۔ یہ عالم محدث (نیا پیدا ہوا) ہے- ہر پیدا ہونے والے نے ضرور ایک وقت پر ختم ہونا ہے۔ اس لئے اس عالم کے ساتھ بھی ایسا ہی ہونا ہے۔

## قیامت صغریٰ اور قیامت کبریٰ

اس عالم کا فنا ہونا ایک تو انسان کے حوالے سے ہے کہ انسان کی موت سے وہ حقیقت الٰہیہ ظاہر ہو جائے جو انسان کے لباس میں پوشیدہ ہے-اور دوسرا فنا ہونا، حقیقت الٰہیہ کا وہ ظہور ہے جو اللہ تعالیٰ نے کتابِ حکیم کے احکام میں واضح کیا ہے، اور وہ سارے وجود (یعنی کائنات) کی قیامت ہے۔

## خصوصی اور عمومی قیامت

اِس عالم کے ہر فرد کے لئے اس کی خاص قیامت ہے، پھر ایک عمومی قیامت میں یہ سب قیامتیں جمع ہیں-ہر فرد لازمی طور پر اپنی مخصوص قیامت تک پہنچتا ہے اور یہی حکم مجموعی طور پر عالم میں موجود تمام افراد کے لئے ہے۔ اس مجموعی حکم کو قیامت کبریٰ کہتے ہیں۔ جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ پس جب تو نے یہ جان لیا، تحقیق کر لی اور معرفت پیدا کر لی کہ تمام اسفل اور اعلی عالم کی ایک معلوم مدت تک ہی بقا ہے اور یہ اس لیے کہ اس عالم کے تمام افراد میں سے ہر فردِ واحد کی بھی ایک مُدت تک ہی بقا ہے، تو یوں مجموعی طور پر دیکھتے ہوئے عمومی حکم یہی ہے کہ سب عالم کی اجل عمومی طور پر ایک ہی اجل ہے۔ اور یہ بس ایسے ہی ہے۔

فلا أدری هل تفهم هذه النکته علی ما نصّ الکتاب علیہ؟ أم فهمک منہ علی غیر مرادی؟ وأماعلی مفهوم العوام من ظاهره فسا نبّهک علیہ بعبارة أخری۔

اعلم أن الحق تعالی لہ عوالم کثیرة، فکل عالم ینظر اللہ إلیہ بواسطۃ الأنسان یسمی شهادة وجودیۃ، وکل عالم ینظر إلیہ من غیر واسطۃ الأنسان یسمی غیباً۔

ثم إنہ جعل ذلک الغیب نوعین : فغیبٌ جعلہ مفصلاً فی عالم الأنسان، وغیبٌ جعلہ مجملاً فی قابلیۃ الأ نسان.

فا لغیب المفصّل فی عالم الأنسان یُسمّی غیباً وجودیاً، وهوکعالم الملکوت۔ والغیب المجمل فی القابلیۃ یسمی غیباً عدمیاً، وهو کالعوالم التی یعلمها اللہ تعالی ولا نعلمها ، فهی عندنا بمنزلۃ العدم ، فذلک معنی الغیب العدمیی. ثم إن هذا العالم الدنیاوی الذی ینظر اللہ إلیہ بواسطہ هذا الأنسان لایزال شهادة وجودیۃ مادام الأنسان واسطۃ نظرالحق فیها ، فإذا انتقل الأنسان منها نظر اللہ إلی العالم الذی انتقل إلیہ الأنسان بواسطۃ الأنسان فصارذلک العالم شهادة وجودیۃ، وصار العالم الدنیاوی غیباً عدمیاً، ویکون وجودالعالم الدنیاوی حینئذٍ فی العلم الألٰهیی کوجود الجنۃ والنار الیوم فی علمہ سبحانہ وتعالیٰ ۔

مجھے نہیں پتا کہ آیا تم یہ نکتہ جو کہ میری اِس کتاب کا موضوع ہے سمجھ گئے ہو یا نہیں، ہو سکتا ہے تم میری مراد کے بر عکس سمجھے ہو، جیسا کہ عام لوگ بس ظاہر کے مفہوم کو سمجھتے ہیں، تو میں تمہیں اس بات کو دوسری جگہ بھی سمجھاؤں گا۔

## عالم شہادت اور عالم غیب

یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے کئی عالم ہیں جس عالم کو اللہ تعالیٰ انسان کے واسطے سے دیکھتا ہے اسے عالم شہادت (شہادت وجودی) کہتے ہیں اور جس عالم کو اللہ تعالیٰ انسانی واسطے کے بغیر دیکھتا ہے اسے عالم غیب کہتے ہیں۔

## غیب کی دو قسمیں

پھر اس غیب کی دو قسمیں ہیں وہ غیب جسے اللہ تعالیٰ نے عالم انسان میں تفصیل کے ساتھ بنایا ہے اور وہ غیب جسے اللہ تعالیٰ نے انسان کی قابلیت میں اجمالی طور پر بنایا ہے۔ عالم الانسان میں تفصیلی غیب جسے غیب وجودی کہتے ہیں اس کی مثال عالم ملکوت (فرشتوں اور ارواح کا عالم) ہے۔ اور انسان کی قابلیت میں موجود اجمالی غیب جسے غیب عدمی کہتے ہیں وہ ایسے عالم ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور ہم نہیں جانتے۔ وہ ہمارے لئے عدم کی طرح (غائب) ہیں۔ غیب عدمی کا یہی معنیٰ ہے۔

پھر یہ دنیاوی عالم جسے اللہ تعالیٰ انسان کے واسطے سے دیکھتا ہے، اس وقت تک شہادت (شہادت وجودی) ہی رہتا ہے۔ جب تک انسان اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کا واسطہ رہتا ہے۔ جب انسان اس عالم سے نکل کر دوسرے عالم میں چلا گیا تو اللہ تعالیٰ اس دوسرے عالم کو جس میں انسان منتقل ہوا انسان کے واسطے سے دیکھتا ہے۔ پھر وہ دوسرا عالم شہادت (شہادت وجودی) بن جاتا ہے۔ اور یہ عالم دنیاوی غیب عدمی بن جاتا ہے۔ ایسے میں اس دنیاوی عالم کا وجود اللہ تعالیٰ کے علم میں جنت اور دوزخ کے موجودہ وجود کے علم کی طرح ہو جاتا ہے۔ سبحانہ و تعالیٰ—

فهذاهو عين فناء العالم الدنياوي، وعين القيامة الكبرى وَهِى الساعة العامة، ولسنا بصدد ذكرها، بل غرضنا أن نشرح الساعة الخاصة بكل فرد من أفراد هذا العالم، ونتحدث على ذلک فى الأنسان؛ لأنہ أكمل أفراد الوجود، فلنقس البقية عليہ، ونحيل فهم علم الساعة العا مة على فهمک من كتاب الله تعالىٰ، خشيةً على إيمانک أن يسلبہ سلطان الشّک إن ذكرنا لک عجائب الساعة الكبرى، فلنقتصر من ذلک على ذكر الساعة الصغرى التى هى قبل الساعتہ الكبرى۔

ثم لا تظن بأنهما ساعتان، بل هى ساعة واحدة، فمثل هذا مثل الكلى الواقع على كل واحد من جئياتہ، مثلاً كما تقول: مطلق الحيوان واقع على كل واحد من أنواع الخيل والأنعام والإنسان وغير ذلک، ثم إن نفس لفظ الحيوان واقع على كل فرد من أفراد كل نوع، ولا تتعدد الحيوانية فى نفسها لأنها كلية تامة، والكلّية التامة تقع على جزئياتها من غير تعدد ، فكذلک الساعة الكبرى واقعة على كل من الساعة الصغرى من غير تعدّد؛ فأوّل ما نذكر علامات الساعة وأشرطها ثم نذكرها ۔

اعلم أنّ للساعة الصغرى علامات وأشراطاّ مناسبة لعلامات الساعة الكبرى وأشراطها

## ہر فرد کی مخصوص قیامت

پس یہ ہی دنیاوی عالم کے فنا ہونے کا مطلب ہے اور یہی وہ قیامت کبریٰ ہے۔ یہی وہ عمومی قیامت ہے۔ ہم دراصل قیامت کبریٰ کا ذکر نہیں کرنا چاہتے، بلکہ ہماری غرض یہ ہے کہ ہم اس عالم دنیا کے افراد میں سے ہر فرد کی مخصوص قیامت کی وضاحت کریں۔یعنی فرد انسان کی قیامت کی، کیونکہ انسان ہی تمام افراد میں کامل ترین وجود ہے۔ آگے اسی موضوع کو لے کر چلیں گے اور ہم قیامت کبریٰ کا موضوع تم پر چھوڑ دیں گے کہ تم اسے اللہ تعالی کی کتاب سے خود سمجھو۔ ہمیں ڈر ہے کہ اگر ہم قیامت کبریٰ کے عجائب بیان کریں گے تو تیرے ایمان کو شک کا سلطان سلب کر لے گا۔ سو ہم اپنے بیان کو قیامت صغریٰ تک محدود رکھیں گے جو قیامت کبریٰ سے پہلے ہے۔ تُم یہ خیال نہ کرو کہ قیامتِ صغریٰ (جو ہر فرد کے ساتھ مخصوص قیامت ہے) اور قیامتِ کبریٰ (جو اِس پورے وجود کی قیامت ہے) دو الگ قیامتیں ہیں بلکہ یہ ایک قیامت ہی ہے۔

## کل اور جزو

یہ ایسے ہی جیسے ایک کل اپنے جزو میں واقع ہوتا ہے۔ مثلاً جیسے حیوان کا اطلاق گھوڑوں، مویشیوں اور انسان تمام انواع پر ہوتا ہے۔اس طرح حیوان کالفظ اِن تمام انواع کے ہر فرد کے لئے اجتماعی طور پر بولا جا سکتا ہے۔ایسی صورت میں حیوان یا حیوانیت میں کوئی تعدد نہیں آئے گا۔ بلکہ یہ ایک کلی اطلاق ہے جو کہ تمام جزئیات کے اندر بغیر تعدد کے موجود ہے۔ایسے ہی قیامتِ کبرٰی قیامتِ صُغرٰی کے اندر بغیر تعدد کے واقع ہے۔

## قیامت کی نشانیاں

اب ہم قیامت کی نشانیاں بیان کریں گے اور اسکی وضاحت کریں گے۔ یہ جان رکھو کہ قیامتِ صُغریٰ کی نشانیاں اور شرائط قیامت کبرٰی کی نشیانیوں اور شرائط سے مطابقت رکھتی ہیں۔

هی الأمۃ ، والولادۃ هی ظهورالأمر الخفیّ من باطنہ إلی ظاهره، لأنّ الولد محلہ البطن، والولادۃ بروز إلی ظاهر الحس، فکذلک الحق سبحانہ وتعالٰی موجود فی الإنسان بغیر حلول، وهذا الوجود باطن، فإذا ظهر بأحکامہ و تحقق العبد بحقیقۃ ﴿کنت سمعہ الذی یسمع بہ، وبصره الذی یبصره بہ، ویده التی یبطش بها، ورجلہ التی یمشی بها﴾ ظهر الحق تعالٰی فی وجود هذا الإنسان، فتمکّن من التصرف فی عالم الأ کوان، فذاتہ بمثابۃالأمۃ، وآثار ربوبیۃ الحق بمثابۃالربۃ ، وظهورها بمثابۃ الولادۃ۔

ثم تجرّد العارف عن الأسماء بمثابۃ التحفی عن النعل، لأن الأسماء مراکب العارفین، وتجّرده عن الصفات بمثابۃ حال العراۃ۔

وکونہ دائم الملاحظۃ للأنوارالأزلیۃ بمنزلۃ رعاء الشاء، وکون المجذوب یأ خذ فی الترقی من المعارف الإ لٰهیۃ هو بمنزلۃ تطاول البنیان۔

فکما أن ظاهر هذا الحدیث من أمارات الساعۃ الکبری العامۃ فی الوجود، کذلک باطنہ الذی تکلّمنا علیہ هو من علامات الساعۃ الصغری الخاصۃ بکلّ فرد من افراد الانسان۔

## لونڈی کا آقا کو جنم دینا

جیسے قیامتِ کبرٰی کی ایک نشانی یہ ہے کہ "لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی" اور "تُم دیکھو گے کہ ننگے پاؤں، ننگے بدن بھیڑ بکریاں چرانے والے اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے"۔ ایسے ہی قیامتِ صُغرای جو انسان کے اندر کی قیامت ہے۔ اس میں انسان کے اندر ربوبیت کا ظہور ہے۔ پس انسان کی ذات لونڈی ہے اور جنم دینے سے مراد ایک مخفی امر کا اس لونڈی کے بطن سے ظاہر میں آنا ہے۔ بچہ بطن میں ہوتا ہے اور ولادت بطن سے باہر دُنیا میں ظاہر ہونا ہے۔ ایسے ہی اللہ سُبحانہ و تعالٰی انسان کے اندر بغیر حلول کے موجود ہے اور یہ موجود ہونا باطن میں ہے۔ تو جب حق ظاہر ہو گیا تو بندہ اپنی اس حقیقت کو سمجھ گیا کہ "میں اس کی سماعت ہوتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے اس کی آنکھیں ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کے ہاتھ ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اسکے پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے"- انسان کے وجود میں حق ظاہر ہو گیا پھر وہ کائنات میں تصرف کرنے والا بن گیا۔ اسکی ذات لونڈی کی طرح ہے۔ اس میں ربوبیت لونڈی کے آقا کی مثال ہے اور ربوبت کا ظہور ولادت کی مثال ہے۔

پھر (عارف) یعنی صوفی کا اسماء الٰہی سے ذاتِ الٰہی کی طرف تقرب ننگے پاؤں ہو جانے کی طرح ہے، کیونکہ اسماء الٰہی کسی عارف کے لئے سواری کی طرح ہوتے ہیں۔ ایسے ہی صِفاتِ الٰہی سے ذاتِ الٰہی کے تقرب کی طرف بڑھنا ننگے بدن ہونے کی طرح ہے- اور پھر اسماء اور صفات سے گزر کر انوار ازلیہ کے دائمی ملاحظے میں چلے جانا بکریاں چرانے کی طرح ہے -اور عارف کا معارفِ الٰہیہ میں جذب ہو کر ترقی کرنا بڑی بڑی عمارتیں بنانے کی طرح ہے۔

اب جیسا کہ ظاہر میں اوپر بیان کی گئی حدیث قیامتِ کبرٰی کی نشانیاں بتا رہی ہے۔ لیکن اس کے باطنی مفہوم جیسا کہ ہم نے بیان کیے ہیں وہ قیامتِ صُغرای کی نشانیاں بتا رہے ہیں، جو کہ ہر آدمی کی اپنی خاص قیامت ہے۔

ومن أمارات الساعة الكبرى: ظهور يأجوج ومأ جوج فى الأرض حتى يملكوها، فيأكلون الثمار ويشربون البحار، ثم يرسل الله عليهم فى ليلة واحدة النَّغف فيموتون عن آخرهم، فحينئذ يكثرالزرع، وينصع الأصل والفرع، وتطيب الثمار، ويحمد الملک الجبّار، فكذلک الساعة الصغرى من علامات قيامها فى الأنسان: ثوران النفس بثوران الخواطر الفاسدة والوساوس المعاندة قبل تمكنہ من نفسہ، فيملكون أرض قلبہ، ويأكلون ثمارلبّہ، ويشربون بحارسرّہ، حتى لا يظهر لمعارفہ وأحوالہ فيهم أثر، فيرجع عن سكره إلى حقيقة الصحو، ثم تأتيہ العنايہ الربانية بالنفحات الرحمانية بتحف ﴿ فإن حزب الله هم الغالبون﴾(المائده٥٦) ﴿أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾(المجادلة٢٢) فتكحل عين فؤاده بإثمد:﴿اللهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلاً وَمِنَ النَّاسِ إِنَّ اللهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ﴾(الحج٧٥) فحينئذٍ تفنى الخواطر النفسانية، وتذهب تلک الوساوس الشيطا نية، وترد محلّها ملائكة الله با لعلوم اللدّنية، والنفثات الرروحية فى الكلمات الروعية، وهو بمثابة تكثّر الزرع، واخضرار الأصل والفرع. ثم تحققہ فى مقام القرب وتلذّذه بمشاهدة الربّ هو بمثابة طيب الثمار، وحمد الملک الجبّار ، فكما أنّ ظاهره من أمارات الساعة الكبرى، كذلک ما أشرنا اليہ وهو باطنہ من أمارات الساعة الصغرى الخاصة بكل فرد من أفراد الإ نسان.

## یاجوج وماجوج

قیامت کبریٰ کی ایک نشانی یاجوج اور ماجوج کا ظاہر ہونا ہے حتیٰ کہ وہ زمین کے مالک بن جائیں- وہ اس کا تمام اناج کھا جائیں گے اور سمندروں کو پی جائیں گے- پھر اللہ تعالیٰ ایک رات کو ان کی طرف ایک خاص کیڑا بھیجے گا اور وہ سب کے سب مر جائیں گے-اس کے بعد زراعت میں کثرت ہو گی اور ہر اصل اور فرع نکھر جائے گی- پھل پک جائیں گے- اور ایسے میں ہر طرف مالک الجبار کی حمد و ثناہ بیان کی جائے گی-

ایسے ہی انسان کے اندر قائم ہونے والی قیامت صغریٰ کی نشانیاں ہیں- انسانی نفس کا اپنے معاندانہ اور فاسد خیالات کے ساتھ ابھر کر آنا اور پھر دل کی زمین پر قبضہ کر لینا- وہ پھر انسان کی عقل کے میووں کو کھا جاتا ہے اور اس کی معرفت کے سمندروں کو پی جاتا ہے— حتیٰ کہ انسان اپنی معرفت اور احوال میں کوئی اثر باقی نہیں دیکھتا-

پھر کچھ عرصہ بعد انسان سکر سے واپس اپنی صحو والی حقیقت پہ آتا ہے- پھر اس کی طرف عنایات ربانیہ، رحمان کی طرف سے خوشبوؤں کے تحفے لے کر آتی ہیں- (اور اللہ کی جماعت ہی غلبہ پانے والی ہے)- المائدہ 56- (اور خبر دار اللہ کی جماعت ہی فلاح پانے والی ہے)- المجادلہ 22-

پھر اس کے دل کی آنکھوں میں سرمہ لگایا جاتا ہے- (اللہ تعالیٰ فرشتوں سے رسولوں کو چنتا ہے اور انسانوں سے، اور بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے)- الحج 75- پھر وہ نفس کے خیالات ختم ہو جاتے ہیں اور وہ شیطانی وسوسے چلے جاتے ہیں اور ان کی جگہ اللہ تعالی کے فرشتے لے لیتے ہیں جو اس شخص کے پاس علم لدنی اور روحانی علوم کی ہواؤں کے جھونکے لاتے ہیں- ان علوم کی مثال زراعت کی کثرت اور ہر چیز کا سبز ہو جانا ہے- پھر آدمی مقام قرب تک پہنچتا ہے اور رب کے مشاہدے کی لذت پھلوں کا پک جانا اور مالک الجبار کی حمد بیان کرنا ہے-

اس طرح ظاہر میں جیسے یہ قیامت کبریٰ کی نشانیاں ہیں ایسے ہی جیسے ہم نے اشارہ کیا ہے یہ قیامت صغریٰ کی نشانیاں ہیں جو کہ ہر آدمی کی اپنی مخصوص قیامت ہے-

ومن أمارات الساعة الكبرى: خروج دابة الأ رض ، قال الله تعالىٰ : ﴿وإذا وقع القول عليهم أخرجنا لهم دابة من الأرض تكلمهم﴾(النّمل٨٢) يعنى إذا وقع القول وهو الأمر الإلٰهى برجوع هذا العالم إليه، وذلك انصرام أمر عالم الدنيا إلى الآخرة، أخرجنا لهم دابة من الأرض تكلمهم، يعنى تنبئهم بحقيقة ما وعدناهم به من البعث والنشور والجنة والنار وأمثال ذلك، لأنّ الناس كانوا بآياتنا، يعنى الأمور التى أخبرنا هم بها فى كلامنا لا يوقنون، فلاجل ذلك أخرجنا لهم تلك الدابة ليعلموا أنا قادرون على كل شىء فيوقنون بما بعدها وبما تخبرهم به تلك الدابة، فيرجع من يرجع إلى الحق، ويوقن بما أخبر به تعالى، فكذلك الساعة الصغرى من أمارات قيامها فى الأنسان بروز روحه الأمينة فى حضرة القدس بخروجها من ألارض الطبيعة البشرية لترك الأمور العادية ، وعدم إتيان الاقتضاءات السفلية، فحينئذٍ يتحقق له الكشف الكبير، وينبئه روح القدس بالنقير والقطمير، فيكلمه بجميع تلك الأخبار، ويظهر له بواطن الأستار فيعلمه بكتمات الأسرار ليرتفع حينئذ من مقام التصديق إلى مقام القرب فى الرفيق الأعلى ونعم الرفيق ،

## زمین سے جانور کا نکلنا

اور قیامت کبریٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی زمین سے ایک جانور کا نکلنا ہے-اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایاہے اور جب ان پر بات آپڑے گی تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو لوگوں سے کلام کرے گا اس لیے کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہ کرتے تھے۔(النمل-82)-جب بات پوری ہو گئی یعنی جب اللہ تعالی کے حکم سے یہ عالم (دنیا) اس ہی کی طرف لوٹا۔ عالم دنیا کے امور عالم آخرت کی نہج پر آگئے۔ تو ہم نے ان کے لئے زمین سے جانور نکالا جو ان سے باتیں کرتا ہے۔ یعنی وہ انہیں بعث، نشور، جنت، دوزخ اور ان جیسے دوسرے حقائق کی خبر دیتا ہے۔ جن کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔

کیونکہ لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات پر یعنی وہ امور جن کی اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں خبر دی ہے یقین نہیں کرتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ زمین سے ایک جانور نکالے گا تا کہ لوگ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے-پھر وہ اس جانور کی خبروں پر اللہ تعالیٰ کے وعدہ کیے ہوئے امور پر یقین کر لیں گے۔ جو کوئی رجوع کرنے والا ہو گا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر لے گا اور ان باتوں پر یقین کرلے گا جن کی اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے۔

ایسے ہی قیامت صغریٰ میں اس نشانی سے مراد انسان کی روح امین کا ارض طبعی سے نکل کر حاضرت قدس میں ظاہر ہونا ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب انسان عادی دنیاوی امور کو چھوڑتا ہے اور سفلی تقاضوں سے چھٹکارا حاصل کرتا ہے۔ ایسی صورت میں حق تعالیٰ اس کے لئے کشف کبیر کا اہتمام کرتا ہے اور روح القدس اسے ہر ادنی اور اعلیٰ چیز کی اطلاع دیتی ہے۔ وہ اسے تمام امور کی خبریں دیتی ہے۔ باطن کے سارے پردے اٹھا دیتی ہے- پھر اسے چھپے ہوئے اسرار و رموز کا علم عطا کرتی ہے تا کہ اس کا رُتبہ بلند کر کے اسے مقام تصدیق سے رفیق اعلیٰ کے مقام قرب تک پہنچادے، اور وہ کیا اچھا رفیق ہے۔

وذلک منۃ من اللہ و فضل و اعتناء بعبدہ لئلا تنہزم جیوش إیمانہ بعساکر دوام الحجاب، فیرجع إلی الخطأ عن حقیقۃ الصواب، لأن مکتمات الربوبیۃ و مقتضیات المرتبۃالألٰہیۃ، عزیزۃ المرام عالیۃ المقام، لا تکاد القلوب لشدّۃ عزّتہا أن توقن بحصولہا إلا بعد الکشف، لأن الخلق فی نفسہ لیس لہ وسع قبول تلک الأ شیاء، فلا یوقن بہا إلا بعد الکشف الإلٰہی، فکما أن النّاس لا یتحققون وقوع الأمر إلا بخروج الدابۃ، کذلک العارف لا یتحقق بقبول تلک المقتضیات الإلٰہیۃ إلا بعد خروج الرّوح من أرض الطبائع، وخلاصہا من القواطع والموانع فافہم۔

ومن أمارات الساعۃ الکبری: خروج الدجال، وأن تکون لہ جنۃ عن یسارہ ونارعن یمینہ، وأنہ مکتوب بین عینیہ کافر باللہ، وأنہ یعطش الناس ویجوعون حتی لایجدوا مأکلاً ولا مشرباً إلا عند ہذا الملعون، وإن کل من آمن بہ فإنہ یسقیہ من مائہ ویطعمہ من طعامہ، ومن أکل من ذلک أوشرب منہ لا یفلح أبداً، وأنہ یدخل المئومن بہ جنتہ، ومن دخل جنتہ قلبہا اللہ علیہ ناراً، وإنہ یدخل من لایؤمن بہ نارہ، ومن دخل نارہ قلبہا اللہ علیہ جنۃ،

یہ سب بندے پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے تا کہ اس کے ایمان کی فوجیں کہیں مستقل حجاب کے لشکروں سے شکشت نہ کھا جائیں اور وہ حقیقت اور سچائی سے کہیں خطاء کی طرف نہ لوٹ جائے۔ ربوبیت کے بھید اور مرتبہ الٰہیہ کے تقاضے بڑے عالی مقام اور دشوار گذار ہیں۔ انسانی قلوب اللہ تعالیٰ کے جلال کی شدت کی وجہ سے ان مقامات کو حاصل کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کشف سے ان کا حصول ممکن بنائے۔ لوگوں کے نفوس میں اِن چیزوں کے حصول کی استطاعت ہی نہیں ہوتی اور وہ ان پر اس وقت تک یقین نہیں کرتے جب تک کشف الٰہی سے انہیں دیکھ اور سن نہ لیں۔

پھر جیسے لوگ اس وقت تک یقین نہیں کریں گے جب تک زمین سے جانور نکل کر ان سے باتیں نہ کر لے۔ ایسے ہی ایک عارف اس وقت تک اسرار الٰہی پر پوری طرح متحقق نہیں ہوتا جب تک اس کی روح ارض طبیعی سے باہر نہ نکل آئے اور یوں اس کی شہوات اور ممانعات سے خلاصی نہ ہو جائے،۔اس بات کو غور سے سمجھ۔

## دجال کا ظاہر ہونا

اور قیامتِ کبریٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی دجال کا ظاہر ہونا ہے۔ وہ اس طرح ظاہر ہو گا کہ اس کے بائیں ہاتھ میں جنّت اور دائیں ہاتھ میں آگ ہو گی۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان "کافر باالله" لکھا ہو گا۔ لوگ پیاسے اور بھوکے ہونگے۔ انہیں دجال ملعون کے علاوہ کہیں کوئی چیز کھانے پینے کو نہیں ملے گی۔ جو دجال پر ایمان لائے گا وہ اسے اپنے پانی سے پلائے گا۔ اور اپنے کھانے سے کھلائے گا۔ اور جو کوئی دجال سے کھائے یا پیئے گا وہ کبھی فلاح نہیں پائے گا۔ جو دجال پر ایمان لائے گا وہ اسے اپنی جنت میں داخل کرے گا اور جو دجال کی جنت میں داخل ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس دجالی جنت کو دوزخ میں بدل دے گا۔ جو دجال پر ایمان نہیں لائے گا وہ اسے اپنی دوزخ میں داخل کرے گا اور جو دجال کی دوزخ میں داخل ہو گا تو اللہ اس دوزخ کو جنت میں بدل دے گا۔

وإن من الناس من يأكل من حشيش الجزر إلى أن يرفع الله عنه هذا الضرر. وإن اللعين لا يزال يدور فى أقطار الأرض إلا مكة والمدينة، فإنه لا يدخلهما، وإنه يتوجه إلى بيت المقدس فإذا بلغ رملة لد - وهى قرية قريبة من بيت المقدس بينهما مسيرة يوم وليلة، انزل الله عيسى عليه السلام على منارة هناك وفى يده الحربة، فإذا رآه اللعين ذاب كما يذوب الملح فى الماء فيضر به بالحربة فيقتله.

وكذلك الساعة الصغرى من علامات قيامها فى الإنسان: خروج الدّجال من حقيقته وهى النفس المدجّلة ، يعنى أنها تخلط عليه الباطل وتبرزه له فى معرض الحق، ويقال: دجل فلان على فلان: يعنى لبّس عليه الأمر واستغلطه.

وهذه النفس الدجالة هى المسماة من بعض وجوهها بشيطان الإنس، وهى محل الشياطين والوسواس وموضع المردة والخناس، وتسمى أيضاً من بعض وجوهها بالنفس الأمارة بالسوء، ومطلق لفظ النفس فهو اسمها فى اصطلاح الصوفية، فمهما ذكروا النفس فإنهم يريدون الأوصاف المعلولة من العبد، فهى بمنزلة الدجال، ومقتضياتها الشهوانية هى بمثابة الجنة التى هى عن يساره لأنّها طريق أهل الشقاوة، ومخالفتها بترك الطبائع والعوائد وحسم العلائق والقواطع هى بمثابة النار التى عن يمين الدجال؛ إذ اليمين طريق أهل السعادة، وما تقتضيه الأمور النفسانية من تكثيف الحجب الظلمانية هو بمثابة الكتابة التى على جبين الدجال، هذا هو الكافر بالله.

اور لوگوں میں ایسے بھی ہونگے جو اس زمانے میں (دجال سے کنارہ کر کے) گھاس کھا کر گزار کر لیں گے حتٰی کے اللہ تعالٰی ان سے دجال کا یہ فتنہ اٹھالے گا۔

دجال لعین مکہ اور مدینہ کے علاوہ ساری زمین میں چکر لگائے گا۔ وہ مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا- وہ بیت المقدس کی طرف بڑھے گا لیکن جب "رملہ لدہ" (ایک گاؤں جو بیت المقدس سے ایک دن اور ایک رات کی مسافت پر ہے) تک پہنچے گا تو اللہ تعالٰی عیسٰیؑ کو نازل فرمائیں گے جو ایک مینار پر اتریں گے اور ان کے ہاتھ میں نیزہ ہوگا- جب دجال لعین عیسٰیؑ کو دیکھے گا تو ایسے پگھلے گا جیسے پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔ عیسٰیؑ اس کو اس نیزے سے قتل کر دیں گے۔

ایسے ہی انسان کے اندر قیامتِ صُغرٰی کی نشانیوں میں سے ایک نشانی خروج دجال ہے۔ یہ دجال نفسِ مدجلہ ہے جو انسان کے نفس سے باہر آتا ہے- یہ کُفر کو حق کی طرح بنا کر انسان کو حق کی جگہ پیش کرتا ہے۔ جیسا کے کہا جاتا ہے کے فلاں نے فلاں کے ساتھ دجل کیا یعنی اس کے لئے معاملہ مشکوک کر دیا اور اسے غلط راہ پر ڈال دیا۔ اسی نفسِ دجالہ کو بعض وجوہات کی بنا پر انسان کا شیطان بھی کہتے ہیں۔ یہی شیطان، وسواس، مردود اور خناس کا گھر ہے- اور بعض وجوہات کی بنا پر اسے نفسِ امارہ یعنی برائی کی طرف حکم دینے والا نفس بھی کہتے ہیں۔

صوفیا جب عموماً لفظ نفس استعمال کرتے ہیں تو اس سے ان کی مراد آدمی کے اندر بری صفات کا ذکر کرنا مقصود ہوتا ہے۔ پس یہ نفس دجال کی طرح ہے اور اس کے شہوانی تقاضے اس کی جنت کی طرح ہیں جو اس کے بائیں ہاتھ میں ہیں، اور یہ بد بخت لوگوں کا راستہ ہے۔ اس کے برعکس دوسرا راستہ، عادی طبعیی امور کو ترک کرنا، رکنے والے امور سے رکنا اور قطع کرنے والے امور کو قطع کرنا آگ کی طرح ہے، جو دجال کے دائیں ہاتھ میں ہے اور یہ اہل سعادت کا رستہ ہے۔ امور نفسانی کا تاریک حجاب کو گہرا تر کر دینا ایسا ہی ہے جیسے دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ کافر لکھا ہونا۔

وصيرورة العارف فى أسرها حتى يعدم عليه الصواب، فلا يكاد عند غلبتها ان يفهم معنى الخطاب، هو بمثابة الجوع و العطش للناس فى زمان الدجال۔

وقهرها للذات بالخاصة، حتى لا يكاد يجد العارف بُدّاً من مرافقتها، هو بمنزلة أن لا يجد الناس مأكلاً ولا مشرباً إلاعند الدجال اللعين، وقد قال النبیّﷺ يشير إلى هذا لمعنى : (سيأتى على الناس زمان يكون القابض فيہ على دينہ كالقابض على الجمر) فمن رجع فى تلك المدّة عن المجاهدة ونعوذ بالله من ذلک إلى المقتضيات النفسية، وركن إلى الأ مور الطبيعية، واستعمل الملذوذات الشهوانية، وأخذ فى الأفعال العادية هو بمنزلة من أخذ من الدجال۔

فأخذ الرّكون إلى المباحات التى هى عند العارف كالخمرالحرام، هو بمنزلة من اطعمہ الدجال من ذلک الطعام، وانهماک من رجع إلى النفس والغفلات والأ مانى التى هى كالشراب بمنزلة من سقاه اللعين مما عنده من الشراب ، ومن رجع من العارفين قبل بلوغہ إلى هذه الأشياء فهو بمنزلة من لا يفلح أبداً۔

ثم الاغترار بزخارف الدار التى بقاؤها محال، ولذاتها خيال، هو بمنزلة من دخل جنة الدجال فيقلبها الحق عليہ ناراً، ويصير قراره فيها بواراً۔

ومن أسعده التوفيق وثبتہ الحقّ فى جادة الطريق سلک بأنوار الشريعة فى ليل التحقيق، راكباً على متون المخالفات والمجاهدات والرياضات وأكل من حشيش الأ كوان جزر ظهور الرحمٰن ، فهو بمنزلة من دخل نار الدجال فقلبها لہ نعيماً لا يزول، وملكاً لا يحول۔

## عارف پر دجال کا غلبہ

ایک عارف بھی جب دجال کے زیرِ اثر ہو گا تو اس سے حقیقت چھُپ جائے گی۔ اور اس دجالی غلبے کی وجہ سے امور الہیہ کا مفہوم بھول جائے گا، یہی مراد ہے اس بات سے کہ لوگ دجال کے دور میں بھوکے اور پیاسے ہونگے۔ دجال کا قہر خاص لوگوں پر زیادہ ہو گا۔ حتٰی کے ایک عارف بھی اس دور میں اپنی ضروریات سے عہدہ برآ نہیں ہو گا - یہ اس طرح ہے کہ لوگوں کو دجال کے علاوہ کہیں کھانے پینے کو نہیں ملے گا۔ نبی پاک ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا ہے جو اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ "لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ دین پر چلنا ایسا ہو گا جیسے مُٹھی میں انگارے پکڑے ہوں" جو ایسے وقت میں مجاہدہ کرنے سے بھاگ کر نفس کی خواہشات، بشری طبعی امور، شہوانی لذات اور عام دنیاوی اعمال کی طرف راغب رہا، وہ نعوذ باللہ ایسا ہی ہے جس نے دجال سے کھایا پیا۔

## عارف اور مباحات

ایک عارف (صوفی) کے لئے بعض مباحات (جائز چیزیں) بھی شراب کی طرح حرام ہیں - اگر کوئی عارف مباحات میں ہی رک جائے تو گویا یہ ایسے ہی ہے کہ دجال اپنے کھانے میں سے کھلائے- اپنے نفس کی غفلت اور خواہشات میں انہماک اس شراب کی طرح ہے جو دجال لعین اپنے پاس سے پلائے- اگر کوئی عارف اپنی عرفانی بلاغت پر پہنچنے سے پہلے ان مباحات اور خواہشات کی طرف مڑ جائے تو وہ گویا ایسے ہی ہے کہ کبھی فلاح نہیں پائے گا۔ پھر دنیاوی زینتوں کا دھوکا، جن کا باقی رہنا محال ہے اور جن کی لذتیں محض خیال ہیں یہ ایسے ہی ہیں کہ کوئی دجال کی جنت میں داخل ہو اور پھر اللہ تعالٰی اسے آگ میں بدل دے۔ ایسے آدمی کا ٹھکانہ دوزخ ہو جائیگا۔ اور جو کوئی اللہ تعالٰی کی توفیق سے حق کے رستے پر ثابت قدم ہوا، تحقیق کے ساتھ شریعت کے پر انوار رستوں پر چلا اور نفس کی مخالفت، مجاہدے اور ریاضتیں کی، اور تنگدستی میں گزارا کیا، وہ ایسا ہے کہ دجال کی آگ میں داخل ہوا اور اللہ تعالٰی نے اس آگ کو ایسی نعمتوں سے بدل دیا جنہیں زوال نہیں-اور ایسے ملک میں جسے کبھی کوئی عدم استحکام نہیں۔

وأما إنّه لا يزال يدور فى أقطار الأرض، إلى أن يحلّ الأمر الفرض، ما خلامكة الزهراء، والمدينة ذات الروضة الخضراء، فهو بمنزلة ما تلبس به النفس على العبد فى جميع المقامات، ماخلا مقامين: أحدهما مقام الاصطلام الذاتى وهوغيبوبة العبدعن وجوده بجاذب الحضرة الإلٰهية الذاتية ، فيذهب عن حسه ويفنى عن نفسه ، وهذا هو مقام السكر.

والمقام الثانى: هو المقام امحمّدى المعبّر عنه فى اصطلاح القوم بالصحوالثانى ، فهذان المقامان ليس للنفس فيهما مجال لأنهما مصونان عن طوارق العلل، محفوظان فى غيب الأ زل، فهما فى هذا المجال بمنزلة البلدتين اللتين لا يد خلهما لدجال.

وما يلتبس على العبد من الكشوفات الإلٰهية فيغلط بها عن المحجّةالصوابية، هوبمنزلة توجهّ هذا اللعين الأخنس، إلى قطر البيت الأقدس، ثم وقوفه دون تلك المحجة بالأرض المسماة بالرّملة، هو لأن دجال النفوس عند ظهوره على العارف فى كلّ لبوس قد يظهر فى مقابلة المقام الأنفس، فيتوهّم من له معرفة بالبلوغ من الوادي الأ قدس، فليس له إلى ذلك المقام من إلمام، ولكنه يقف عند حدّه دون الحجاب، إذ الرملة من طينة التراب، فينزل عيسى الروح وفى يده حربة الفتوح فيقتله هنالك، لأنّ عيسى هو روح الله المالك ، وإذا جاء الحق زهق الباطل وانقطع حكم الملابس ولمداجل.

## مکہ اور مدینہ

اور یہ دجال اللہ تعالیٰ کا امر پورا ہونے تک ساری زمین میں گھومتا ہے۔ سوائے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے۔اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کا نفس اسے ہر مقام پر گمراہ کرتا ہے سوائے دو مقام کے، ایک مقام اصطلام ذاتی ہے جہاں انسان اپنے وجود سے سے غیابت (جبلتوں کو زیر کرکے) اختیار کرکے ذاتِ الٰہی کی حاضرت (مکہ مکرمہ) میں آجاتا ہے، وہ اپنے حواس سے نکل آتا ہے اور اپنے نفس کو فنا کر دیتا ہے۔اسے مقام سکر بھی کہتے ہیں۔اور دوسرا مقام، مقامِ محمدی (مدینہ منورہ یعنی متابعت و عشق رسول کا غلبہ ہونا) ہے جسے صوفیا کی اصطلاح میں صحوثانی بھی کہتے ہیں ان دو مقامات (انسان کے اندر کے مکہ اور مدینہ) پر نفس کے دجال کو گمراہ کرنے کی مجال نہیں۔اس لئے کہ ان دہ مقامات کو ہر قسم کی گمراہی سے محفوظ کر دیا گیا ہے۔ یہ ازلی طور محفوظ ہیں، اسی لئے ان دو مقامات کو ان دو شہروں سے تشبیہ دی گئی ہے جہاں دجال کا داخلہ ممنوع ہے۔

## عیسیٰ کا ظہور

دجال بندے کے حاصل ہونے والے کشف و اسرار الٰہی میں التباس پیدا کرتا ہے اور سیدھے رستے میں شکوک و شبہات پیدا کر دیتا ہے، یہ معاملہ اس دجال یعنی خناس کا بیت المقدس (قلب کی وادی اقدس) کی طرف بڑھنا ہے۔ پھر اس کا اس منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی مقام رملہ پر رک جانا ہے۔ نفس کا دجال، عارف پر ہر لباس میں مقام النفس کے مقابل ظاہر ہوتا ہے۔ ایسے میں جس آدمی کو پوری معرفت نہیں ہوتی وہ یہ خیال کرتا ہے کہ یہ دجال (اس کے قلب کی) وادی اقدس تک پہنچ جائے گا۔ لیکن اصل میں دجال کو اس مقام تک پہنچنے کی طاقت حاصل نہیں۔ پھر وہ بغیر حجاب کے اپنی حد میں ظاہر ہوتا ہے، جیسے ان الفاظ رملہ مٹی یا ریت سے ظاہر ہے - پھر عیسیٰؑ اپنے ہاتھ میں نیزہ لئے ہوئے ظاہر ہوتے ہیں اور اسے اس جگہ قتل کر دیتے ہیں۔ عیسیٰؑ، مالک الملک اللہ تعالیٰ کی روح ہیں۔ جب حق آجاتا ہے تو باطل چلا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ابلیس کی دھوکہ دہی اور دجالیت کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

فكما أن هذه الآيات، للساعة الكبرى من الشروط والعلامات، فكذلک باطنها، وهی الأشياء التی ذکرناها، والأمور التی شرحناها، فی علامات الساعة الصغری المختصة بالإنسان، دون سائرالأکوان۔

ومن أشراط الساعة خروج المهدی عليه السلام و أنّه يعدل أربعين سنة فی الأنام، وأنّ تکون أيامه خضراء ولياليه زهراء، يخصب فيها الزرع ويکثر فيها درّالضرع، ويکون الناس فی أمان، مشتغلين بعبادة الرحمان، فکذلک الساعة الصغری من شروط قيامها فی الأنسان خروج المهدی، وهو صاحب المقام المحمّدی ذوالاعتدل، فی أوج کلّ کمال، وأن تکون دولته أربعين عاماً بغير جحود، وهی عدد مراتب الوجود، وقد شرحناها فی کتابنا المسمی [الکهف والرقيم فی شرح بسم الله الرحمٰن الرحيم ] فمن أراد معرفة ذلک فليطالع هنالک۔

وکون لياليه زهراء وأيامه خضراء هو بمنزلة ما يتقلب فيه العارف بين السّکر المرقی والصحو المبقی، وتکثير الزرع، بمثابة تواتر الإنعامات، وترادف الکرامات، والأمان بمنزلة دخول العارف مقام الخلّة، ونزوله فی تلک الحلّة، فإنه القائل سبحانه عن مقام إبراهيم ﴿ومن دخله کان آمنا﴾ (آل عمران:۹۷) يعنی: من العذاب الأليم ۔

جیسا کہ یہ آیات قیامت کبریٰ کی نشانیاں ہیں۔ایسے ہی باطنی طور جن اشیاء کا ہم نے ذکر کیا ہے اور جن امور کی ہم نے وضاحت کی ہے یہ قیامت صغریٰ کی نشانیاں ہیں جو کہ باقی سای کائنات کو چھوڑ کر صرف انسان کے ساتھ مخصوص ہے۔

## مہدی علیہ السلام کا آنا

اور قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی مہدی علیہ السلام کا آنا ہے وہ لوگوں میں چالیس سال تک عدل کریں گے۔ان کے دور میں دن سبز ہوں گے اور راتیں روشن، زراعت کی کثرت ہو گی، جانور خوب دودھ دیں گے، لوگ امن اور سکون میں رہ کر اپنے رب کی عبادت میں مشغول ہوں گے۔ایسے ہی قیامت صُغریٰ میں آدمی کے اندر امام مہدی کا ظاہر ہونا ہے۔ایسے میں انسان مقام محمدی پر قائم ہو جاتا ہے۔پورے اعتدال اور کمال کے ساتھ-اور پھر اس کی اپنے اوپر بغیر کسی رکاوٹ کے چالیس سال کی حکومت قائم ہو جاتی ہے۔چالیس سے مراد وجود کے مراتب میں سے ایک عددی مرتبہ ہے۔ہم نے اس مرتبے کا ذکر اپنی کتاب "الکھف والرقیم فی شرح بسم اللہِ الرحمٰن الرحیم" میں کیا ہے-اگر کوئی اس معرفت کو حاصل کرنا چاہے تو اس کتاب کا مطالعہ کر سکتا ہے۔

راتوں کا روشن اور دنوں کا سبز ہونا انسان کے اندر کی قیامت کے حوالے سے عارف کا مقام سکر (معرفت الٰہی میں عارضی طور پر حواس کھو دینا) اور صحو (حالت سکر سے واپس جسمانی حواس کی حالت پہ لوٹ آنا) میں بدلتے رہنا ہے۔زراعت کی کثرت اور دودھ کا زیادہ ہونا انعامات کی کثرت اور کرامات کا تسلسل ہے۔امن و امان سے مراد عارف کا مقام خلہ (دوستی) میں داخل ہونا ہے اور پھر اس روشنی کے مقام میں رہنا ہے۔اس مقام کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مقامِ ابراہیم کہا ہے۔(وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا) جو اس مقام میں داخل ہو گیا وہ امن میں ہو گیا۔یعنی عذاب الیم سے امن میں چلا گیا۔

فإذا كان المقام الصورى يحصل بہ الأمان من لأ حراق بالنيران، فبالأولى والأحرى أنّ المقام المعنوى يحصل بہ الأمان من مكرالرحمٰن، وهذا هو المقام الذى لما نزلہ الشيخ عبد القادر الجيلانى قال : إنّ الحق تعالى عاهده سبعين عهداً أن لا يمكر بہ ، فما بعد ذلک إلا عبادة الرحمٰن، وثناء الملک الديان. فانظر إلى هذه الإشارات، كيف ناسبت تلک العبارات ، فكما أنّ تلک من أشراط الساعۃ الكبرى، كذلک هذه من أشراط الساعۃ الصغرى.

ومن أشراط الساعۃ الكبرى: طلوع الشمس من مغربها، وأن يُغلق باب التوبۃ فى مغربها، وأن لا ينفع نفساً إيمانها لم تكن آمنت من قبل ، إذ قد طوى يومئذٍ بساط الوصل، فحنئذٍ لا تقبل توبۃ ولا تغفر حوبۃ، فكذلک الساعۃ الصغرى من شروط قيامها فى الإنسان : طلوع شمس شهوده من مغرب وجوده، وذلک عبارة عن الباطن الكشفى، وهو تحقق اطلاعہ على السرّالكتمى ، فيعلم حينئذٍ ما هو ومن هو، ويتحقق بأوصافہ، ويتمتع فى جنۃ أعرافہ، فيحلّ الرموز، ويستخرج منها الكنوز، ويعرف الألغاز ويفوز بالله مع من فاز، فحينئذ طوى عنہ بساط الوصل والفصل وليس للايمان هناک نفع ، إذ حكمہ من قبل ، لأن الإيمان لا يكون إلا فيما غاب، ويرتفع حكمہ برفع الحجاب، فلا تقبل توبۃ ولا تغفر حوبۃ ، لأن الذنب والغفران، مقام محلہ الاثنان، والأحد فى أحديتہ منزّه عن الذنب وغفريتہ، فهذه شروط الساعۃ الصغرى مقابلۃ لشروط الساعۃ الكبرى .

## شیخ عبدالقادر جیلانی اور تقدیر کی چال

جب ایک صوری یعنی ظاہری مقام آگ میں جلنے سے بچاتا ہے تو معنوی مقام یعنی روحانی مقام اس سے کہیں بڑھ کر زیادہ اچھے طریقے سے انسان کو رحمٰن کی (تقدیر کی) چال سے امان میں رکھتا ہے -یہ وہ مقام ہے کہ جب شیخ عبدالقادر جیلانی اس مقام پر پہنچے تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے ان سے ستر وعدے کئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کو (تقدیر کے) مکر سے بچائے گا۔اس مقام کے بعد انسان خالص رحمٰن کی ثناء اور عبادت کے مرتبے پر آجاتا ہے۔ان اشارات کو دیکھو کہ اس عبارت میں کیسی مناسبت پیدا ہو گئی ہے۔ جیسا یہ قیامت کبریٰ کی شرائط ہیں ایسے ہی یہ قیامت صغریٰ کی شرائط ہیں۔

## سورج کا مغرب سے طلوع ہونا

اور قیامت کبریٰ کی نشانیوں میں ایک نشانی سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے اور یہ کہ بابِ توبہ مغرب کی طرف سے بند ہو جائے گا اور ایسے وقت میں کسی آدمی کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہ دے گا۔ الا یہ کہ وہ پہلے سے ایمان والا ہو -اس دن وصال کی بساط لپیٹ دی جائے گی۔ پھر اس وقت نہ توبہ قبول ہو گی اور نہ ہی گناہوں سے مغفرت -ایسے ہی قیامت صغریٰ کی نشانیاں ہیں جو انسان کے اندر ظاہر ہوتی ہیں۔ سورج کا اس کے وجود کے مغرب سے نکلنا باطن کا کشف حاصل ہونا ہے۔ ایسے میں اسے چھپے ہوئے اسرار کی پکی اطلاع ہو گی۔ پس وہ جان لے گا کہ وہ کیا ہے اور کون ہے -وہ اپنے وجود کے اوصاف سے واقف ہو جائیگا اور پھر اپنے اعراف (معرفت) کی جنتوں سے بہرہ مند ہو گا۔ وہ سارے رموز کو حل کر لے گا اور ان رموز سے (معرفت) کے خزانے نکالے گا۔ وہ تمام بھیدوں کا جان لے گا اور کامیاب لوگوں کے ساتھ اللہ کے ہاں کامیاب ہو جائیگا۔اس دن اس ہجر و وصال کی بساط لپیٹ دی جائیگی۔اس مقام پر ایمان کا کوئی نفع نہیں کیونکہ اس کا حکم گذر چُکا۔ایمان تو غیب پر ہوتا ہے اس لئے غیب کا حجاب اُٹھنے کے بعد ایمان کا حکم اٹھالیا جائیگا۔ نہ توبہ قبول ہو گی اور نہ ہی گناہوں کی معافی ہو گی۔ کیونکہ گناہ اور مغفرت تو دوئی کا مقام ہے اور ایک آدمی اپنی احدیت میں گناہ اور مغفرت سے منزہ ہو جاتا ہے۔ یہ قیامت کبریٰ کے مقابلے میں قیامتِ صُغریٰ کی نشانیاں ہیں۔

وقد عبّر الإمام محی الدين ابن عربی عن تلک العبارات، وقابلها بما يقابلها من باب الإشارات، فجعل مقابلة طلوع الشمس من المغرب رجوع الروح إلی المرکز الأول والمنصب، وذلک عبارة عن الممات، وانتقال الأمر إلی الآخرة بحکم الوفاة، وجعل مقابلة إغلاق باب التوبة، هو أن المغرغر لا تقبل له توبة، ولا تغفرله حوبة، وأيد ذلک بما قيل أنّ بين البابين تسعين عاماً، وأنّها تقابل الأعمار قياساً ونظاماً، وما ذکره هذا الأمام فمقبول، وعلی أحسن وجوه فمحمول، ولکنا لما کنا بصدد بيان أشراط الساعة الصغری المختصّة بالأنسان فی أيّام بقائه فی هذه الدار، لم نذهب إلی ذکر غيره خوفاً من هتک الأستار، علی أنا قد رمزنا فی ذلک جميع الأسرار، ولم نترک امراً لم ننبّه عليه فی هذا لکتاب والله يقول الحق وهو يهدی الی الصواب۔

**فصل:** نذکر فيه طرفاً من ذکر الموت، إذ قد سبق بيانه فی الباب الرابع والخمسين من هذا الکتاب فيطالع فيه۔

اعلم أنّ الموت عبارة عن خمود النار الغريزية التی يکون بها سبب الحياة فی دارالدنيا، وتلک الحياة عبارة عن نظر الأرواح إلی نفسها فی الهياکل الصورية، والماسک لذلک النظر فی هذه الهياکل الصورية هی الحرارة الغريزية ما دامت علی حکم الاعتدال الطبيعی، وهو أعنی:اعتدال الحرارة لانها مستوية فی الدرجة الرابعة،

## امام ابن عربی اور مواقع النجوم

باب الاشارات (مواقع النجوم) میں امام محی الدین ابن عربی نے ان عبارات کی تعبیر کی ہے اور ان کا اور چیزوں سے تقابل کیا ہے۔ انہوں نے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کا تقابل روح کے اپنے پہلے مرکز اور منصب پر واپس جانے سے کیا ہے اور اس تعبیر سے مراد موت ہے کہ کسی امر کا آخرت کی طرف منتقل ہونا فوت ہونے کے حکم میں آتا ہے۔ اور انہوں نے توبہ کا دروازہ بند ہو جانے کا تقابل اس چیز سے کیا ہے کہ نزع کی حالت میں نہ توبہ قبول ہوتی ہے اور نہ گناہوں کی مغفرت۔ پھر انہوں نے اس تقابل کی تائید اس بات سے کی ہے کہ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ دو دروازوں کے درمیان نوے سال کا فاصلہ ہے یعنی توبہ کا دروازہ کھلنے اور بند ہونے کے درمیان۔ انہوں نے اس نوے سال کا مفہوم (موت تک کا وقت) قیاس اور ایک خاص علم کے اعتبار سے کیا ہے۔ جو کچھ ان امام صاحب نے لکھا ہے وہ مقبول بھی ہے اور اپنی احسن وجوہات سے مستند بھی۔ تاہم قیامت صغریٰ کی شرائط اور نشانیاں ہم نے انسان کے اس دُنیا میں موجود ہونے کے وقت کے لحاظ سے بیان کی ہیں۔ اور ہم نے اس کے علاوہ دوسری چیزوں کا ذِکر نہیں کیا تاکہ ہم غیب پر پڑے پردوں کی ہتک سے محفوظ رہیں۔ ہم نے اس کتاب میں تمام اسرار اشاروں میں بیان کئے ہیں اور ایسی کوئی بات چھوڑی نہیں جس کی طرف توجہ نہ دلائی ہو۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ حق بات کہتا ہے اور سیدھے رستے کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

## موت کیا ہے

جان رکھو کہ موت سے مراد اس حرارت غریزیہ کا ٹھنڈا ہو جانا ہے جس کی وجہ سے اس دنیا میں زندگی قائم ہے۔ اور یہ زندگی، ارواح کا صورتوں کے ڈھانچوں کے اندر اپنے نفسوں پر نظر کرنا ہے۔ اور صورتوں کے ڈھانچوں میں اس نظر کو چپکائے رکھنے والی چیز حرارت غریزیہ ہے، جب تک کہ یہ حرارت اعتدال میں رہے۔ اس اعتدال کا مطلب ہے کہ وہ چوتھے درجے پر ہو۔

لأن انصرافها فى الدرجة الأولى هو قوة الحرارة العنصرية وهى فى تلك الدرجة لا تقبل المزاج بركن آخر من أركان العناصر، فهى هناك آخذة فى حدّها من الانتهاء، وأشبا هها فى الدرجة الثانية هى الحرارة النارية القابلة للامتزاج، ولولا امتزاجها ببقية الأركان لماكان للنار وجود، لأن كلّ واحد من النار والماء والهواء والتراب مركّب من العناصر الأربعة التى هى الحرارة والبرودة واليبوسة والرطوبة.

ولكن كلّ ما غلب فيه ركن الحرارة حتى اضمحلّ الباقى سمى بالطبيعةالنارية، وكل ماغلب ركن البرودة فيه حتى اضمحلت البواقى سمى بالطبيعة المائية، وكل ما غلب فيه حكم ركن الرطوبة على البواقى سمى بالطبيعة الهوائية، وكلّ ما غلب فيه حكم اليبوسة على البواقى حتى اضمحلت البواقى سمى بالطبيعة الترابية ، لا يسمّى فى هذه الدرجة نارياً ولا مائياً ولا هوائياً ولا ترابياً إلا إذا نزل إلى الدرجة الثالثة فامتزج بالأركان. فأى شيء استوت الحرارة واليبوسة منه فى الدرجة الثالثة واستتر فيه الرّكنان الآخران لضعفهما عن هذه الدرجة سمى ذلك الشيء ناراً.

وأىّ شيء استوت البرودة واليبوسة منه فى الدرجة الثالثة حتى استترالرّكنان الآخران منه لضعفهما عن هذه الدرجة سمى ذلك الشيء تراباً. وأىّ شيء استوت الحرارة والرطوبة منه فى الدرجة الثالثة حتى استتر الرّكنان الآخران منه لضعفهماعن هذه الدرجة سمى ذلك الشيء هواء. وأىّ شئ استوت البرودة والرطوبة منه فى الدرجة الثالثة حتى استترالركان الآخران منه لضعفهما عن هذه الدرجة سمى ذلك الشيء ماء. ألا ترى إلى فلك العناصر كيف هو من فوق فلك الطبائع،

کیونکہ پہلے درجے پر یہ حرارت عنصری ہوتی ہے۔جس میں یہ اپنے عنصر کے علاوہ دوسرے عناصر کے مزاج کو قبول نہیں کرتی۔اس پہلے درجے پر حرارت اپنی انتہا پر ہوتی ہے۔ پھر دوسرے درجے میں پہنچ کر یہ حرارت ناریہ کہلاتی ہے، جو امتزاج کو قبول کرتی ہے، کیونکہ اگرایک عنصر باقی عناصر کے امتزاج کو قبول ہی نہ کرے تو آگ وجود میں ہی نہیں آسکتی۔آگ ، پانی، ہوااور مٹی ان میں سے ہر ایک چار عناصر سے مرکب ہے جو کہ حرارت، ٹھنڈک، خشکی اور رطوبت ہیں۔

جب کسی پر اس طرح سے آگ کا عنصر غالب ہو کہ باقی تمام عناصر کو مغلوب کرلے تو اسے ناری طبیعت ولا کہیں گے۔اور اگر کسی پر ٹھنڈک کا اس قدر غلبہ ہو کہ باقی ارکان دب جائیں تو اسے آبی طبیعت والا کہیں گے۔اور ہر وہ شخص جس میں خشکی اس قدر غالب ہو کہ باقی عناصر مضمحل ہو جائیں تو اسے خاکی طبیعت والا کہیں گے۔اور ایسے ہی اگر کسی شخص میں نمی کا عنصر غالب ہو اور باقی عناصر کو دبالے تو ایسے شخص کو بادی (ہوائی) طبیعت والا کہیں گے۔کسی چیز کو ناری، آبی، خاکی یا ہوائی اس وقت ہی کہہ سکتے جب وہ تیسرے درجے پر پہنچ کر مختلف عناصر کے امتزاج کی حامل بن جائے۔

پس اگر کسی چیز میں حرارت اور خشکی تیسرے درجے تک برابر ہو جائے اور یوں باقی عناصر اپنے ضعف کی وجہ سے چھپ جائیں تو اس چیز کو ناری کہیں گے۔اور اگر کسی چیز میں ٹھنڈک اور خشکی تیسرے درجے تک موزوں ہو کر باقی ارکان کو زیر کردے تو اس چیز کو خاکی کہیں گے ۔اور اگر کسی چیز میں حرارت اور نمی تیسرے درجے تک موزوں ہو جائیں اور باقی ارکان چھپ جائیں تو ایسی چیز کو ہوائی (بادی) کہیں گے۔اور اگر کسی چیز میں ٹھنڈک اور رطوبت تیسرے درجے تک موزوں ہو جائیں اور باقی ارکان کو زیر کرلیں تو ایسی چیز کو پانی (آبی) کہیں گے۔

کیا تم دیکھتے نہیں کہ عناصر کا فلک کیسے طبائع کے فلک کے اوپر واقع ہے اور طبائع کا فلک کیسے متفرق افلاک کے اوپر واقع ہے اور یہ افلاک آگ، ہوا، پانی اور مٹی ہیں۔

وفلک الطبائع من فوق فلک الاستقصأت، وهی أفلاک النار والهواء والماء والتراب.

ثم بعد هذا إذا نزلت الحرارة الطبیعیة درجة واستوت فی الدرجة الرابعة وجدت فی هیکل من هیاکل الصور ممتزجة ببقیة الأرکان امتزاجاً جسمانیاً حیوانیاً کان ذلک الهیکل حیوانیاً، والا یزال موجوداً ما دامت هذه الحرارة الغریزیة فی هذه الدرجة، فإنها فی الدرجة الرابعة تسمی غریزیة، کما أنها فی الدرجة الثالثة تسمی حرارة ناریة، وکما أنها فی الدرجة الثانیة تسمی حرارة طبیعیة، وکما أنها فی الدرجة الأولی تسمی حرارة عنصریة، وکذلک بقیّة الأرکان فإنها بهذه المنزلة فی التسمیة، فالموت هو ذهاب هذه الحرارة الغریزیة من الهیکل الحیوانی بما یضادّها من البرودة الغریزیة، هذاالأمرنصیب الجسم.

وأما نصیب الروح: فإنّ حیاة هیکلها هو مدّة نظرها إلی الهیکل بعین الاتحاد، وموته هو ارتفاع ذلک النظر من الهیکل إلی نفسها، فتبقی بکلیتها فی عالمها لکن علی هیئة الهیکل الذی کان لها، تتجسّد علی شکله فی عالم الروح، فیحکم لها بالوجود معها لذلک التجسد،

## حیوانی وجود

اس کے بعد جب طبیعی حرارت اور کم ہو کر چوتھے درجے میں موزوں ہو جاتی ہے —اور صورتوں کے ڈھانچوں میں سے کسی ڈھانچے میں موجود ہوتی ہے اور باقی ارکان کے ساتھ ایک جسمانی اور حیوانی امتزاج پیدا کر لیتی ہے تو ایسے ڈھانچے کو حیوان کہتے ہیں- حیوانی وجود اس وقت تک قائم رہتا ہے جب تک یہ حرارت غریزیہ اس درجے میں قائم رہتی ہے۔ اس حرارت کو اس چوتھے درجے میں حرارت غریزیہ کہتے ہیں- تیسرے درجے میں حرارت ناریہ، دوسرے درجے میں حرارت طبیعہ اور پہلے درجے میں حرارت عنصری کہتے ہیں۔ اسی طرح باقی ارکان کے بھی درجہ بدرجہ نام ہیں- پس موت اس حرارت غریزیہ کے ہیکل جسمانی سے چلے جانے کو کہتے ہیں -یعنی حرارتِ غریزیہ کے ٹھنڈا ہو جانے سے، اور یہ سب جسم کے متعلق ہے۔

## روح کیا ہے

جبکہ روح کے حوالے سے، زندگی اس وقت تک ہے جب تک روح جسم میں اتحاد قائم کرنے کے لئے نظر جمائے رکھتی ہے اور روح کی موت سے مراد روح کا اس جسم سے نظر اٹھا کر اپنی طرف متوجہ ہونا ہے۔

## روح کا تجسد (شکل)

پھر وہ پوری طرح اپنے عالم میں آ جاتی ہے لیکن اس کی شکل و صورت اس جسم کی طرح ہوتی ہے جس کے ساتھ وہ رہی ہوتی ہے ۔ وہ اسی شکل و صورت کے ساتھ عالم روح میں تجسد (شکل) اختیار کرتی ہے- عالم روح میں اس کے اس تجسد پر وجود کا حکم ہی لگایا جاتا ہے۔

لأنّ أحكامہ ظاهرة فی ذلک المحلّ علی تجسدها۔

ومن هنا أخطأ كثير من أهل الكشف النورانی وحكموا أن الأجسام لا حشرلها۔ وأمّا نحن فقد علمنا بالاطلاع الإ لٰهی حشر الأجسام مع الأرواح، لأن موت الأرواح هو انفكاكها عن نفس الجسد الهيكلی لأن ذلک مما يقضی بانعدامها فتكون كأنّها بسيطۃ فی الوجود مدة معلومۃ، ومثلها كا لنائم الذی لا يرى فی نومہ شيئاً فهو كا لمعدوم فی تلک الساعۃ، لأ نّہ لاهو فی عالم الشهادةّ فيقظان، ولا فی عالم الغيب فيكون يتراءى شيئاً يدلّ على وجوده، فهو موجود معدوم، ويضرب عنہ المثل بالشمس، فإن الشمس إذا أشرقت من طاقۃ البيت كان البيت مضيئاً بضوء الشمس ولم تنزل إليہ ولا حلت فيہ ، فكذلک الضياء بمثابۃ نظر الروح فی الجسم المخصوص من أجسام الحيوانات، ثم كذلک إذ كانت الطاقۃ من زجاج أخضر كانت شعلۃ الشمس فی البيت خضراء أوحمراء إذا كانت الطاقۃ حمراء، و كذلک على أی لون كانت زجاجۃ الطاقۃ كانت الشعلۃ فی البيت على هيئتها وصورتها۔ والروح كذلک إذا نظرت إلی الهيكل الإنسانی أو إلی غيره كانت على صورتہ لا تتغير عن ذلک ، ثم زوال الشمس عن البيت هو بمثابۃ ارتفاع نظر الروح من الجسد، والموت هو بمثابۃ خفاء تلک الشعلۃ فی نفس شعاع الشمس، فلا يزال الشخص ميتاً ونسبتہ نسبۃ اختفاء تلک الشعلۃ فی نفس شعاع الشمس فی العالم ۔

## جسموں کا حشر

یہاں پر بہت سے نورانی کشف والے احباب سے خطا ہوئی اور انہوں نے یہ کہا کہ جسموں کا حشر نہیں ہے۔ لیکن ہمیں اطلاع الٰہی سے اس بات کا علم حاصل ہوا ہے کہ ارواح کے ساتھ جسموں کا بھی حشر ہے۔ارواح کی موت اپنے نفس کے ہیکل (یعنی جسم) سے جدا ہونا ہے۔ یوں وہ عدم میں چلی جاتی ہے اور ایک معلوم مدت تک اپنے وجود کے اندر ہی سمٹ جاتی ہے۔ اس کی مثال سوئے ہوئے آدمی کی طرح ہے جو اپنی نیند کے دوران کوئی چیز نہ دیکھ رہا ہو،۔تو اس نیند کے دوران وہ گویا معدوم ہوتا ہے کیونکہ نہ وہ اس وقت عالم شہادت میں جاگا ہوا ہوتا ہے اور نہ ہی عالم غیب میں اسے کوئی ایسی شے دکھائی جاتی ہے جس سے وہ اپنے ہونے پر دلیل قائم کرے۔ پس وہ موجود معدوم ہے (ہے بھی اور نہیں بھی)۔

## روح کی مثال

ایسے میں روح کی مثال سورج کی طرح ہے۔جب سورج گھر کی کھڑکی میں چمکتا ہے تو گھر اس کی روشنی سے منور ہو جاتا ہے، نہ تو وہ اس گھر میں اترتا ہے اور نہ ہی اس میں رہتا ہے۔ یہ روشنی روح کی اس نظر کی طرح ہے جو وہ حیوانات کے اجسام میں سے ایک مخصوص جسم پر ڈالتی ہے۔اس طرح اگر کھڑکی کا شیشہ سبز ہو تو سورج کی روشنی گھر کے اندر سبز ہو گی اور اگر شیشے کا رنگ سرخ ہو تو گھر کے اندر روشنی سرخ رنگ کی ہو گی۔اسی طرح جس رنگ کا شیشہ ہو گا اسی رنگ اور صورت کی روشنی گھر میں آئے گی۔

## روح کی صورت

اسی طرح روح، جب ہیکل انسانی یا کسی اور چیز پر نظر ڈالتی ہے تو وہ اس ہیکل انسانی یا کسی اور چیز جس پر وہ نظر ڈالتی ہے اس کی صورت پر ہی ہوتی ہے۔روح اس ہیکل کی صورت سے مختلف نہیں ہوتی۔ پھر سورج کا گھر کے اوپر سے گذر جانا، روح کے جسد سے نظر ہٹا لینے کی طرح ہے ۔اور موت روشنی کے

ثم البرزخ فإنہ وجود، ولكن غير تام ولا مستقل ، ولو كان تاماً أو مستقلاً لكان دار إقامۃ مثل دار الدنيا والآخرة، فهو فى المثال كما نتصور نحن تلك الشعلۃ واخضرارها بخضرة الزجاجۃ فتشكل لنا كما هى عليہ ولكن فى عالم الخيال، لأن عالم الخيال لأهل الدنيا غير تام؛ فليس لخيال أهل الدنيا استقلال بنفسۃ، على أن عالم الخيال فى نفسہ عالم تام ، ولكن بالنظر إليہ فى عينہ، وهو بالنظر إلى عالم الحس والمعانى غير تام ، بخلاف خيال أهل الله فإنہ كامل ومستقل وتام بنفسہ ، فهو بمنزلۃ آخرة غيرهم من أهل الدنيا۔

وخيال من تصفى من البراهمۃ والكفرة والمشركين وأمثالهم بالمجاهدات والرياضات وأمثالهما، فإنہ يكون بمنزلۃ نوم أهل الدنيا، وخيال أهل الدنيا لا اعتبار بہ، ولو كان محتد الخيال واحداً فى نفسہ للجميع، ولكنہ لما فسدت خزانۃ خيالهم بالأمور العاديۃ والمطلوبات الجسديۃ انقطعت عن حكم الصفاء الروحى۔

ولما كان المتصفون من البراهمۃ والفلاسفۃ متخلِّصين من هذا ، ولكن قد سكنت الأمور العقليات والأحكام الطبيعيات فى خزانۃ خيالهم ، فنقطعوا بذلك عن الترقى إلى المعانى الإلٰهيۃ ، بخلاف خيال أهل الله فإنہ مصون عن طوارق العلل، ومحفوظ بالله فى غيب الأزل،

سورج کی اسی شعاع میں واپس لوٹ جانے کی طرح ہے-ایک آدمی اس وقت تک مرا ہوا ہوتا ہے جب تک مثلاً روشنی اپنی متعلقہ شعاع شمس میں چھپی رہتی ہے۔

## برزخ کیا ہے

برزخ کا بھی ایک اپنا وجود ہے۔ لیکن یہ برزخی وجود مکمل اور مستقل نہیں ہوتا۔ اگر یہ مکمل اور مستقل ہوتا تو پھر یہ دنیا اور آخرت کی طرح ٹھہرنے کی جگہ ہوتا۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے ہم اس روشنی کی کرن کا کھڑکی کے سبز شیشے میں سبز ہو جانے کا تصور کرتے ہیں۔ وہ روشنی ہمیں ایسی شکل میں نظر آتی ہے جیسی وہ سبز شیشے میں ہے۔ لیکن یہ عالم خیال میں ہے، عالم خیال اہل دنیا کے لئے ایک غیر مکمل چیز ہے کیونکہ دنیا کے لوگوں کا خیال مستقل نہیں ہوتا۔ عالم خیال، جب اس پر اس کی عین کے حوالے سے نظر ڈالی جائے، تو اپنی اصل حالت میں ایک مکمل عالم ہے۔ لیکن عالم حس اور عالم معانی کے اعتبار سے عالم خیال مکمل اور مستقل نہیں۔ تاہم اولیاء اللہ کے خیالات، اہل دنیا کے خیال کے برعکس، آخرت کی طرح کامل اور مستقل ہوتے ہیں-

## براہمہ، متصوف اور فلاسفہ کے خیالات

جب براہمہ، کفار، مشرکین اور اس طرح کے دوسرے لوگ مجاہدوں اور ریاضتوں سے اپنے خیال کو مصفّی کر لیتے ہیں تو وہ خیالات اہل دنیا کے سونے کی طرح ہوتے ہیں-اور اہل دنیا کے خیال کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اگر یہ سب لوگ ایک ہی خیال پر متفق ہوں پھر بھی چونکہ ان کے خیال کا خزانہ امور عادیہ اور جسمانی تقاضوں سے ملوث ہوتا ہے اسی لئے ان کا خیال روحانی پاکیزگی کے درجے تک نہیں پہنچ سکتا۔

اور اگر متصوف براہمہ اور فلاسفہ جسمانی تقاضوں سے اپنے خیالات کو پاک بھی کر لیں تو پھر بھی چونکہ ان کے خیالات کا خزانہ عقلی اور طبیعی امور کا مسکن ہوتا ہے اس لئے ان کا خیال الوہی معنوں تک ترقی نہیں کر سکتا۔ اس کے برخلاف اہل اللہ کے خیال کو ہر طرح کی علتوں سے پاک رکھا جاتا ہے-

فليس لعالم البرزخ وجود تام، ولهذا يسمى برزخاً، وكذلك خيال أهل الدنيا برزخ بين العالم الوجودى وبين العالم العدمى.

ثم نسبة القيامة نسبة رجوع الشمس فى طاقتها التى كان الإشراق منها، ولا مزيد على هذا فى البيان، لأن الروح ما دامت غير متجسدة فى الهيا كل تلحق بالبساطة وهو حقيقة الموت، فإذا تجسدت كان ذلك التجسد لها وجوداً، ولكن ما دامت فى ذلك التجسد مقيدة بلوازم الجسد فهى فى البرزخ، لأ نّها قاصرة عن جميع ما تقتضيه الروح فى الأطلاق الروحانى، فإذا أراد الله بعثها إلى القيامة أطلقها عن مقتضيات الجسد فصارت فى أرض المحشر.

ثم الإطلاق إنما كان على حسب ما كانت عليه فى الدنيا، فإذا كانت فى الدنيا على الخير كانت مطلقة على الخير، وإن كانت فى الدنيا على الشرّ كانت مطلقة فى الشرّ، لأنها لا تطلب باطلاقها إلا ما كانت عليه فى دار الدنيا وهو قوله تعالىٰ :﴿وأَنْ لَّيْسَ لِلْإِ نْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ﴾ (النجم٣٩).

اللہ تعالیٰ نے ان کے خیال کو ازل سے غیبی طور پر محفوظ کیا ہوتا ہے۔ پس عالم برزخ کو مکمل وجود حاصل نہیں اور اسی لئے اسے برزخ کہتے ہیں۔ ایسے ہی اہل دنیا کا خیال عالم وجودی اور عالم عدمی کے درمیان برزخ کی طرح ہے۔

## قیامت کیا ہے

پھر قیامت ایسے ہے جیسے سورج کا اسی کھڑکی میں لوٹ آنا جس میں سے اس کی روشنی آ رہی تھی۔ اس سے زیادہ اس بات کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ روح جب تک جسم کے ہیکلوں میں متجسد (متشکل) نہیں ہوتی اس وقت تک وہ ایک بسیط چیز کی طرح ہوتی ہے اور یہی موت کی حقیقت ہے۔ پھر جب وہ کسی جسد میں متجسد ہو جاتی ہے (یعنی جسم کے ساتھ ہو کر اسی جسم کی طرح کی شکل اختیار کر لیتی ہے) تو ایسے تجسد کا ایک اپنا وجود ہوتا ہے۔ جب تک وہ اسی تجسد میں اپنے لوازمات کے ساتھ مقید ہوتی ہے اس کو برزخ کہتے ہیں۔ ایسے تجسد میں وہ روح مکمل طور پر اپنے روحانی تقاضوں کو پورا کرنے سے قاصر ہوتی ہے۔

## قیامت اور ارض محشر

جب اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے لئے اٹھانا چاہتے ہیں تو اسے جسم کے تقاضوں سے نکال دیتے ہیں اور یوں وہ ارض محشر میں پہنچ جاتی ہے۔ پھر وہ روح ایسی حالت میں ہوتی ہے جیسے اس کے معاملات دنیا میں تھے۔ اگر وہ دنیا میں نیکی پر تھی تو وہ محشر میں بھی مطلق خیر میں ہو گی۔ اور اگر وہ دنیا میں شر پر تھی تو محشر میں بھی مطلق شر پر ہو گی۔ یہ اس لئے کہ روح اپنی قیامت کے وقت وہی کچھ طلب کرتی ہے جس پر وہ دنیا کی زندگی میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے ( وَأَنْ لَيْسَ لِلإِنْسَانِ إِلا مَا سَعَى ) النجم-39

واعلم أنّ نسبة كون الأرواح المتعدّدة مخلوقة من نور الحق هو نسبة الشعاعات المختلفة المضيئة من شعاع الشمس، ونسبة ما يدّعيه المحققون من واحدية العالم نسبة واحدية الشمس، ولو ظهرت فى تلك الزجاجات على اختلافها فهى واحدة لم تتعدّد ولم تتنوّع فى نفسها. ولو تنوّعت المظاهر.

ويكفى هذا القدر من التنبيه على هذا الأمر، لأناّ قد بيّنا كيفية قبض الأرواح وكيفية إتيان عزرائيل للقبض فى بابه مما سبق من الكتاب .

**(البرزخ و احوال الناس فيه)**

واعلم انّ احوال الناس فى البرزخ مختلفة ، فمنهم من يعامل فيه بالحكمة، ومنهم من يعامل فيه بالقدرة . ومن يعامل بالحكمة فإنه ينقلب فى البرزخ فى حقيقة عمله فى الدنيا، فإذا كان مثلاً مطيعاً فى الدنيا فإن الحق تعالى يخلق له فى البرزخ معانى الطاعة صوراً، فينتقل من صورة طاعة يقيمها الله تعالى له إمّا صلاة وإمّا صوماً وإمّا صدقة وإمّا غير ذلك إلى صورة أخرى من الطاعات. ولا يزال ينتقل من عمل حسن إلى عمل آخر، إمامثله وإمّا أحسن منه، كما كان فى الدنيا، إلى أن تبدو عليه حقائق الأ مور فتقوم قيامته.

ثم إن حسن تلك الصورة وبهجتها وضيائها على حسب قدر طاعته واجتماع خاطره فيها وحسن مقصده فى ذلك العمل، وقبح الصورة على قدر قبح ذلك العمل.

فلو كان مثلاً ممن يزنى أو يسرق أو يشرب الخمر فإنّ

## عالم کی وحدت

اور جان رکھو کہ نور حق سے خلق کی ہوئی متعدد ارواح کی حقیقت سورج کی روشنی کی شعاعوں سے پھوٹنے والی مختلف کرنوں کی طرح ہے۔اور یہ جو محقق لوگ عالم کی وحدت کی بات کرتے ہیں،وہ سورج کے واحد ہونے کی بات ہے -جب سورج کی روشنی مختلف شیشوں میں ظاہر ہوتی ہے تو وہ روشنی اپنی حقیقت میں متعدد اور متفرع نہیں ہوتی ،بلکہ فقط اس کے مظاہر (مختلف رنگ کے شیشوں میں روشنی کا مختلف رنگوں میں نظر آنا)مختلف ہوتے ہیں۔

## برزخ اوراس میں لوگوں کے احوال

جان رکھو کہ برزخ میں لوگوں کے حالات گونا گوں ہیں- اس میں کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے معاملات حکمت کے ساتھ ہوں گے۔اوران میں کچھ کے معاملات تقدیر کے مطابق ہوں گے-

## برزخ اور حکمت کے ساتھ معاملات

جن کے معاملات حکمت کے تحت ہوں گے،ان کو برزخ میں ان کے دنیا میں کئے ہوئے اعمال کے مطابق ایک حالت سے دوسری حالت میں پلٹایا جائے گا۔ مثلاًاگر وہ دنیا میں اطاعت کرنے والا تھاتو اللہ تعالیٰ اس کے لئے برزخ میں اس کی اطاعت کے معنوں کو صورت بخشے گا۔یوں اللہ تعالیٰ اسے اس کی اطاعت کی مختلف صورتوں میں منتقل کرتا جائے گا،جیسے نماز،روزہ، صدقہ اور ایسی ہی دوسری اطاعتوں کی صورتیں- ایسے ہی وہ اپنے حسن عمل کی ایک صورت سے دوسری صورت میں منتقل ہوتارہے گا۔ کبھی پہلی صورت کی ہی طرح اور کبھی اس سے اچھی صورت میں ،جیسے وہ دنیا میں تھا۔ حتیٰ کہ اس پر امور کے حقائق ظاہر ہو جائیں تو پھر اس کی قیامت قائم ہو جائیگی۔

برزخ کی صورتوں کا حسن، شان اور روشنی انسان کے اطاعت کے درجے، جمع خاطر (دل کی پاکیزگی)اور حسن مقصد کے مطابق ہوں گی اور ایسے ہی ان صورتوں کا قبیح ہونااس کے عمل کے قبیح ہونے کے حساب سے ہو گا۔ مثلاًاگر وہ زانی تھایاچور تھایاوہ شراب پیتا تھاتو اللہ تعالیٰ اس کے ان اعمال کے

الحقّ تعالى يقيم له معانى تلك الأفعال صوراً ينتقل فيها، فيخلق للزانى فرجاً من نار يلج بذكره فيها وحرارة ناره ونتانة ريحه على قدر قوّة انهماكه فى تلك المعصية ، وكذلك يقيم للشارب كأساً من نار فيه خمر من نار فيشربه، وينتقل منه إلى مثل ما كان ينتقل إليه فى دار الدنيا.

ومن كان بين طاعة ومعصية فإنه ينتقل بينهما، أعنى من صورة تلك المعانى التى خلقها الله تعالى إمّا من نور كما يخلق الطاعات، وإمّاً من نار كما يخلق صور المعاصى، فلا يزالون ينتقلون فيه وتبدو لهم بتوالى الانتقال حقائق الأمر شيئاً فشيئاً إلى أن يتم عليهم أحد الحكمين فتقوم عليهم القيامة.

وأمّا من عومل بالقدرة فإنه لا يقع فى معانى أعماله، ولكن يقع فى معان صورتها القدرة، فإن كان عاصياً وقد غفر الله تعالى له فلا ينتقل إلا صورة تشبه الطاعات يقيمها الله تعالى له هيئة إلٰهية، فلا يزال ينتقل من صورة حسنة إلى أحسن منها إلى أن تقوم قيامته بظهور الحقائق على ساق.

فإن كان مطيعاً مثلاً وقد أحبط الله عمله، فإن الحقّ تعالى يقيم صورة ما كتب له فى الأزل من الشقاوة فيجليها عليه وينوّعها له، فلا يزال يتقلب فيها إلى أن تقوم قيامته على قدر طبقته من النار فيعذب فى جهنم.

معانی کی صورتیں پیدا کرے گا جن میں وہ منتقل ہوتا رہے گا۔ زانی کے لئے آگ کی فرج بنائی جائے گی جس میں وہ اپنے عضو تناسل کے ساتھ داخل ہو گا۔ اس میں آگ، حرارت اور بدبو ہو گی۔ اس آگ، حرارت اور بدبو میں اتنی ہی شدت ہو گی جتنی شدت کے ساتھ وہ اس گناہ میں مبتلا تھا۔ ایسے ہی شرابی کے لئے ایک آگ کا پیالہ ہو گا جس میں سے وہ پیئے گا اور ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہوتا رہے گا جیسے وہ دنیا میں تھا۔

اور جو شخص اطاعت اور معصیت کے درمیان میں ہو گا تو وہ اطاعت اور معصیت کے معانی کی شکلوں کے درمیان منتقل ہوتا رہے گا۔ ایسا شخص یونہی اطاعت کے نور اور معصیت کی آگ میں منتقل ہوتا رہے گا حتی کہ اس پر چیزوں کے حقائق واضح ہو جائیں اور وہ اطاعت یا معصیت دونوں سے میں کسی ایک حکم کے تحت آجائے اور پھر اس کی قیامت آجائے گی۔

## برزخ اور قدرت کے تحت اعمال

اور جس نے قدرت کے تحت اعمال کئے وہ اپنے اعمال کے معانی میں داخل نہیں ہو گا۔ بلکہ وہ ان معنوں میں داخل ہو گا جن کی صورتیں قدرت بنائے گی۔ اگر وہ گنہگار تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا تھا تو وہ اس صورت میں منتقل ہو گا جو اطاعت کی طرح کی ہو گی جسے اللہ تعالی اپنی الوہی نظام کے تحت بنائے گا۔ وہ ایسے ہی ایک اچھی صورت سے دوسری اچھی صورت میں منتقل ہوتا رہے گا حتی کے حقائق کے ظہور پذیر ہونے پر اس کی قیامت قائم ہو جائیگی۔ اگر وہ مثلاً اطاعت گذار تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے اعمال سلب کر لئے تو اللہ تعالیٰ اسے اس صورت پر قائم کرے گا جو شقاوت اس نے اس کے لئے ازل میں لکھ دی تھی۔ وہ اسے اس صورت میں رکھے گا اور اسے اسی قسم پر بدلتا رہے گا۔ وہ اسی طرح کی صورتوں میں بدلتا رہے گا حتیٰ کہ اس کی قیامت جہنم کسی طبقہ کے مطابق ہو جائے گی اور پھر اسے جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔

ثم إن البرزخ خلق الله تعالى له قوماً يسكنون فيه ويعمرونه، وليسوا من أهل الدنيا ولا من أهل القيامة، ولكنهم ملحقون بأهل الآخرة لاتحاد المحتد الذى خلقوا منه.

فمن جانسهم فى الرّوحية بعد موته أنس منهم، كمن يصل إلى قوم يعرفهم ويعرفونه فيستأنس بهم، ويتروّح من همه معهم.

ومن لم يجانسهم فإنه يراهم غيظاًله، فلا يتألّفون به ولا يتألف بهم، ثم ينبعث منهم من جعله الله سبباً لعذابه فيكون على أقبح صورة كان يكرهها فى الدنيا فتأتيه، وهى صورة عمله، فيتلقى بها من الوحشة والنفور ما لا يقاس بغيره، ومنهم من تأتيه على أحسن صورة جميلة وهى صورة عمله، فيلقى بها من الألفة والعطف والحنان، فتؤنسه تلك الصورة إلى ان تقوم قيامته.

ثم اعلم أن القيامة والبرزخ والدار الدنيا وجود واحد، فمثاله مثال دائرة فرض نصفها دنيا ونصفها أخرى، و فرض البرزخ بينهما، وكل ذلك على سبيل الفرض، فإن هويّتك التى أنت بها موجود، هى بعينها التى تكون بها فى البرزخ، وهى بعينها التى تكون بها فى القيامة، فأنت فى الدنيا وفى البرذخ وفى الآخرة بهذه الإنيّة، لكن التفاوت بينهما أنّ أمور البرزخ ضرورية لأنّها مبنية على الدنيا، وأمور القيامة أيضاً ضرورية لأنّها مبنيّة على البرزخ، وأمور الدنيا اختيارية.

## برزخ میں ایک قوم

پھر برزخ میں اللہ تعالی نے ایسی قوم پیدا کی ہے جو اس میں رہتے ہیں اور اسے آباد کرتے ہیں لیکن یہ لوگ نہ اہل دنیا سے ہیں اور نہ ہی اہل قیامت میں سے۔ البتہ یہ اہل آخرت سے جا ملیں گے تاکہ اپنی اس اصل سے جڑ جائیں جس سے وہ پیدا کئے گئے ہیں۔ جو کوئی مرنے کے بعد روحی عالم میں ان جیسا (ہم جنس) ہوتا ہے تو وہ اس سے انس رکھتے ہیں۔ یہ ایسا ہی ہے کہ کوئی ایسے لوگوں کی طرف جائے جنہیں وہ جانتا ہو اور وہ اسے جانتے ہوں یوں وہ ان سے مانوس ہو جائے گا اور ان کے ساتھ خوش ہو گا۔

اور جو کوئی ان جیسا نہ ہو گا تو وہ انہیں اپنے ساتھ غصے میں دیکھے گا۔ نہ وہ اس سے الفت رکھیں گے اور نہ ہی یہ ان سے مالوف ہو گا۔ پھر اس مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کسی کو مقرر کرے گا جو برزخ میں گئے ہوئے شخص کے لئے ایسی بد صورت شکل میں آئے گا جس سے وہ دنیا میں کراہت کرتا تھا اور وہ اس کے لئے عذاب کا سبب ہو گی۔ یہ اصل میں اس کے عمل کی صورت ہو گی تو وہ اس سے مل کر وحشت اور نفرت اور نہ جانے کیا کیا تکلیف محسوس کرے گا۔ اور کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کے سامنے یہ مخلوق اس کے اعمال کی اچھی اور خوبصورت شکل میں آئے گی۔ وہ ان سے الفت، محبت اور خوشی سے ملے گا۔ وہ بھی اس سے انس کریں گی حتی کہ اس کی قیامت واقع ہو جائے۔

## قیامت، برزخ اور دار دنیا یہ سب ایک وجود ہے

پھر یہ جان رکھو کہ قیامت، برزخ اور دار دنیا، یہ سب ایک وجود ہے۔ اس کی مثال ایک دائرہ ہے جس کے ایک نصف کو دنیا اور دوسرے نصف کو آخرت فرض کیا جائے۔ اور دونوں نصفوں کے درمیان کو برزخ کو فرض کر لیا جائے اور یہ سب مثال کے طور پر فرض کرنا ہے۔

تمہاری ہویت (حقیقت) جس پر تم اس وقت دنیا میں موجود ہو یعنہ اسی ہویت کے ساتھ تم برزخ میں ہو گے اور پھر بعینہ اسی حقیقت پر قیامت میں موجود ہو گے۔ پس تم دنیا میں برزخ اور آخرت میں اسی انیت کے ساتھ ہو۔ لیکن اس میں فرق یہ ہے کہ برزخ کے معاملات جبری (ضروری) ہیں کیونکہ وہ

ثم اعلم أنّ الله تعالى إذا أراد أن تقوم القيامة، أمر إسرافيل عليه السلام أن ينفخ النفخة الثانية فى الصور، لأن النفخة الأ ولى للإ ماتة.

والصور هو عالم الصورالروحية، ينفخ فيه النفخة الأولى من حيث اسمه "المفنى" "والمميت"، فتنعدم الصوروتنحل عقد هياكلها كما تنعدم الصور المرئية فى النوم بالانتباه، فترجع إلى محلها الذى خلقت منه.

ثم ينفخ النفخة الثانية فى الصورفترجع كما كانت فى عالم الأرواح، فتدخل فى قوالب الأشباح كما ذكرنا لك من عود إشراق الشمس فى زجاجتها، وكلّ هذا باعتبارها فى وجودها، فإن العالم الأخروى هو عالم الأرواح، وجميع عالم الأرواح عبارة عن مطلق الروح الموجودة فى الإنسان، فلا يخرج الإنسان عن نفسه، لأن الآخرة عبارة عن عالم الأرواح، وعالم الأرواح قد يجمعه مطلق روحه لما سبق مما ذكرنا أنّ العالم جميعه كمرأء متقا بلات توجد كلّ واحدة منها فى الأخرى على حكم الأحدية لا على حكم المماثلة والمشا بهة.

فجميع العوالم جوهر فرد غير منقسم فى نفسه على الحقيقة، وما تراه من التعداد والا نقسام فهو خيال،

دنیا کے اعمال کا نتیجہ ہیں اور آخرت کے معاملات بھی جبری (ضرروری) ہیں چونکہ وہ برزخ پر مبنی ہیں، جبکہ دنیا کے امور اختیاری ہیں۔

## صور پھونکنا

پھر جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ جب قیامت کے قیام کا ارادہ کرے گا تو اسرافیلؑ کو حکم کرے گا کہ وہ صورتوں میں دوسری دفعہ صور پھونکیں کیونکہ پہلے صور پھونکنا تو موت کے لئے تھا۔ صور کا تعلق صورتوں کے روحانی عالم سے ہے۔ ان میں پہلا صوُر "المفنی" اور "الممیت" کی طرف سے ہوتا ہے۔ پس صورتیں عدم میں چلی جاتی ہیں اور ان کی ہیاکل یعنی جسموں کے ساتھ گرہیں کھل جاتی ہیں۔ جیسے جاگ اُٹھنے پر نیند میں نظر آنے والی تصویریں غائب ہو جاتی ہیں۔ پھر وہ اپنے اس مقام کی طرف لوٹ جاتی ہیں جس مقام سے ان کی تخلیق ہوتی ہے۔ پھر صورتوں میں دوسری دفعہ صور پھونکا جائے گا اور وہ جیسے عالم ارواح میں ہیں ویسے ہی واپس لوٹ آتی ہے - پھر انہیں جسموں کے اشباح میں داخل کیا جائے گا جیسا کہ ہم نے پیچھے سورج کی روشنی کے دوبارہ شیشوں میں واپس پلٹنے کا ذکر کیا ہے۔

## عالم ارواح

اور یہ سب کچھ اس صورت کے وجود کے اعتبار سے ہے - جبکہ عالم آخرت عالم ارواح ہے اور تمام عالم ارواح انسان کے اندر موجود مطلق روح سے عبارت ہے۔ پس انسان اپنے آپ سے باہر نہیں جاتا۔ آخرت عالم ارواح ہے اور عالم ارواح میں آدمی کی مطلق روح ہی جمع کی جاتی ہے - جیسا کہ پہلے ہم نے ذکر کیا ہے کہ تمام کا تمام عالم متقابل رکھے ہوئے آئینوں کی طرح ہے جن میں سے ایک آئینہ دوسرے آئینے میں موجود ہے اور یہ احدیت کے حکم پر ہے نہ کہ مماثلت اور مشابہت کے حکم پر۔ پس تمام عالم ایک جوہر فرد کی طرح ہے اور اپنی حقیقت میں غیر منقسم ہے - تو جو اس میں تعداد اور تقسیم دیکھتا ہے یہ محض خیال ہے ایسے ہی جیسے ہم ایک مفرد جوہر میں تقسیم کو فرض کر لیں - اور اللہ تعالیٰ

بمثابة مالو فرضنا الانقسام فی الجوهر الفرد، وهذا معنی قولہ تعالی:
﴿ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا﴾ (مریم٩٥).

فإذا فهمت هذه النکتة علمت سرّ أحدیة الحق تعالی فی الوجود، وشهدت ما وعد الله تعالی بہ وأوعد من الجنة والنار ومن أهوال الآخرة یقیناً کشفاً عیاناً، فصار إیمانک إیمان زید بن حارثة رضی الله عنہ حیث قال للنبیّ ﷺ: (أصبحت مؤمناً حقاً، فقال: ما حقیقة إیمانک؟ فقال: أری کأن القیامة قدقامت وعرش ربی بارزاً، أو کما ذکر فی الحدیث).

**(القیامة المعنویة الصغریٰ)**

وأما القیامة الصغری المخصوصة بکلّ فرد من أفراد الإ نسان، فإ نہ متی انتصب میزان عقلہ الأول فی قبة عدلہ الأ کمل، وأتت المقتضیات الحقائقیة تحاسبہ بما تقتضیہ کل حقیقة من حقائقہ، وَضُرب لہ صراط الأحدیة، یمشی علی متن جهنم الطبیعیة أدقّ من الشعر لغموضہ، وأقطع من حدّالسیف لبعده ، فإمّا مسرع فی سیره کالبرق الخاطف لقوة مرکبہ السائر فی المعارف،

اس قول کا یہی معنی ہے۔(وَ کُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا)(مریم 95)۔اور سب قیامت والے دن اس کی طرف فرداً حاضر ہونگے۔

## حضرت زید بن حارث کا ایمان

اگر تو نے یہ نکتہ سمجھ لیا تو پھر وجود میں حق تعالیٰ کی احدیت کے راز کو جان گیا۔اور تو نے اللہ تعالیٰ کے جنت ، آگ اور آخرت کے دوسرے عذابوں کی یقین، کشف اور مشاہدے سے شہادت دی۔ پس تیرا ایمان حضرت زید بن حارث والا ہو گیا جب انہوں نے نبی پاکؐ سے کہا میں نے حقیقی مومن کے طور پر صبح کی۔ آپؐ نے پوچھا کہ تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے دیکھا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے اور عرش الٰہی ظاہر ہے اور جیسا کہ اس حدیث میں باقی بیان ہے۔

## قیامت صغریٰ معنویہ

اور قیامت صغریٰ انسانوں میں سے ہر فرد کے لئے اس کی مخصوص قیامت ہے۔ یہ اس وقت واقع ہوتی ہے جب ایک فرد سے متعلق عقل اول کا میزان مکمل طور پر عدل کے ساتھ قائم ہو جاتا ہے اور اس کی ہر حقیقت کے تقاضے حقائق کے ان تقاضوں کے مطابق ہو جاتے ہیں جو ان کی حقیقت ان سے تقاضا کرتی ہے- پھر اسے احدیث کا راستہ دکھایا جاتا ہے۔

## پل صراط

پھر وہ اس پل پر چلتا ہے جو طبیعہ کے جہنم پر واقع ہے- جو اپنے ابہام کے لحاظ سے بال سے بھی باریک اور چوڑائی کے لحاظ سے تلوار سے بھی تیز ہے۔

## عرفان کی سواری

یا تو آدمی اپنی عرفان کی سواری کی بجلی چمکنے کی رفتار سے اس کے اوپر سے گذر جائے گا یا پھر پہاڑ جیسے بوجھ کے ساتھ وہیں لٹکا رہ جائے گا۔

وإمّا كالجبل فى ثقله لتعلقه بسفله، فإذا جاز الصراط، وقام ناموس القسطاس، دخل جنة الذات، ورتع فى ميادين الصفات، ممحوقاً عن إنيته، مسحوقاً عن هويته، لا يرى لنفسه أثراً، ولا يعرف له خبراً، قد نادى فى ناديه منادى الجبار فقال: ( لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ) فلما لم يجد سواه قال :(لِلهِ الوَاحِدِ القَهَّارِ)(غافر١٦) فليس له بعدها غفلة ولا حضور، ولا يرجى له بعد ذلك موت ولا نشور، قد قامت قيامته على ساق، وعدمت علانيته، فهذه هى الساعة الصغرى.

وقس عليها أحوال الساعةالكبرى،وخذ معرفة الحساب ولميزان والصراط ممّا دللناك عليه بالإ شارة لا بالتصريح، ويكفى العاقل هذا القدر من التلوويح.

وقد ذكرنا الجنة والنار فى بابهما، وهو الباب الثامن والخمسون من هذا الكتاب، وسنومىء إلى سرّهما بطريق الإشارة، فإن كنت ذا فهم علىّ وعزم قوى أدركت ما نشير إليه، وإلافلاتبرح كغيرك واقفاً مع ظاهره ولديه.

## (عوالم الآخرة)

اعلم أن الله تعالى خلق الدار الآخرة بجميع ما فيها نسخة من دار الدنيا، وخلق الدنيا نسخة من الحق، فالدنيا هى أصل والآخرة فرع عليها. وقد ورد: ( الدنيا مزرعة الآ خرة) وقال تعالى :﴿ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْر اً يَرَهُ * وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرّةٍ شَرّاً يَرَهْ﴾(٢)(الزلزلة٨-٧)

## ذات کی جنت

جب اس نے اس پُل صراط کو طے کر لیا اور ترازو پوری طرح قائم ہو گیا، تو وہ ذات کی جنت میں داخل ہو گیا اور صفات کے میدانوں میں چرنے والا بن گیا۔ اپنی انا اور ہویت کو زائل کرتے ہوئے۔ پھر وہ اپنے نفس میں اثر نہیں دیکھتا اور نہ ہی اسے اپنی خبر معلوم ہوتی ہے۔ پھر جبار کی طرف آواز دینے والا آواز دے گا (**لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ**) (آج ملک کس کا ہے)۔ جب وہ اس کے سوا کسی کو نہ پائے گا تو کہے گا (**لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ**) (غافر-16) (آج **ملک** **لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ** کا ہے)۔ پھر اس کے بعد نہ غفلت باقی رہے گی اور نہ حضوری۔ اس کے بعد نہ اسے موت آئے گی اور نہ قیامت۔

## قیامت صغریٰ

اب اس کی قیامت پوری طرح واقع ہو چکی ہے، اسکی علانیت معدوم ہو گئی۔ اور یہ ہی قیامت صغریٰ ہے۔ تم اس سے قیامت کبریٰ کے بارے میں قیاس کرو اور حساب، میزان، صراط کی معرفت حاصل کرو، جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے پر وضاحت نہیں کی۔ عاقل کو اسی قدر اشارہ کافی ہوتا ہے۔

## آخرت کے عالم

یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے آخرت اور اس کے اندر جو کچھ ہے اسے دار دنیا کی نقل بنایا ہے۔ اور دنیا اصل ہے اور آخرت اس کی فرع ہے جیسا کہ حدیث پاک میں بیان ہوا ہے (**الدنیا مزرعۃ الآخرۃ**) دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اور جیسے قرآن پاک **فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ (٧) وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ** (الزلزلہ 8-7) جو کوئی ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اس کو دیکھے گا اور جو کوئی ذرہ برابر برائی کرے گا اسے دیکھے گا۔

فعلم أنّ لأصل هو العمل الصادر فى الدنيا، والفرع هو الأمر الذى تراه فى الآخرة، وليست آخرة كلّ إلاّ ما سيكون فيہ يوم القيامۃ، وهو لا يكون إلا فى نتيجۃ عملہ، والنتيجۃ فرع على المقدمۃ، والمقدمۃ هى العمل الدنيوى؛ ولهذا تقدمت الدنيا فى الإيجاد على الآخرة، وسميت بالأولى، لأنها الأصل، وتأخّرت الآخرة وسميت بالأخرى لأنها الفرع، فلو لم تكن الآخرة فرعاً على الدنيا لكان تأخيرها نقصاً فى الحكمۃ، إذ تأخير المقدم وتقديم المؤخر من الأمور الطاعنۃ فى الحكمۃ.

ثم اعلم أنّ محسوس الآخرة أقوى من محسوس الدنيا، وملذوذها اعظم لذة من لذّة الدنيا، ومكروهها أعظم كراهۃ من كراهۃ الدنيا.

وسبب ذلک أنّ الروح فى الآ خرة متفرّغۃ لقبول ما يرد عليها من المحبوب والمكروه، بخلاف دار الدنيا فإنّ الجسم لكثافۃ يمنع الروح من قوّة التفرّغ للملائم، فلا تجد منہ إلا طرفاً، كما لو أكل الشخص طعاماً ملذوذاً وهو غير متفرّغ البال بل مشغول بأمرأهمّہ، فإنہ لا يجد لذلک الطعام ما يجده غيره من اللذة،وسبب ذلک الاهتمام المانع لہ من التفرّع لقبول الوارد، فلهذا كانت الآخرة اشرف من دار الدنيا ولو كانت أمها.

ولا تعجب من هذا فإن كثيراً من الأولاد يكون أشرف من والده، والدنيا ولو كانت أصلاً للآخرة فإنّ الآخرة أفضل منها وأشرف عند الله تعالى ، لما تقتضيہ حقيقۃ الآخرة فى نفسها.

## دنیا اصل اور آخرت فرع ہے

پس معلوم ہوا کہ اصل چیز اس دنیا میں کیے ہوئے اعمال ہیں اور فرع یعنی ان اعمال کا نتیجہ وہ ہے جسے ہم آخرت میں دیکھیں گے۔ اور آخرت اس حالت کے سوا کوئی چیز نہیں جس حالت پر ہماری قیامت آئے گی اور قیامت میں ہم اسی حالت پر ہوں گے جو ہمارے اعمال کا نتیجہ ہو گا۔ نتیجہ یقیناً کئے ہوئے کام کے بعد واقع ہوتا۔ اور یہ کام کرنا دنیا کی زندگی میں ہی ہے۔ اس لئے دنیا آخرت سے پہلے وجود میں آئی اور اسے اول کا نام دیا گیا کیونکہ یہ اصل ہے اور آخرت کو بعد میں رکھا گیا اور اسے آخرت یعنی بعد کا نام دیا گیا کیونکہ یہ دنیا کی فرع ہے۔ اگر آخرت دنیا کی فرع نہ ہوتی تو اس کا آخر میں ہونا حکمت کے منافی ہوتا۔ کیونکہ مقدم کو مؤخر کرنا اور مؤخر کو مقدم کرنا منطقی لحاظ سے غلط ہے۔

## آخرت کی محسوسات اور لذت

پھر یہ جان لو کہ آخرت کے محسوسات دنیا کے محسوسات سے زیادہ قوی ہیں۔ اور اس کی لذات دنیا کی لذات سے کئی بڑھی ہوئی ہیں اور اس کی مکروہات دنیا کی مکروہات سے کئی گنا بڑی ہوئی ہیں ۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ آخرت میں روح پسند اور ناپسند اور قبول یا رد کرنے کے لئے پوری فراغت رکھتی ہے۔ یہ دنیا کی زندگی کے برعکس ہے جہاں جسم کی کثافت روح کی قوت تفرغ کو لطیف چیزوں کے قبول کرنے میں مانع ہوتی ہے۔ ایسے میں صرف ایک حد تک ہی لذت حاصل ہوتی ہے۔ جیسے اگر ایک شخص ایک لزیز کھانا کھائے لیکن وہ فارغ البال نہ ہو بلکہ کسی اور اہم کام کی طرف متوجہ ہو تو وہ اس کھانے سے وہ لذت حاصل نہیں کر سکتا جیسے کوئی اور شخص جو پوری طرح فارغ ہو اور اسے کوئی اور امر مانع نہ ہو۔ اس شخص کی پوری طرح لذت نہ حاصل کرنے کی وجہ اس کا اس لذت کو قبول کرنے کے لئے پوری طرح فارغ نہ ہونا ہے۔ اسی وجہ سے آخرت اس دنیا سے اعلیٰ ہے اگرچہ دنیا ہی اس کی اصل ہے۔ تو اس بات سے تعجب نہ کر کیونکہ بہت سی اولاد ایسی ہوتی ہے جو مرتبے میں اپنے والدین سے بڑھ جاتی ہے۔ ایسے ہی دنیا اگرچہ آخرت کی اصل ہے لیکن آخرت اس دنیا سے افضل ہے۔ اور اللہ کے نزدیک اشرف ہے کیونکہ یہ آخرت کی حقیقت کے اعتبار سے ایسا ہی ہے۔

إلا ترى إلى اللفظ مثلاً كيف كان المعنى المفهوم منہ أشرف وأعلى قدراً من اللفظ بما لايتناهى، على أنّ المعنى نتيجۃ اللفظ وفرعہ، ولولاه لم تفهم حقيقۃ المعنى، فكذلک الدار الآخرۃ، ولو كانت نتيجۃ الدنيا، فإنها أفضل وأوسع وأشرف منها، وسبب ذلک أنها مخلوقۃ من الأرواح، والأرواح لطائف نورانيۃ ؛ والدنيا مخلوقۃ من الأجسام، والأجسام كثائف ظلمانيۃ، ولا شک أن اللطائف أفضل من الكثائف۔

ثم إنّ الآخرة دار العزّ والقدرة، يفعل فيها من سلم من الموانع ما يشاء كأهل الجنۃ، والدنيا دار الذلّ والعج، لا يقدر ملوكها على دفع أذى نملۃ منها، ومع هذا فيحا سبون على نعيمها وهو نعيم زائل ، وأهل الآخرة يعقبهم كلّ نعيم أفضل مما كانوا فيہ، فإنّ عطاء الله فى الآخرة بغير حساب، وعطاؤه فى الدنيا بحساب لترتيب الحكمۃ الإلٰهيۃ ، فإذا فهمت هذا وتحققتہ بلغت المراد

-

واعلم أن الآخرة بجملتها، أعنى الجنۃ والنار والأعراف والكثيب كلّها دار واحدة غير منقسمۃ ولا متعدّدة ، فمن حكمت عليہ حقائق تلک الدار كان فى النار؛ لأنّ أهل النار محكوم عليهم تحت ذلّ الانقهار، ومن لم تحكم عليہ حقائق تلک الدار كان فى الجنۃ، فمن احتكم فى هذه الدارلله تعالى وأطاعہ، فإنّ الله تعالى يجعلہ حاكماً فى حقائق تلک الدار يفعل فيها مايشاء، ومن لم يحتكم لله تعالى وعصاه فى هذه الدار فإنہ يكون محكوماً عليہ هناک، تحكم عليہ حقائق تلک الدار بما لا يسعہ أن يخالف فيها، كما أنّ أهل النار تحت حكم الزبانيۃ بخلاف أهل الجنۃ۔ ألا ترى انّ أهل الجنۃ يفعل الواحد منهم ما يشاء ولا يحكم عليہ أحد بشیء۔

تم لفظ کی طرف نہیں دیکھتے کہ اس کے معانی اپنے مفہوم میں اپنے لفظ سے زیادہ افضل اعلیٰ اور قابل قدر ہو جاتے ہیں جبکہ یہ معانی لفظ کا نتیجہ اور فرع ہوتے ہیں- اگر لفظ نہ ہو توان معنوں کی حقیقت کو سمجھا نہیں جا سکتا۔ ایسے ہی آخرت ہے جو اگرچہ دنیا کا نتیجہ ہے لیکن وہ اس سے افضل ،اشرف اور نہایت وسیع ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ آخرت ارواح سے تخلیق کی گئی ہے اور ارواح لطائف نورانیہ ہیں- جبکہ دنیا اجسام سے تخلیق کی گئی ہے اور اجسام ظلمانی کثافت رکھتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ لطافت کثافت سے افضل ہوتی ہے۔

## آخرت عزت کا گھر ہے

پھر آخرت عزت اور قدرت کا گھر ہے۔ اس میں ہر وہ شخص جو موانع سے بچا رہا جو چاہتا ہے اہلِ جنت کی طرح کرتا ہے جبکہ دنیا ذلت اور عجز کا گھر ہے یہاں ایک بادشاہ بھی اپنے آپ کو ایک چیونٹی کے کاٹنے سے نہیں بچا سکتا۔ اس کے علاوہ اہل دنیا سے تمام نعمتوں کے بارے میں حساب کیا جائے گا اور یہ نعمتیں زائل ہونے والی ہیں۔ اہل آخرت کو ان نعمتوں سے جن پر وہ ہوں گے مزید اچھی نعمتیں عطا کی جائیں گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عطا آخرت میں بے حساب ہے- جبکہ اس کی عطا دنیا میں حکمتِ الٰہی کے تحت حساب اور ترتیب کے ساتھ ہے۔ اگر تو یہ بات سمجھ گیا اور اس پر متحقق ہو گیا تو پھر تو اپنی مراد کو پہنچ گیا۔

## جنت،دوزخ،اعراف اور کثیب ایک ہیں

یہ جان رکھو کہ آخرت کے سارے مقام، جنت، دوزخ، اعراف اور کثیب، سب ایک ہی جہان ہے جو کہ غیر منقسم اور غیر متعدد ہے- کسی پر اس جہان کے حقائق ایسے ظاہر ہوتے ہیں کی وہ دوزخ والوں. میں سے ہوتا ہے کیونکہ اہل دوزخ ذلت اور قہر کے کے تسلط میں ہوتے ہیں- لیکن جو اہل جنت میں سے ہوتا ہے اس پر ان حالات کا غلبہ نہیں ہوتا ہے- جو کوئی اس دنیا میں اللہ تعالی کی اطاعت پر ہوتا ہے تو اللہ تعالی اس کو اس جہان کے حالات پر حاکم بنا دیا تا ہے اور وہ اس جہان میں جو چاہے کرتا ہے-

## [مقام الاعراف]

ومن تحقّق بعلم أمر تلک الدار, وتمکن من التصرّف بما تحقق بعلمہ, کان فی الأعراف، والأعراف محل القرب الإلٰهی المعبّر عنہ فی القرآن بقولہ تعالی:﴿عِنْدَمَلِيْکٍ مُقْتَدِرٍ﴾(القمر٥٥) ویسّمی هذا المنظر بهذا الاسم للمعرفۃ، وهو تحقق العلم الذی ذکرتہ لک۔

وأهل الأعراف هم العارفون بالله، لأن من عرف الله تعالی تحقق بعلم أمر الآخرۃ ، ومن لم یعرفہ لم یتحقق بعلمہ۔ ألا تری قولہ عزّوجلّ : ﴿ وَعَلَی اْلأ عْرَافِ رِجَالٌ یَعْرِفُوْنَ کُلاً بِسِیْمَا هُمْ﴾(الأعراف٤٦ ) یعنی: و علی مقام المعرفۃ بالله رجال: نکّرهم لجلالۃ شأنهم، ولأ نّهم مجهولون عند غیرهم، یعرفون کلاً بسیماهم، لأنهم عرفوا الله تعالی، ومن عرف الله تعالی فلا یخفی علیہ شیء ۔

## [ کثیب الرّویۃ]

والکثیب مقام دون الأعراف، وفوق جنات النعیم، فکلّما یقع لأهل الجنۃ من زیادۃ المعرفۃ بالله تعلو درجاتهم فی الکثیب۔

والفرق بین أهل الکثیب وأهل الأعراف أنّ أهل الکثیب خرجوا من دار الدنیا قبل أن یتجلی علیهم الحق فیها، فلمّا انتقلوا إلی الآخرۃ کان محلهم فی الجنۃ، ویتفضل الحق علیهم بأن یخرجهم إلی الکثیب فیتجلی علیهم هنالک،

جو کوئی اس دنیا میں نافرمانی پر ہوتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس جہان کے حالات اس پر غالب کر دیتا ہے اور وہ ان حالات سے چھٹکارہ پانے کی استطاعت نہیں رکھتا- دوزخ میں موجود لوگ ہولناک فرشتوں کے کنٹرول میں ہوتے ہیں جبکہ اہل جنت جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور کوئی ان پر حکم نہیں چلاتا-

## مقام اعراف

جس نے عالم آخرت کے علم میں تحقق پیدا کر لیا اور پھر اپنے اس حاصل شدہ علم میں تصرف کیا تو وہ صاحب اعراف ہے۔ اعراف قربِ الٰہی کا ایک مقام ہے جسے قرآن میں (عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ) (القمر 55) (اپنے مقتدر مالک کے پاس) بیان کیا گیا۔ اس منظر کو اس اسم (اعراف) کے ساتھ معرفت کی وجہ سے پکارا جاتا ہے۔ یہ اس علم کا تحقق ہے جسے ہم نے تیرے لئے بیان کیا ہے۔

اہلِ اعراف عارفین باللہ ہیں۔ اس لیے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا تو اس کو آخرت کا علم بھی تحقیق کے درجے پر حاصل ہو گیا۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی معرفت نہیں رکھتا تو اسے آخرت کا علم بھی حاصل نہیں ہوتا۔ کیا تم اللہ تعالیٰ کے اس قول کو نہیں دیکھتے **وَعَلَى الأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلاًّ** بِسِيمَاهُمْ (اعراف 46) اور اعراف میں ایسے لوگ ہوں گے جو سب کو ان کی پیشانیوں سے جانتے ہوں گے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی معرفت کے مقام پر ایسے لوگ ہیں جنہیں ان کی شان کا جلال دوسروں سے غیر معروف رکھے گا۔ اور اگرچہ وہ دوسروں سے چھپے ہوتے ہیں لیکن وہ سب کو ان کی پیشانیوں سے پہچانتے ہیں کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لی تو پھر اس سے کوئی چیز مخفی نہیں رہتی۔

## کثیب الرویہ

اور کثیب (ٹیلہ) اعراف کے علاوہ ایک مقام ہے اور یہ جنات نعیم کے اوپر ہے- جب بھی اہل جنت کی اللہ تعالیٰ کی معرفت میں اضافہ ہوتا ہے تو کثیب میں ان کے درجات بلند کر دیے جاتے ہیں۔

يتجلى على كلّ بقدر إيمانه بالله تعالى فى الدنيا، وبمعرفته بقدره سبحانه وتعالى .

وأهل الأعراف قوم لم يخرجوا من الدنيا إلا وقد تجلى الله سبحانه وتعالى عليهم وعرفوه فيها؛ فلما خرجوا منها إلى الآخرة لم يكن لهم محل إلا عنده، لأنّ من دخل بلاداً وله فيها صاحب يعرفه لا ينزل إلا عنده، بل ويحب على ذلك الصاحب أن لا ينزله إلا عنده، فإذا كان هذا يفعله المخلوق فمن أولى به من الخالق تعالى، ألا تراه قد صرّح سبحانه وتعالى أن ثمة قوماً هم عند مليک مقتدر.

وهنا عجائب وغرائب لا يسع الوجود بأسره أن نذكرها على سبيل التصريح، بل هى لد قّتها وغموضها لا تفهم إلا بالإ شارة والتلويح، اللهم إلاّ إذاكان الناظر فى الكتاب قد بلغ تلک المرتبة وعاين تلک الأمور العجيبة، فإنه يفهم بأدنى رمز، ويعرف بأخفى لغز،وليس غرضنافي وضع هذا الكتابب إلا إعلام الجاهل بماليس يدري.

وأما العالم فليس لذكرنا هذه العجائب عنده فائدة إلا لازم الخبر، وهو أن يعلم أنا علمنا ما علم وليس لنا فى ذلک قصد، فلنقبض العنان، والله المستعان وعليه التكلان.

## اہل کثیب اور اہل اعراف میں فرق

اہل کثیب اور اہل اعراف میں یہ فرق ہے کہ اہل کثیب دنیا سے اس حالت میں چلے گئے کہ ان پر حق تعالیٰ کی تجلی نہیں ہوئی تھی۔ جب وہ آخرت میں منتقل ہوئے تو وہ اہل جنت میں سے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر فضل کیا اور انہیں کثیب پر پہنچایا اور وہاں ان پر اپنی تجلی فرمائی۔ ان میں سے ہر ایک پر ان کے دنیا میں اللہ تعالی پر ایمان اور معرفت کے بقدر تجلی فرمائی۔ سبحانہ وتعالیٰ۔

جبکہ اہل اعراف وہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اس دنیا سے جانے سے قبل تجلی فرمائی۔ سبحانہ وتعالیٰ۔ انہوں نے اس تجلی میں اس کی معرفت حاصل کی اور جب وہ اس دنیا سے گئے تو ان کا مقام اللہ تعالیٰ کے قرب میں تھا۔ جب کوئی کسی شہر میں داخل ہوتا ہے تو وہ اگر اس شہر میں کسی کو جانتا ہے تو اسی کے پاس پہنچتا ہے۔ اور جب مخلوق کو یہ امر درپیش ہو تو اس کے لیے اس کے خالق سے بڑھ کر کون ہے۔ تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا(عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ) کہ کچھ لوگ اپنے مقتدر مالک کے پاس ہوں گے۔

## عجائب وغرائب

یہاں پر کچھ عجائب وغرائب ہیں۔ جن کو اگر ہم تشریح کے ساتھ ذکر کریں تو وہ سمجھ میں نہیں آتے، بلکہ وہ اپنی دقت اور باریکی کی وجہ سے صرف اشارے سے ہی سمجھ آتے ہیں۔ اللہ کرے اس کتاب کا پڑھنے والا اُس مرتبے تک پہنچ جائے کہ ان عجیب امور کو دیکھے، تو پھر وہ ایک ادنیٰ اشارے سے بھی سمجھ جائے گا اور مخفی اشارے کو بھی جانے گا۔ ہمارا اس کتاب کو لکھنے کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ نہ جاننے والے کو اس پر آگاہ کیا جائے جس کو وہ نہیں جانتا۔ ایک عالم سے ہمارے ان عجائب کے ذکر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں سوائے اس کے کہ اس کو اس بات کی خبر ہو جائے کہ ہم اس بات کا علم رکھتے ہیں جس کا وہ علم رکھتا ہے۔ ہم اس بات کا مزید کوئی مقصد نہیں رکھتے۔ پس ہم بھاگوں کو کھینچتے ہیں، اللہ ہی مدد کرنے والا ہے اور ہم اسی پر توکل کرتے ہیں۔

**فی السمٰوات السبع وما فو قها، و الأرضین السبع وما تحتها، والبحارالسبعۃ وما فیها من العجائب والغرائب ومن یسکنها من أنواع المخلوقات**

**[ بدایۃ الخلق]**

اعلم أیّدک اللہ بروح منہ- أنّ اللہ تعالی کان قبل أن یخلق الخلق فیی نفسہ، وکانت الموجودات مستهلکۃ فیہ، ولم یکن لہ ظهور فی شئ من الوجود، وتلک هی الکنزیۃ المخفیۃ، وعبر عنها النبیّﷺ بالعماء الذی ما فوقہ هواء وما تحتہ هواء لأنّ حقیقۃ الحقائق فی وجودها لیس لها اختصاص بنسبۃ من النسب، لا إلی ما هو أعلی ولا إلی ما هو أدنی، وهی الیا قوتۃ البیضاء التی ورد الحدیث عنها، أن الحق سبحانہ وتعالی کان قبل أن یخلق الخلق فی یاقوتۃ بیضاء، (الحدیث).

فلما أراد الحق سبحانہ وتعالی إیجاد هذا العالم، نظر إلی حقیقۃ الحقائق، وإن شئت قلت: إلی الیاقوتۃ البیضاء التی هی أصل الوجود، بنظر الکمال، فذابت فصارت ماء، فلهذا ما فی الوجود شئ یحمل کمال ظهور الحق تعالی إلاّ هو وحده، لأنّ حقیقۃ الحقائق التی هی أصل لم تحتمل ذلک إلا فی البطون، فلمّا ظهر علیها ذابت لذلک.

ثم نظرإلیها بنظر العظمۃ فتموّجت لذلک کما تموّج الأریاح بالبحر، فانفهقت کثائفها بعضها فی بعض کما ینفهق الزبد من البحر،

سات آسمانوں اوران کے اوپر، سات زمینوں اوران کے نیچے،اور سات سمندروں اوران کے اندر، کیا عجائب وغرائب ہیں،اوران میں کون کونسی انواع کی مخلوقات رہتی ہیں۔

## خلق کی ابتداء

جان لو، اللہ تعالیٰ تمہاری اپنی روح سے مدد کرے، کہ اللہ تعالیٰ خلق کو تخلیق کرنے سے پہلے اپنے نفس میں تھا۔ اور سب موجودات اس کے اندر موجود تھیں (یعنی اس کے ازلی علم میں ثابت تھیں)۔اور یہ وہی چھپا ہوا خزانہ ہے جس کو نبی پاکؐ نے "عماء" سے تعبیر کیا، جس کے اوپر بھی ہوا ہے اور جس کے نیچے بھی ہوا ہے۔ کیونکہ حقیقۃ الحقائق اپنے وجود میں کسی بھی نسبت کے ساتھ کوئی اختصاص نہیں رکھتی۔ نہ اس کے ساتھ جو اس کے اوپر ہے اور نہ اس کے ساتھ جو اس کے نیچے ہے۔ اور وہ "سفید یاقوت" ہے جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مخلوق کو خلق کرنے سے پہلے اپنے سفید یاقوت میں تھا۔ (حدیث)

## ایجاد عالم

پھر جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ اس عالم کو ایجاد کرے تو حقیقۃ الحقائق پر نظر کی اور اگر تم چاہو تو کہہ سکتے ہو کہ "سفید یاقوت" جو کہ وجود کی اصل ہے کی طرف اپنی صفت کمال کی مناسبت سے نظر کی، تو وہ حقیقت پگھل کر پانی ہو گئی۔ اسی لئے وجود میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ تعالیٰ وحدہ کے کمال کا ظہور ہے۔ حقیقۃ الحقائق جو سب چیزوں کی اصل ہے اس کا احتمال باطن میں کیا جاتا ہے، جونہی اس کو ظاہر میں دیکھا جائے تو وہ اس ظاہر میں گھل جاتی ہے۔(یعنی باطن میں چلی جاتی ہے اور نظر نہیں آتی)

## زمین اوراس کے ہم جنس مکین

پھر اس کو عظمت کی نظر سے دیکھا تو حقیقۃ الحقائق میں ایسی موجیں پیدا ہوئیں جیسے ہوائیں سمندر میں موجیں پیدا کرتی ہیں۔

فخلق الله من ذلک المنفهق سبع طباق الأ رض۔

ثم خلق سکان کل طبقۃ من جنس أرضھا۔ ثم صعدت لطائف ذلک الماء کما یصعد البخارمن البحار، ففتقھا الله تعالی سبع سمٰوات، وخلق ملائکۃ کلّ سماء من جنسھا۔

ثم صیّر الله ذلک الماء سبعۃ أبحر محیطۃ بالعالم، فھذا أصل الوجود جمیعہ۔

ثم إنّ الحق تعالی کما کان فی القدم موجوداً فی العماء الذّی عبّر عنہ بحقیقۃ الحقائق، والکنز، والیاقوتۃ البیضاء، کذلک ھو الآن موجود فیما خلق من تلک الیا قوتۃ بغیر حلول ولا مزجٍ، فھومتجلّ فی أجزاء ذرّات العالم من غیر تعددولااتصال ولاانفصال، فھو متجل فی جمیعھا لأنّہ سبحانہ وتعالی علی ما علیہ کان، وقد کان فی العماء، وقد کان فی الیاقوتۃ البیضاء۔

وھذا الوجود جمیعہ تلک الیاقوتۃ وذلک العماء، ولو لم یکن الحقّ سبحانہ وتعالی متجلیاً فی الوجود جمیعہ لکان سبحانہ تغیر عما ھوعلیہ، وحاشاہ عن ذلک، فما حصل التغیر إلا فی المجلی الذی ھو الیاقوتۃ البیضاء، لا فی المتجلّی سبحانہ وتعالی، فھو بعد ظھی مخلوقاتہ باق علی کنزیتہ فی العماء النفسی فتأمّل۔

وقد ذکرنا فیما مضی أمر العماء وحقیقۃ الحقائق علی جلیّۃ، ھذا وقت ذکر الأشیاء الموجودة فی حقیقۃ الحقائق، فأوّل ما نذکر السمٰاوات السبع ۔

ایسے میں اس کی کثافتیں ایک دوسرے سے ایسے ابھریں جیسے سمندر کی جھاگ ابھر کراوپر آجاتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس ابھری ہوئی جھاگ سے زمین کے سات طبق بنائے۔

پھر ہر طبق کے مکین اسی زمین کی جنس سے پیدا کیے۔

## آسمان اور اس کے ہم جنس فرشتے

پھر اس پانی کے لطائف بلند ہوئے جیسے سمندر سے بخارات بلند ہوتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے سات آسمان بنائے اور ہر آسمان کے فرشتے اسی آسمان کی جنس سے بنائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس پانی سے سات سمندر بنائے جو اس عالم کا احاطہ کئے ہوئے ہیں اور یہ اس سارے وجود کے اصل کی تفصیل ہے۔

## الآن وماکان

پھر اللہ تعالیٰ جیسے قدم میں "عماء" میں موجود تھا جسے "حقیقۃ الحقائق یا" مخفی خزانہ " یا" سفید یاقوت" بھی کہتے ہیں، اسی طرح وہ اب بھی سفید یاقوت سے پیدا ہونے والی ہر چیز میں حلول اور مزج کے بغیر موجود ہے۔ وہ کائنات کے اجزا کے ذرات میں کسی تعدد، اتصال اور انفصال کے بغیر متجلی ہے۔ پس ہر چیز میں اس کی تجلی ہے۔ سُبحَانَہٗ وَتَعَالٰی، وہ پاک ہے اور بلند ہے، وہ ویسے ہی ہے جیسے تھا، جیسے عماء میں تھا۔ جیسے سفید یاقوت میں تھا۔

اور یہ سارا وجود وہی سفید یاقوت اور وہی عماء ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اس سارے وجود میں متجلی نہ ہوتا تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ اس سبحانہ میں جس حالت میں وہ تھا تغیر واقع ہوا ہے۔ اور ہم اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ پس تغیّر مجلیٰ (سفید یاقوت) میں واقع ہوا متجلی (اللہ تعالیٰ کی ذات) میں نہیں۔ سبحانہ وتعالیٰ۔ وہ پاک ہے اور بلند ہے۔ پس وہ اپنی مخلوق میں ظہور کے بعد اپنے نفس کے عماء کے خزانے میں ویسے ہی باقی ہے، پس اس پہ غور کر۔ ہم نے یہاں عماء اور حقیقۃ الحقائق کے اُمور کا ذکر کیا ہے اور اب ہم حقیقۃ الحقائق میں موجود اشیاء کا ذکر کریں گے۔

**[السماءالملحوظةلناليست بسماء الدنيا]**

اعلم أنّ هذه السماء الملحوظة لنا ليست بسماء الدنيا، ولا لونها لونها، ولاوصفها وصفها. وهذه التى نراها هى البخار الطالع بحكم الطبيعة من يبوسة الأرض ورطوبة الماء، صعدت بها حرارة الشمس إلى الهواء، فملأت الجو الحالى الذى بين الأرض وبين سماء الدنيا، ولهذا نراها تارة زرقاء وتارة شمطاء وتارة غبراء، كلّ ذلک على حكم البخار الصاعد من الأرض، وعلى قدر سقوط الضياء بين تلک البخارات، فهى لاتصالها بسماء الدنيا تسمى سماء.

وأما سماء الدّنيا نفسها فلا يقع النظر عليها لشدة البعد واللطافة، ثم إنها أشد بياضاً من اللبن، وقد ورد فى الحديث (أنّ بين سماء الدنيا والأرض مسيرة خمسمائة عام.

وبالاتفاق أن النظر لا يقطع مسيرة خمسمائة عام، فظهر أنّ المرئية لنا ليست السماء عينها، ولولا أنّ الكواكب يسقط شعاعها إلى الأرض لما شوهدت ولا رُؤيت، وكم فى السمٰوات من نجم مضىء لا يسقطُ شعاعه إلى الأرض فلا نراه لبعده ولطافته، لكن أهل الكشف يرونه ويعبّرون عنه لأهل الأرض فيفهمونهم إيّاه.

[أفلاک الطبائع الأربعةلأقوات الأيّام الأربعة]

واعلم أنّ الله تعالى قد خلق جميع الأرازاق والأقوات المتنوّعة فى أربعة أيّام، وجعلها بين السماء والأرض مخزونة فى قلب أربعة أفلاک، الفلک الأول: فلک الحرارة. الفلک الثانى: فلک اليبوسة. الفلک الثالث: فلک البرودة. الفلک الرابع: فلک الرطوبة. وهذا معنى قوله تعالى: ﴿وَقَدَّرَ فِيْهَا أَقْوَاتَهَا فِيْى أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِلّسَّائِلِيْنَ﴾(فصّلت١٠)

تو پہلے ہم سات آسمانوں کا ذکر کرتے ہیں۔

## آسمان دنیا

ہمیں نظر آنے والا آسمان، آسمان دنیا نہیں ہے۔ جان لو کہ یہ آسمان جو ہمیں نظر آتا ہے یہ آسمان دنیا نہیں ہے۔ نہ اس کا رنگ اس کے رنگ کی طرح ہے اور نہ ہی اس کے اوصاف اس کے اوصاف کی طرح ہیں۔ یہ جس کو ہم دیکھتے ہیں وہ بخارات ہیں جو زمین کی خشکی، پانی کی رطوبت اور سورج کی گرمی اور ہوا سے اوپر اُٹھے ہوئے ہیں۔ تو پھر ان سے زمین اور آسمان دنیا کے درمیان خالی فضا بھر گئی۔ اسی وجہ سے ہم اسے کبھی چمکتا ہوا، کبھی دھندلا اور کبھی غبار آلود دیکھتے ہیں۔ یہ سب زمین سے اُٹھنے والے بخارات اور ان بخارات میں سورج کی روشنی کے گذرنے کے بقدر ہے۔ پس محض آسمان دنیا سے اتصال کی وجہ سے اسے آسمان کہتے ہیں۔

اور جو آسمان دنیا ہے اس پر اس کی مسافت اور لطافت کی وجہ سے نظر ڈالنا مشکل ہے۔ یہ دودھ سے بھی زیادہ سفید ہے اور جیسا کہ حدیث میں آیا ہے " تحقیق آسمان دنیا اور زمین کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے " اور اس بات پر اتفاق ہے کہ انسانی نظر پانچ سو سال کی مسافت پر چیزوں کو نہیں دیکھ سکتی۔ پس یہ ثابت ہو گیا کہ جس چیز کو ہم دیکھتے ہیں وہ آسمان دنیا نہیں۔ اگر ستاروں کی روشنی دوری کی وجہ سے زمین پر نہ پڑے تو وہ ہمیں دکھائی بھی نہ دیں۔ آسمانوں میں ایسے کئی ستارے ہیں جن کی شعاعیں زمین پر نہیں پڑتیں تو ہم ان کی دوری اور لطافت کی وجہ سے ان کو نہیں دیکھتے۔ لیکن اہل کشف ان کو دیکھتے ہیں اور ان سے زمین والوں کے لئے تعبیر کرتے ہیں اور انہیں سمجھاتے ہیں۔

## چار ایام کے رزق کے چار طبیعی افلاک

اور یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے تمام رزق اور مختلف وسائل چار ایام میں پیدا کیے اور انہیں آسمان اور زمین کے درمیان چار افلاک کے قلب میں ذخیرہ کیا۔ پہلا فلک، فلک حرارت ہے، دوسرا فلک خشکی کا فلک ہے اور تیسرا فلک ٹھنڈک کا فلک ہے اور چوتھا فلک، فلک رطوبت ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے

يعنى: بحكم التسوية على قدر السؤال الذاتى، لأنّ الحقائق تسأل بذاتها ما تقتضيه، كلمّا اقتضت حقيقة من حقائق المخلوقات شيئاً نزل لها من تلك الخزائن على قدر سؤالها، وهذا معنى قوله تعالى: ﴿ وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خِزَائِنُهُ، وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلاَّبِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ﴾(الحجر ٢١)

ثم جعل ملائكة الإنزال الموكلّة بإيصال كل رزق إلى مرزوقه فى السبع السمٰوات.

ثم جعل فى كلّ سماء ملكاً يحكم على من فيها من ملائكة الأرزاق يسمّى: "ملك الحوادث"، وجعل لذلك الملك روحانية الكواكب الموجودة فى تلك السماء، فلا ينزل من السماء ملك من ملائكة الأرزاق إلّا بإذن ذلك الملك المخلوق على روحانية كوكب تلك السماء، فكوكب سماء الدنيا القمر، وكوكب السماءالثانية عطارد، وكوكب السماء الثالثة الزهرة، وكوكب السماء الرابعة الشمس، وكوكب السماء الخامسة المريخ، وكوكب السماء السادسة المشترى، وكوكب السماء السابعة زحل.

**[السماوات السبع وأفلاق كواكبها وعمّارها]**

وأمّا السماء الدنيا فإنها أشد بياضاً من الفضة، خلقها الله تعالى من حقيقة الرّوح لتكون نسبتها للأرض نسبة الروح للجسد، وكذلك جعل فلك القمر فيها، لأنّه تعالى جعل القمر مظهر اسمه" الحيّ" وأدار فلكه فى سماء البروج فيه حياة الوجود، وعليه مدار الموهوم والمشهود.

ثم جعل فلك الكوكب القمرى هو المتولى تدبير الأرض، كما أنّ الروح هى التى تتولى تدبير الجسد، فلو لم يخلق الله تعالى سماء الدنيا من حقيقة الروح لما كانت الحكمة تقتضى وجود الحيوان من الأرض، بل كانت محل الجمادات.

اس قول کے معنی ہیں (وَقدر فیھا اقواتھا فی اربعۃ ایام سواء للسائلین) فصلت-10 -یعنی ہر فلک کا اس کے ذاتی سوال کے بقدر تسویہ کیا۔ کیونکہ حقائق اپنی ذات کے اقتضاء کے مطابق سوال کرتے ہیں جب بھی مخلوقات کی حقیقتوں میں سے کسی حقیقت نے کسی شے کا تقاضا کیا تو ان خزانوں میں سے اس کے سوال کے بقدر اس پر نزول ہوا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا معنی ہے (وان من شئیِ اِلا عندنا خزائنہ وماننزلہ الابقدر معلوم (الحجر-21)

## رزق اتارنے والے فرشتے

پھر ساتوں آسمانوں کی مخلوق کو رزق پہنچانے کے لئے رزق اُتارنے والے فرشتے بنائے۔ پھر ہر آسمان میں ایک فرشتہ بنایا جو رزق اُتارنے والے ملائکہ کا حاکم ہے۔ جس کو ملک الحوادث کہتے ہیں ۔ پھر اس ملک الحوادث کے لئے اس آسمان میں موجود ستاروں کی روحانیت پیدا کی۔ رزق اُتارنے والے فرشتوں میں سے ہر فرشتہ اس آسمان کے ستاروں کی روحانیت کے موافق خلق کئے ہوئے حاکم فرشتے کے اذن سے ہی اُترتا ہے۔ آسمان دنیا کا سیارہ چاند ہے اور دوسرے آسمان کا سیارہ عطارد ہے اور تیسرے آسمان کا زہرہ، چوتھے کا سورج، پانچویں کا مریخ، چھٹے کا مشتری اور ساتویں کا زحل ہے۔

## سات آسمان، اُن کے سیاروں کے افلاک اور اُن کو آباد کرنے والے

## آسمان دنیا

آسمان دنیا چاندی سے زیادہ سفید ہے اور اسے اللہ تعالیٰ نے روح کی حقیقت پر بنایا ہے۔ تاکہ اس کی نسبت زمین کے ساتھ ایسی ہی ہو جیسے روح کی نسبت جسم کے ساتھ—

## چاند کا فلک

اللہ تعالیٰ نے آسمان دنیا میں چاند کا فلک بنایا۔ چاند کو اپنے اسم "الحیی" کا مظہر بنایا اور بروج کے آسمان میں اس کا فلک بنایا- اس میں وجود کی حیات ہے- ہر موہوم اور مشہود اسی فلک کے مدار سے متعلق

ثم أسكن الله تعالى آدم فى هذه السماء، لأنّ آدم روح العالم الدنيوى، إذ به نظر الله إلى الموجودات فرحمها، وجعل لها حياة بحياة آدم فيها، فلم يزل العالم الدنيوى حيأًما دام هذا النوع الإنسانى فيها، فإذا انتقل منها هلكت الدنيا والتحق بعضعها ببعض، كما لو خرجت روح الحيوان من جسده، فيخرب الجسد ويلتحق بعضه ببعض.

زيّن الله هذه السماء بزينة الكواكب جميعها كما زيّن الروح بجميع ما حمله الهيكل الإنسانى من اللطائف الظاهرة كالحواس الخمس، ومن اللطائف الباطنة كا لقوى السبح التى هى: العقل، والهمّة، والفهم، والوهم، والقلب، والفكر، والخيال، فكما أنّ كواكب سماء الدنيا رجوم للشياطين، كذلك هذه القوى إذا حكم الإنسان بصحتها انتفت عنها شياطين الخواطر، فحفظ باطنه بهذه القوى كما حُفِظَتْ بالنجوم الثواقب السماء الدنيا.

ہے۔پھر اسی چاند کے فلک کو زمین کے امور کی تدبیر کا متولی بنایا جیسے روح جسم کی تدبیر کی متولی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کو روح کی حقیقت پر نہ بناتا تو اس زمین پر حیوانات کا وجود بعید از حکمت ہوتا بلکہ پھر یہ زمین محض جمادات کا محل ہوتی۔

## آدم اور آسمان دنیا

پھر اللہ تعالیٰ نے اس آسمان میں آدم کو آباد کیا۔چونکہ آدم اس عالم دنیوی کی روح ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آدم کے ذریعے ان موجودات پر نظر کی، ان پر رحم فرمایا اور ان موجودات کے لئے اس عالم دنیا میں حیات بنائی جو آدم کی حیات کی وجہ سے قائم ہے۔ یہ عالم دنیوی اس وقت تک زندہ ہے جب تک یہ نوع انسانی اس میں موجود ہے۔ اور جب وہ اس عالم سے نکل جائے گا تو دنیا ہلاک ہو جائے گی اور اس کے اجزاء ایک دوسرے سے مل جائیں گے جیسے روح کے نکل جانے کے بعد جسم خراب ہو جاتا ہے اور اس کے اجزاء واپس مٹی میں مل جاتے ہیں۔

## ستارے، حواس خمسہ اور باطنی حواس

اللہ تعالیٰ نے اس آسمان دنیا کو ستاروں سے زینت بخشی جیسے روح نے انسانی ڈھانچے کو ظاہری لطائف یعنی حواس خمسہ اور سات باطنی لطائف جیسے عقل، ہمت، فہم، وہم، قلب، فکر اور خیال سے زینت بخشی ہے۔ پھر جیسے آسمان کے ستارے شیاطین کے لئے رجوم (نیزے) ہیں۔یہ ظاہری اور باطنی حواس اگر صحت کے ساتھ قائم رکھے جائیں تو یہ قلب کی طرف آنے والے شیاطین سے حفاظت کرتے ہیں۔

## شہاب ثاقب اور انسانی حواس

ان ظاہری اور باطنی حواس سے انسان کی ویسے ہی حفاظت ہوتی ہے جیسے آسمان دنیا کی حفاظت شہاب ثاقب سے کی جاتی ہے۔

وملائكة هذه السماء أرواح بسيطة ما دامت مسبحة لله تعالى فيها، فإذا نزلت منها لما يأمرها الملك الموكّل بإنزال ملائكة السماء الدنيا تشكّلت على هيئة الأمر الذى تنزل لأجله، فتكون روحانية ذلك الشيء الذى وكلت به، فلا تزال تسوقه إلى المحلّ الذى أمرها الله تعالى به؛ فإن كان رزقاً ساقتة إلى مرزوقه، وإن كان أمراً قضائياً ساقته إلى من قدّره الله عليه إما خيراً وإما شراً، ثم تسبّح الله تعالى فى فلك هذه السماء ولا تنزل أبداً بعدها فيى أمر.

جعل الله الملك المسمىّ إسماعيل حاكماً على جميع أملاك هذه السماء، وهو روحانية القمر، فإذا أمر على مَلكٍ بأمروقضى الملك ذلك الأمر، فإنه يجلسه على كراسى تسمى منصة الصّوَر، فيجلس عليه متشكلاً بصورة ما نزل به من الأمر، ولا يعود إلى بساطته أبداً، بل يبقى على ما هو عليه من التشكل والتصوّر الجرمى الجزئى، يعبد الله تعالى فى الوجود، لأنّ الأرواح إذا تشّكلت بصورة من الصور لاسبيل إلى أن تخلع تلك الصورة عن نفسها بأن تعود إلى البساطة الأصلية، هذا ممتنع، لكنها فى قوّتها أن تتصوّر بكلّ صورة على عدم مفارقتها للصورة الأصلية التى لها، حكمة من الله تعالى.

## آسمان دنیا کے فرشتے

اس آسمان کے فرشتے بسیط ارواح ہیں جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں جب اس آسمان سے کوئی امر نازل ہونا ہوتا ہے تو موکل فرشتہ اپنے ماتحت فرشتوں کو اس امر کے نازل کرنے کا حکم دیتا ہے، اور وہ فرشتے جنہیں اس امر کو نازل کرنا ہوتا ہے وہ اس امر کی ہئیت میں متشکل ہو جاتے ہیں۔وہ فرشتے اس چیز کی جس پر وہ مقرر کیے گئے ہوتے ہیں روحانیت بن جاتے ہیں۔ وہ اس چیز کو اس مقام پر چلا کر لے جاتے ہیں جس مقام پر پہنچانے کا انہیں اللہ تعالیٰ نے امر کیا ہوتا ہے۔ اگر وہ رزق ہوتا ہے تو وہ اسے مرزوق کے سامنے لا گراتے ہیں اور اگر کوئی تقدیر کا امر ہوتا ہے تو جس کے مقدر میں لکھا ہے اس کے سامنے لا گراتے ہیں، چاہے خیر کی تقدیر ہو چاہے شر کی۔پھر وہ فرشتہ جو ایک دفعہ کوئی امر لے کر آتا ہے اس کے بعد کبھی دوبارہ نہیں اترتا اور اس آسمان کے فلک میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا رہتا ہے۔

## فرشتہ اسماعیل

اللہ تعالیٰ نے اس آسمان پر ایک فرشتہ جس کا نام اسماعیل ہے اسے تمام فرشتوں پر حاکم بنایا ہے۔ وہ چاند کی روحانیت ہے۔جب وہ کسی فرشتے کو کوئی کام کرنے کا حکم دیتا ہے اور وہ فرشتہ وہ کام کر لیتا ہے تو اس کے بعد وہ ایک کرسی پر بیٹھتا ہے جسے منصۃ الصور یعنی صورتوں کا تخت کہتے ہیں۔ وہ اس تخت پر اس طرح متشکل ہو کر بیٹھتا ہے جیسے اس امر کی صورت ہوتی ہے جس کو لے کر وہ نازل ہوتا ہے۔یوں پھر وہ کبھی بھی دوبارہ اپنی بسیط شکل میں واپس نہیں آتا۔بلکہ وہ اسی حالت میں رہتا ہے جس میں وہ متشکل ہوا، اور یوں وہ ایک جزوی ستارے کی مانند متشکل اور متصور باقی رہ جاتا ہے اور پھر اپنے اس وجود میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہتا ہے۔

وتلك الصورة الروحانية هى كلمات الله تعالى التى تقوم بالموجودات كما تقوم الروح بالجسد، فإذا برزت من الغموض العلمى إلى الجلاء العينى تبقى قائمة بذواتها فى الوجود.

فجميع أجسام العالم من المخلوقات، من المعدن والنبات والحيوانات والألفاظ وغير ذلك، لها أرواح قائمة بها على صورة ما كانت عليه أجسامها، حتى إذا زال الجسم بقيت الروح مسبحة لله سبحانه وتعالى، باقية بإبقاء الحق لها، لأنّ الحق لم يخلق الأرواح للفناء، وإنما خلقها للبقاء.

فالمكاشف إذا أراد كشف أمر من امور الوجود، تتجلى عليه تلك الأرواح التى هى كلمات الله تعالى ، فيعرفها بأعيانها وأسمائها وأوصافها، فإن كل روح من أرواح الوجود متجلية فى الملابس التى كانت أوصافها ونعوتاً وأخلاقاً على الجسم الذي كانت تدّبره، وهو كالحيوان والمعدن والنبات والمركّب والبسيط، أوعلى الصورة التى كانت الروح معناه، وهو كالألفاظ والأعمال والأعراض وما أشبه ذلك، إذا كانت قد برزت من العالم العلميى إلى العالم اعينى.

## روح کا متشکل ہونا

جب ارواح کسی صورت میں متشکل ہو جاتی ہیں تو پھر وہ ان صورتوں سے الگ نہیں ہو سکتی ہیں ۔اب ان کا دوبارہ اپنی بسیط حالت پر واپس لوٹنا منع ہے لیکن ان میں یہ قوت ہوتی ہے کہ وہ اپنی خاص متشکل صورت کو چھوڑے بغیر دوسری صورتیں بھی اختیار کر سکیں۔ یہ اللہ تعالٰی کی حکمت ہے- یہ روحانی صورتیں اللہ تعالٰی کے کلمات ہیں جو موجودات میں ایسے قائم ہیں جیسے روح جسم کے ساتھ قائم ہے-پس جب یہ موجودات، علمی وجود سے عینی وجود میں آجاتی ہیں تو پھر وہ اپنی ذات کے ساتھ وجود میں قائم ہو جاتی ہیں۔

## مخلوقات کے تمام اجسام کی ارواح ہیں

پس عالم میں موجود مخلوقات کے تمام اجسام، معدنیات، نباتات، حیوانات اور الفاظ وغیرہ ان سب کی ارواح بھی ہیں، جو ان صورتوں پر ہیں جن صورتوں پر ان کے اجسام ہیں۔ جب جسم کو زوال آجائے تو روح باقی رہتی ہے اور اللہ تعالٰی کی تسبیح کرتی رہتی ہے۔ سبحانہ وتعالٰی-وہ روح باقی رہتی ہے کیونکہ حق اس کے ساتھ باقی ہے اور حق تعالٰی روحوں کو فنا کے لئے نہیں بلکہ بقاء کے لئے تخلیق کرتا ہے۔ جب کوئی صاحب کشف وجود کے امور میں سے کسی امر کے کشف کا ارادہ کرتا ہے تو اس پر یہ ارواح ظاہر (متجلی) ہوتی ہیں جو کہ اللہ تعالٰی کے کلمات ہیں تو پھر وہ صاحب کشف انہیں ان کے اعیان، اسماء اور اوصاف سے جانتا ہے۔

## روح اور جسم کی تدبیر اور کشف

وجود کی ارواح میں سے ہر ایک روح جسم کی تدبیر کرتی ہے-وہ اس جسم پر اس کے اوصاف اور اخلاق کے لباس میں ظاہر (متجلی) ہوتی ہے۔ وہ جسم حیوانی، معدنی نباتاتی، مرکب یا بسیط ہو سکتا ہے یا وہ محض ایک صورت ہو سکتی ہے جس کا معنی روح ہو گی۔ جیسے الفاظ، اعمال، اعراض، اغراض اور اس جیسی چیزیں-ان چیزوں کی ارواح اپنی اپنی نوعیت کے حساب سے ہیں، جب یہ چیزیں عالم العلمی سے عالم

وأمّا إذا كانت باقية على حالها فى العالم العلمى، فإنه يراها كذلك صوراً قائمة عليها من أنواع الخلع ما سيكون أعمالاً وأوصافاً، لمظهرها الذي هو الجسد أو الصورة، ولكن يعلم أن لا وجود لها حينئذ إلا من حيث هو، فيأخذ منها ماشاء من علوم، لا من حيثيتها هى، بل من حيثيته هو، لكن على ما تقتضيه حقائقها، بخلاف ما لو يراها بعد بروزها إلى العام العينى فإنه يعلم أنّ وجودها حينئذٍ من حيثيتهاهى، فيكلّمها و تجيبه بأنواع ماحوته من العلوم والحقائق، وفى هذا المشهد اجتمعاع الأنبياء والأولياء بعضهم ببعض.

أقمت فيه بزبيد بشهر ربيع الأوّل فى سنة ثمانمائة من الهجرة النبوية، فرأيت جميع الرسل والأنبياء صلوات الله وسلامه عليهم أجمعين، والأولياء والملائكة العالين والمقرّبين، وملائكة التسخير، ورأيت روحانية الموجودات جميعها، وكشفتُ عن حقائق الأمور على ما هى عليه من الأزل إلى الأبد، وتحققتُ بعلوم إلٰهية لا يسع الكون أن نذكرها فيه، وكان فى هذا المشهد ما كان. فظنّ خيراً ولا تسأل عن الخير.

غاص بنا غوّاص البيان فى بحر هذا التبيان حتى جأء القدر إلى إبراز هذه الدّرر، فلنكتف من ذلك بما قد بدا فيها مما لم يخطر إظهاره أبداً، ولنرجع إلى ما نحن فيه وبصدده من ذكر سماء الدنيا.

اعلم أن الله تعالى خلق دور فلك سماء الدنيا مسيرة أحد عشر ألف سنة، وهو أصغر أفلاك السمٰوات دوراً، فيقطع القمر جميع دور هذا الفلك فى أربع وعشرين ساعة معتد لة، أعنى مستقيمة، فيقطع فى كل ساعة مسيرة أربعة آلاف سنة وخمسمائة عام.

العینی میں ظاہر ہو جائیں۔اور اگر وہ ابھی عالم علمی میں ہیں تو صاحب کشف اس جسد یا صورت کو ایسی صورت میں دیکھتا ہے جو ان اعمال اور اوصاف کے لباس کے ساتھ ہے جو ابھی واقع ہوتے ہیں -اور وہ جانتا ہے کہ ابھی اس صورت کا وجود اس کے بعد میں خارج میں واقع ہونے والی حیثیت سے ہے۔ تو پھر وہ صاحب کشف جو علوم چاہتا ہے حاصل کرتا ہے۔ یہ علوم اس چیز کی اِس موجودہ حیثیت سے نہیں بلکہ اس کی اُس حیثیت کے اعتبار سے ہیں جو ابھی خارج میں واقع ہونے ہیں-اس کے برخلاف اگر وہ اس کو عالم عینی میں پہنچنے کے بعد دیکھے تو پھر وہ جانتا ہے کہ اب اس کا وجود اسکی موجودہ حیثیت سے ہے۔ تو پھر اس سے سوال کرتا ہے اور وہ اسے جواب دیتی ہے جو کچھ اس کے پاس علوم و حقائق ہیں-اس مشہد (منظر) میں بعض انبیاء اور اولیاء اکھٹے موجود ہوتے ہیں۔

## شہر زبید کا قصہ

چنانچہ میں شہر زبید (یمن) میں سن 800 ہجری میں اس مشہد میں ٹھہرا میں نے سب رسولوں اور انبیاء کو دیکھا-ان سب پر اللہ تعالٰی کی طرف سے درود و سلام ہو-اور میں نے اولیاء اور مقرب فرشتوں اور مسخر کرنے والے فرشتوں کو دیکھا- میں نے سب موجودات کی روحانیت دیکھی اور مجھے امور کے حقائق کا جس پر وہ ازل سے ابد تک ہیں کشف حاصل ہوا۔مجھے علوم الٰہیہ پر تحقیق حاصل ہوئی جس کو اگر بیان کروں تو اس بیان کو تاب میں لانے کی یہ کائنات متحمل نہیں ہوسکتی۔ اس مشہد (منظر) میں تھا، جو تھا-میں خیر کا گمان کرتا ہوں اور تو خیر کے بارے میں سوال نہ کر۔ میرے ساتھ بیان کے غوطہ خور نے تبیان کے سمندر میں غوطے لگائے اور اسی قدر موتی نکال لایا -تو ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے اس پر اکتفا کرتے ہیں-مزید بیان کرنا مناسب نہیں اب ہم واپس اپنے موضوع آسمان دنیا کی طرف آتے ہیں-

یہ جان رکھو کہ اللہ تعالٰی نے آسمان دنیا کے فلک کا چکر گیارہ ہزار سال (اس کو اسٹرونومی کے حساب سے نہ دیکھا جائے) کی مسافت رکھا ہے اور یہ آسمانوں کے افلاک میں سب سے چھوٹا فلک ہے۔ چاند اس فلک کو چوبیس گھنٹے میں اعتدال کے ساتھ طے کرتا ہے-یوں چاند ہر گھنٹے میں چار ہزار پانچ سو سال

ثم إنّ للقمر فلكاً فى نفس الفلک، وکذلک کلّ کوکب فإن لہ فلکاً صغیراً یدور بنفسہ فی الفلک الکبیر، فلفلک الأکبر بطیء الدورة، وذلک الفلک الصغير سریع الدورة، وما تراه من خنس الکواکب، وهو رجوعها، فإنہ لاختلاف دورفلکها فی دوران الفلک الکبیر فتسبقہ فی الدور، فیحسبها الشخص راجعۃ ولم ترجع إذ لو رجعت لخرب العالم بأسره۔

واعلم أنّ القمر جرم کمودي لا ضیاء لہ فی نفسہ من حیث هو، بل إنہ إذا قابل للشمس بنصفہ، أخذ منها النور فلا یزال نصفہ منیراً ونصفہ الذي لم یقابل الشمس یکون مظلماً، ولهذا لا یری نور القمر إلاّ من جهۃ الشمس أبداً، بخلاف بقیۃ الکوکب السیارة، فإنّ کلّ کوکب منها یقابل نور الشمس فی جمیعها، فمثلها مثل البلّورة الشفافۃ إذا وقع فیها النور سری فی ظاهرها وباطنها بخلاف القمر فإنہ کالکرة المعدنیۃ المصقولۃ لا تقبل النور إلاّ فی مقابلۃ الشمس، ولهذا ینقص نوره فی الأرض ویزید بخلاف بقیۃ الکواکب۔

واعلم أن السمٰوات بعضها محیط ببعض، فأکبرها سماء زحل، وأصغرها سماء القمر، وهذه صورتها۔

کی مسافت طے کرتا ہے۔ اس فلک میں چاند کا اپنا ایک فلک ہے۔ جیسے ہر سیارے کا اپنا ایک فلک ہے-اور وہ اپنے مدار میں گردش کے ساتھ ساتھ بڑے فلک میں بھی گردش کرتا ہے۔ بڑا فلک آہستہ گردش کرتا ہے اور چھوٹا فلک تیز گردش کرتا ہے- یہ جو تم کچھ ستاروں کا غائب ہونا اور پھر پلٹ کر نظر آنا دیکھتے ہو، یہ اصل میں اس ستارے کی اپنے مدار میں حرکت اور بڑے فلک کی حرکت میں فرق کی وجہ سے ہے-اپنی گردش کے دوران کچھ ستارے اپنی تیز رفتاری کی وجہ سے بڑے فلک کے اندر ہماری نظروں سے او جھل ہو جاتے ہیں-آدمی سمجھتا ہے کہ شاید یہ ستارہ اپنی روٹین کی گردش سے پلٹ کر ظاہر ہوا ہے ایسا نہیں ہے، اگر ایسا ہو تو یہ سارا عالم تہس نہس ہو جائے۔

## چاند کی اپنی کوئی روشنی نہیں

اور جان رکھو کہ چاند کی اپنی کوئی روشنی نہیں، جب یہ سورج کے سامنے آتا ہے تو اس کا جو حصہ سورج کے سامنے آتا ہے وہ سورج کی روشنی سے منور ہو جاتا ہے-اور جو حصہ سورج کے سامنے نہیں ہوتا وہ اندھیرے میں ہوتا ہے-اس لئے ہم چاند کے نور کو صرف سورج کی حیثیت سے ہی دیکھتے ہیں- یہ دوسرے سیاروں سے مختلف ہے کہ ان میں سے ہر سیارہ پوری طرح سورج کے سامنے آتا ہے اور ان کی مثال ایک شفاف بلور کی طرح ہے کہ جب ان میں نور داخل ہوتا ہے تو ان کے ظاہر اور باطن میں سرایت کر جاتا ہے۔ جبکہ چاند ان سیاروں سے مختلف ہے۔ یہ ایسی معدنیات سے بنا ہے کہ نور کو صرف اسی وقت قبول کرتا ہے جب یہ سورج کے سامنے ہوتا ہے اسی لئے ہم زمین پر اس کا نور کم اور زیادہ ہوتا دیکھتے ہیں اور یہ بات دوسرے ستاروں سے مختلف ہے-

## آسمانوں کا ایک دوسرے کے اوپر ہونا

اور جان رکھو کہ آسمان ایک دوسرے کے اوپر احاطہ کیے ہوئے ہیں ان میں سب سے بڑا آسمان زحل کا آسمان ہے اور سب سے چھوٹا آسمان چاند کا ہے اور ان کی وضاحت نیچے دی گئی ڈایاگرام میں ہے:-

وكلّ فلك مماسّ لسمائہ من تحتہ وهو أمر معنوي، لأنہ اسم لسَمْت دوران الكوكب فی أوجہ، والكواكب اسم للجرم الشفاف المنير من كل سماء۔
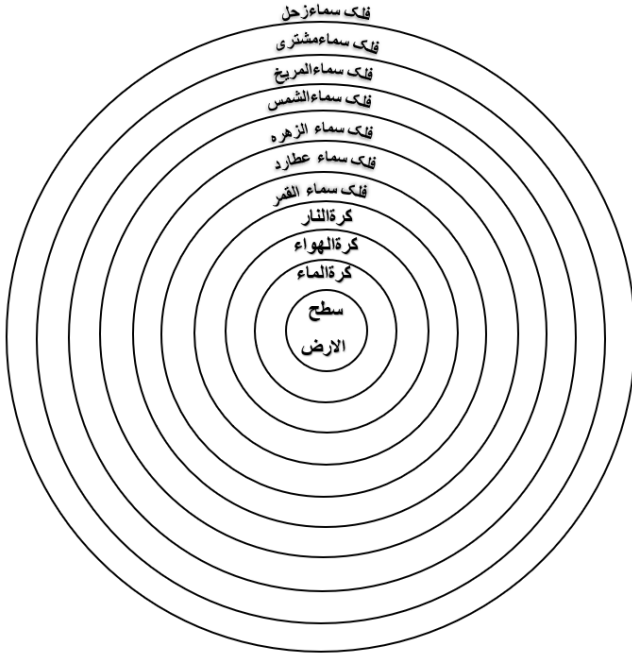
ولو أخذنا فی بيان الدقائق والثوانی والدقائق والدرج والحلول والسمت والسير، أولو شرحنا خواص ذلك ومقتضياتها لا حتجنا إلى مجلدات كثيرة، فلنعرض عن ذلك فليس المطلوب إلاّ معرفۃ الله تعالى، وما ذكرنا هذا القدر من ظاہر الأشياء إلاّ وقد رمزنا تحتها أسراراً إلٰهياً جعلناها كاللبّ لهذا القشر (والله يقول الحق وهو يهدي السبيل)۔

(مترجم: اب اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ نظام شمسی میں زحل کے بعد یورنیس، نیپچون اور پلوٹو بھی دریافت ہو چکے ہیں، لیکن جیسا کہ یہ کوئی فلکیات کی کتاب نہیں ہے، اس لیے قدیم صوفیا نے انفس اور آفاق کے روحانی احوال پچھلے زمانے میں جن سیاروں کی مدد سے بیان کیے ہیں، وہ تصوف کے طالب علم کی معاملہ فہمی کے لیے کافی ہیں)۔

ہر فلک اپنے آسمان کے ساتھ نیچے سے جڑا ہوا ہے اور یہ ایک معنوی امر ہے اور یہ ایک اسم ہے جو ستارے کو گردش کے دوران بلندی پر قائم رکھتا ہے۔ اور کوکب ہر آسمان پر موجود شفاف چمکدار ستارے کا نام ہے۔ اگر ہم آسمان دنیا کی باریک تفصیل میں چلے جائیں اور ہر گھنٹے، منٹ، سیکنڈ، مدارج، سمتوں، مسافتوں اور گردشوں کی تفصیل بتانا شروع کر دیں اور ان کے خواص اور مقتضیات بیان کریں تو اس کتاب کی ضخامت کئی جلدوں پر چلی جائیگی۔ ہم اس تفصیل سے اعراض کرتے ہیں کیونکہ ہمارا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی معرفت بتانا ہے اور یہ جو ہم نے اوپر کچھ ظاہری چیزوں کے بارے میں بتایا ہے تو اصل میں ہم نے اس کے نیچے کئی اسرار الٰہیہ چھپا دئے ہیں یہ اسرار الٰہیہ اس ظاہر کے چھلکے کے نیچے مغز کی طرح ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ حق بات بیان کرتا ہے اور سیدھے رستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

وأما السماء الثانية: فإنها جوهر شفّاف لطيف، ولونها أشهب، خلقها الله تعالى من الحقيقة الفكرية، فهى للوجود بمثابة الفكر للإنسان، ولهذا كانت محلاً لفلك الكاتب وهو عطارد، جعله الله تعالى مظهراً لاسمه "القدير"، وخلق سماء من نور اسمه "العليم الخبير"، ثم جعل الله الملائكة الممدّة لأهل الصنائع جميعها فى هذه السماء، ووكّل بهم ملكاً جعله روحانية هذا الكوكب.

وهذه السماء أكثر ملائكة من جميع السمٰوات، ومنها ينزل العلم إلى عالم الأكوان، وكانت الجن تأتى إلى صفيح سماءالدنيا فتسمع منها أصوات ملائكة السماء الثانية، لأن الّأرواح لا يمنعها البُعد عن استماع الكلام، لكن إذا كانت فى عالمها، وأماّ إذا لم تكن فى عالمها كان حُكمها حكم هذا العالم الذى هى فيه.

ولما كانت الجن أرواحاً وهى فى عالم الأجسام والكثافة، ارتقت حتى بلغت نحو العالم الروحى وهو صفيح سماء الدنيا، فسمعت بواسطة ذلك الارتقاء كلام ملائكة السماء الثانية لعدم الفاصل، ولم يمكنها سماع الثالثة لحصول الفاصل، فكذلك أهل كل مقام لا يكشفون إلاّ ما فوقهم بمرتبة واحدة، فإذا حصل الفاصل وتعدّدت المراتب فلا يعرف الأدنى ما هو الأعلى فيه،

## دوسرا آسمان، تفکر کا آسمان

اور دوسرا آسمان شفاف لطیف موتی کی طرح ہے اور اس کا رنگ شعلے کی طرح ہے-اللہ تعالیٰ نے اس آسمان کی تخلیق تفکر کی حقیقت پر کی ہے-یہ کائنات کے وجود میں ایسا ہے جیسے انسان کے وجود میں تفکر کا مقام ہے، اس لئے اس کے اندر کاتب ستارے کا فلک یعنی فلک عطارد ہے-اللہ تعالیٰ نے اس فلک کو اپنے اسم "القدیر" کا مظہر بنایا ہے اور اس آسمان کا نور اپنے اسماء "العلیم اور "الخبیر" سے پیدا کیا ہے پھر اس نے اس آسمان میں مدد کرنے والے فرشتے بنائے جو سب قسم کے اوصاف سے وابستہ لوگوں کی مدد کرتے ہیں- ان سب فرشتوں پر ایک فرشتے کو سردار مقرر کیا جس کو اس ستارے عطارد کی روحانیت سے پیدا کیا-اس آسمان میں دوسرے سب آسمانوں کے مقابلے میں زیادہ فرشتے موجود ہیں۔اس آسمان سے علم کو کائنات میں اتارا جاتا ہے—

## جنات کا آسمان دنیا پر آنا

جنات آسمان دنیا کی چھت پہ آکر دوسرے آسمان کے فرشتوں کی آوازیں سنتے تھے کیونکہ ارواح کو مکان کی دوری سننے سے مانع نہیں ہوتی۔ چاہے کوئی روح اپنے عالم میں ہو یا اپنے عالم میں نہ ہو، دونوں صورتوں میں اس پر حکم اسی عالم کا لگے گا جس عالم سے وہ روح ہے-اگرچہ جنات ارواح ہیں لیکن وہ جسموں اور کثافتوں کے عالم میں تھیں- وہ ارواح بلند ہوئیں حتیٰ کے عالم روحی تک پہنچ گئیں -یہ آسمان دنیا کی چھت ہے- اس بلندی کی وجہ سے ان جنوں نے دوسرے آسمان کے فرشتوں کا کلام بغیر فاصلے کے سنا-تاہم ان کے لئے تیسرے آسمان کی خبریں سننا فاصلے کی وجہ سے ممکن نہیں تھا-

## مقام اور کشف میں مطابقت

یہ اس لئے کہ ہر مقام والا صرف اپنے مقام سے ایک درجہ اوپر تک کا کشف رکھتا ہے۔اگر اس سے زیادہ فاصلہ ہو اور ایک سے زیادہ مرتبے کا فرق ہو تو نیچے والا اوپر والے کے مقام کو نہیں سمجھ سکتا۔

فلأجل اذا كانت الجن تدنو سماء الدنيا فتسمع أصوات ملائكة السماء الثانية لتسترق السّمع وترجع إلى مشركيها فتخبرهم بالمغيبات، فهى الآن إذا رقت إلى ذلک المحلّ نزل بها الشهاب الثاقب فأحرقها، وهو النور المحمّدى الكاشف لأهل الحجُب الظلمانية عن كثافة محتدهم، فلا يمكنهم الترقى لاحتراق جناح طير الهمّة فيرجع خاسراً حاسراً.

رأيت نوحاً عليه السلام فى هذه السماء جالساً على سرير خلق من نور الكبرياء، بين أهل المجد والثناء، فسلّمتُ عليه وتمثلتُ بين يديه، فردّ علىّ السلام، ورحّب بى وقام، فسألته عن سمائه الفكري ومقامه السرّي، فقال: إن هذه السماء عقد جوهر المعارف، فيها تتجلى أبكار العوارف، ملائكة هذه السماء مخلوقة من نور القدرة، لا يُتصوّر شئ فى عالم الوجود إلاّ وملا ئكتها المتوليّة لتصوير ذلک المشهود، فهى دقائق التقدير المحكمة لرقائق التصوير، عليها يدور أمرالآيات القاهرة والمعجزات الظاهرة، ومنها تنشأ الكرامات الباهرة.

جب جن آسمان دنیا کے نزدیک آجاتے تو وہ دوسرے آسمان کے فرشتوں کی آوازیں سنتے اور خبریں چرا کر واپس جا کر مشرکین کو غیب کی باتیں بتاتے۔

## نور محمدی کی آمد

اب اگر کوئی جن آسمان دنیا پہ چڑھتا ہے تو اس پر شہاب ثاقب گرایا جاتا ہے جو اس کو جلا دیتا ہے۔اب نور محمدی ہی وہ نور ہے جو ظلمت کے حجاب کھولتا ہے اصل کے ساتھ ملی ہوئی کثافت کو دور کر کے اب جنوں کے لئے اوپر چڑھنا ممکن نہیں رہا، کیونکہ ان کی ہمت کے پر جلا دیے جاتے ہیں اور وہ حسرت اور خسارے میں واپس لوٹ جاتے ہیں-

## دوسرے آسمان پر حضرت نوح سے ملاقات

میں نے اس آسمان پر نوحؑ کو دیکھا جو نور کبریا سے بنے ہوئے ایک تخت پر بیٹھے تھے ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور حمد بیان کرنے والے لوگ تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا اور ان کے قریب آیا۔انہوں نے مجھے وعلیکم السلام کہا اور خوش آمدید کہا، میں نے ان سے ان کے آسمان فکر اور مقام سر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ آسمان معرفت کے موتیوں سے بنا ہوا ہے-اس میں اہل معرفت اپنی معرفت کی بلندیوں پر چمکتے ہیں-اس آسمان کے فرشتے قدرت کے نور سے بنائے گئے ہیں۔ عالم وجود میں کوئی شے متصور نہیں ہوتی جب تک اس آسمان کے مقرر کردہ فرشتے اس چیز کو صورت میں نہ لے آئیں۔ یہ آسمان کسی بھی تصویر کی صورت کے اوپر ایک محکم اور دقیق تقدیر لیے ہوتے ہیں۔ اس آسمان سے قبضہ قدرت کی نشانیاں اور ظاہری معجزات کا صدور ہوتا ہے اور یہی آسمان عظیم کرامات پیدا ہونے کی جگہ ہے—

خلق الله فى هذه السماء ملائكة ليس لهم عبادة إلاّ إرشاد الخلق إلى أنوار الحق، يطيرون بأجنحة القدرة فى سماء العبرة، على رؤسهم تيجان الأنوار مرصّعة بغوامض الأسرار، من ركب على ظهر ملك من هذه الأملاک طار بجناحه إلى سبعة الأفلاک، وأنزل الصور الروحانية فى القوالب الجسمانية متى شاء وكيف شاء، فإن خاطبها كلمته، وإن سألها أعلمته.

جعل الله دور فلک هذه السماء مسيرة ثلاثه عشرة ألف سنة وثلٰا ثمائة سنة وثلا ثاً وثلاثين سنة ومائة وعشرين يوماً.

يقطع كوكبها، وهو عطارد، فى كلّ ساعة مسيرة خمسمائة سنة وخمس وخمسين سنة ومائة وعشرين يوماً، فيقطع جميع فلكه فى مضىّ أربع وعشرين ساعة معتدلة، ويقطع الفلک الكبير فى مضى سنة كاملة، وروحانية الملک الحاكم على جميع ملائكة هذه السماء اسمه نوحائيل عليه السلام.

ثم رأيت فى هذه السماء عجائب من آيات الرحمٰن وغرائب من أسرارالأكوان لا يسعنا إذا عتها فى أهل هذا الزمان، فتأمل فيما أشرناه، وتفكرّ فيما لغزناه، ومن وجودک لا من خارج عنک، فاطلب حلّ ما قد رمزناه.

وأما السماء الثالثة، فلونها أصفر وهى سماء الزهرة، جوهرها شفاف وأهلها المتلوّنون فى سائر الأوصاف، خُلقت من حقيقة الخيال، وجُعلت محلاًّ لعالم المثال.

## دوسرے آسمان کے فرشتے

اللہ تعالیٰ نے اس آسمان میں ایسے فرشتے پیدا کئے ہیں جن کی عبادت لوگوں کی نورِ حق کی طرف رہنمائی کرنا ہے۔وہ فرشتے آسمان عبرت پر قدرت کے پروں کے ساتھ اڑتے ہیں اور ان کے سروں پر انوار کے تاج ہیں جن پر راز و اسرار کے موتی جڑے ہیں۔ جو کوئی ان میں سے کسی فرشتے کی پیٹھ پر سوار ہوا تو اس نے اس کے پروں کے ساتھ سات آسمانوں کی سیر کی۔اس نے جسمانی قوالب میں روحانی صورتیں نازل کیں۔ جب اور جیسے چاہا۔ اور جب اس نے ان صورتوں کو پکارا تو انہوں نے اس سے کلام کیا اور جب ان سے سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس آسمان کے فلک کی گردش کا دورانیہ تیرہ ہزار تین سو تینتیس سال ایک سو بیس دن بنایا ہے۔ اس آسمان کا سیارہ عطارد ہر گھنٹے میں پانچ سو پچپن سال اور ایک سو بیس دن کی مسافت طے کرتا اور اس آسمان کے فلک کو معتدل حساب سے چوبیس گھنٹے میں طے کرتا ہے جبکہ فلک کبیر کو پورے ایک سال میں طے کرتا ہے۔

## فرشتہ نوحائیل

اس آسمان کی روحانیت کے حاکم فرشتے کا نام نوحائیل علیہ السلام ہے۔ پھر میں نے اس آسمان پر اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کے عجائب دیکھے اور کائنات کے اسرار و رموز کے غرائب دیکھے۔ان عجائب و غرائب اور اسرار و رموز کو موجودہ زمانے میں بیان کرنا مناسب نہیں ہے۔ پس جن چیزوں کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے اسی پر تامل کرو۔ اسی پر تفکر کرو جس کو ہم نے رمزاً بیان کر دیا ہے۔یہ سب تیرے وجود میں ہے نہ کہ تجھ سے خارج ہے۔ پس جس چیز کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس کی سمجھ کی طلب پیدا کر۔

## تیسرا آسمان

اور تیسرے آسمان کا رنگ پیلا ہے اور وہ زہرہ کا آسمان ہے۔ اس آسمان کی ساخت شفاف ہے۔اس آسمان کے رہنے والے ہر طرح کے اوصاف میں رنگے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ خیال کی حقیقت سے

جعل الله كوكبها مظهراً لاسمه "العليم"، وجعل فلكها مجلى قدرة "الصانع الحكيم"، فملائكتها مخلوقة على كلّ شكل من الأشكال، فيها من العجائب والغرائب مالا يخطر بالبال، يسوغ فيها المحال، وربّما امتنع فيها الجائز الحلال، خلق الله دور فلك هذه السماء مسيرة خمسة عشرة ألف سنة وست وثلا ثين سنة ومائة وعشرين يوماً، يقطع كوكبها وهو الزهرة فى كلّ ساعة مسيرة ستمائة سنة وإحدى وثلا ثين سنة وثمانية عشر يوماً وثلث يوم، فيقطع الفلك فى مضىّ أربع وعشرين ساعة، ويقطع جميع منازل الفلك الكبير فى مسيرة ثلٰثمائة يوم وأربعة وعشرين يومً.

وملائكة هذه السماء تحت حكم الملك المسمىّ "صورائيل" وهو روحانية الزهرة.

ثم إنّ ملائكتها محيطون بالعالم، يجيبون من دعاهم من بنى آدم، رأيت ملائكة هذه السماء مؤتلفة، لكن على أنواع مختلفة: فمنهم من وكله الله بالأيحاء إلى النائم إمّا صريحاً وإما بِضرب مثل يعقله العالم؛ ومنهم من وكّله الله تعالى بتربية الأطفال وتعليمهم المعانى والأقوال، ومنهم من وكله الله بتسلية المهموم وتفريح المغموم، ومنهم من وكله الله بالناس المستوحشين ومكالمة المتوحّدين، ومنهم من وكلهّ الله تعالى بإضرام نيران الحبّ للمحبّين فى سويداء القلب، ومنهم من وكلّه الله بحفظ صورة المحبوب لئلا يغيب عن عاشقه الملهوب؛ ومنهم من وكله الله بأ بلاغ الرسائل بين أهل الو سائل.

پیدا کیے گئے ہیں اور عالم مثال کے مقام کے لیے بنائے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے سیارے کو اپنے اسم "علم" کا مظہر بنایا ہے اور اس کے فلک کو صانع حکیم کی قدرت کی تجلی کا مرکز بنایا ہے۔ پس اس کے فرشتے ہر طرح کی شکلوں میں تخلیق کئے گئے ہیں۔ اس میں ایسی عجیب وغریب چیزیں ہیں جس کا خیال بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یہاں ہر محال یعنی مشکل آسان ہو جاتی ہے اور شاید یہاں پر جائز اور حلال ممنوع ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آسمان کی گردش کا دورانیہ پندرہ ہزار چھتیس سو سال اور ایک سو بیس دن بنایا ہے۔ اور اس کا سیارہ زہرہ ہر گھنٹے میں چھ سو اکتیس سال اور اٹھارہ دن اور آٹھ گھنٹے کا فاصلہ طے کرتا ہے۔ جبکہ اپنے فلک کو چوبیس گھنٹے میں طے کرتا ہے اور فلک کبیر کی تمام منازل کو تین سو چوبیس دنوں میں طے کرتا ہے۔

## تیسرے آسمان کے فرشتے

اس آسمان کے فرشتے ایک حاکم فرشتے جس کا نام "صورائیل" ہے، کے ماتحت ہیں۔ اور "صورائیل" اس آسمان کے سیارے زہرہ کی روحانیت ہے۔ اس آسمان کے فرشتے سارے عالم کو گھیرے ہوئے ہیں۔ بنی آدم میں سے جو انہیں پکارتا ہے اسے جواب دیتے ہیں۔ میں نے اس آسمان کے فرشتوں کو ایک دوسرے سے ملا ہوا دیکھا لیکن مختلف انواع میں۔ ان میں سے کچھ فرشتے ایسے ہیں جن کا کام سوئے ہوئے کو جگانا ہے۔ بعض اوقات اس سے مراد محض جگا دینا ہے اور بعض اوقات جیسے کسی کو کوئی عالم عقل سکھائے۔ اور ان میں سے کچھ ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بچوں کی تربیت اور انہیں معانی اور اقوال کی تعلیم کے لئے مقرر کیا ہوا ہے۔ بعض کا کام پریشان حال کو تسلی دینا اور غمگیں کو تفریح فراہم کرنا ہے۔ بعض خوف زدوں میں انس پیدا کرتے ہیں اور بعض توحید الٰہی کے متوالوں کی سمجھ میں اضافہ کرتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب لوگوں کے قلوب میں حب کی آگ روشن کرنے پر مقرر کیا ہے۔ اور ان میں بعض ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے محبوب کی صورت کو راسخ کرنے پر مقرر کیا ہے تاکہ وہ سچے عاشق کے دل سے غائب نہ ہو۔ اور ان میں بعض ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اہلِ وسیلہ کے مابین پیغام رسانی کے لئے مقرر کیا ہے۔

اجتمعتُ فی هذه السماء بیوسف علیہ السلام، فرأیتہ علی سریر من الأسرار، کاشفاً عن رموز الأنوار، عالماً بحقیقۃ ما انعقدت علیہ ادلّۃالأخبار، متحققاً بأمر المعانی، مجاوزاً عن قید الماء والأوانی، فسلّمتُ علیہ تحیۃ وافد إلیہ, فأجاب وحیّاً، ثم رحّب بی وبیّا، فقلت لہ: سیدی أسألک عن قولک: ﴿رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِن تَأْوِيلِ الأ حَادِيْثِ﴾(الیوسف١٠١) أي المملکتین تعنی؟ وعن تأویل أي الأحادیث تکنّی؟

فقال: أردتُ المملکۃ الرّحمانیۃ، المودعۃ فی النکتۃ الأنسانیۃ، وتأویل الأحادیث: الأ مانات الدائرۃ فی الأ لسنۃ الحیوانات۔

فقلت لہ: یا سید ي ألیس هذا المودع فی التلویح حللاً من البیان والتصریح؟

فقال: اعلم أن للحق تعالی أمانۃ فی العباد، یوصلها المتکلّمون بها إلی أهل الرشاد۔

قلت: کیف یکون للحق أمانۃ وهو أصل الوجود فی الظهوروالابانۃ؟

فقال: ذاک وصفہ، وهذا شأنہ، ذاک حکمہ وهذه عبارتہ، یجعلها الجاهل فی اللسان، ویحملها العالم فی السرّ والجنان، والکلّ فی حیرۃ عنہ، ولم یفز غیر العارف بشییء منہ۔

فقلت: وکیف ذاک؟

فقال: اعلم أیدّک الله وحماک۔ أنّ الحقّ تعالی جعل أسراره کدُرَر، إشارات، مودعۃ فی أسرار عبارات،

## تیسرے آسمان پر یوسفؑ سے ملاقات

اس آسمان پر میری ملاقات یوسف علیہ السلام سے ہوئی میں نے انہیں اسرار کے تخت پر جلوہ افروز دیکھا۔ وہ انوار کے رموز کا کشف رکھنے والے تھے۔ ان تمام حقائق کے جاننے والے تھے جن پر بیان اور دلائل نے پردے ڈال رکھے ہیں۔ وہ معانی کی اصل سے متحقق تھے۔ وہ پانی اور برتن کی قید سے آگے بڑھے ہوئے تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا اور اپنے عجز کا اظہار کیا- انہوں نے سلام کا جواب دیا، مجھے خوش آمدید کہا اور اپنے پاس جگہ دی۔

## تاویل الاحادیث

میں نے کہا یاسیدی میں آپؑ سے اس قول کے بارے پوچھنا چاہتا ہوں (میرے رب بے شک تو نے مجھے سلطنت دی اور مجھے باتوں کی تاویل (خوابوں کی تعبیر) کا علم سکھایا (یوسف 101)- اس میں کونسی مملکتیں مراد ہیں اور تاویل سے آپ کا اشارہ کونسی احادیث کی طرف ہے۔

تو انہوں نے فرمایا۔ میری مراد مملکتہ الرحمانیہ ہے جو انسان کے نکتہ کے اندر ودیعت کی گئی ہے- اور تاویل الاحادیث سے مراد وہ امانتیں ہیں جو حیوانات کی زبانوں کے اندر رکھی ہوئی ہیں- تو میں نے کہا یاسیدی یہ چھپی ہوئی امانتیں بیان کرنے سے کیسے واضح ہو جاتی ہیں- تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے اندر امانتیں رکھی ہوئی ہیں جو بولنے والے بول کر ہدایت یافتہ لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ اس پر میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی امانتوں سے کیا مراد ہے جب کہ وہ تو اصل الوجود ہے۔ ظاہر میں بھی اور غیب میں بھی- اس پر انہوں نے کہا وہ اس کی صفات ہیں اور یہ اس کی شان ہے۔ وہ اس کا حکم ہے اور یہ اس کی تعبیر۔ جاہل اس امانت کو اپنی زبان میں رکھتا ہے اور عالم اسے چھپا کر راز میں رکھتا ہے۔ سب اس سے حیرت زدہ ہیں۔ اور عارف کے علاوہ کوئی اس سے کوئی چیز حاصل نہیں کرتا۔ تو میں نے کہا یہ کیسے۔

فهى ملقاة فى الطريق، دائرة على ألسنة الفريق، يجهل العامّ اشارتها، ويعرف الخاصّ ما سكن عبارتها، فيؤوّلها على حسب المقتضى، ويوؤل إلى حيث المرتضى، وهل تأويل الأحلام إلا رشحة من هذا البحر، أوحصاة من جنادل هذا القفر۔ فعلمت ما أشار إليہ الصَّديَّق، ولم أكن قبلہ جاهلاً بهذا التحقيق، ثم تركتہ وانصرفت فى الرفيق الأعلى ونعم الرّفيق۔

وأما السماء الرابعة، فهى الجوهرالأفخر، ذات اللون الأزهر، سماء الشمس الأنور، وهو قطب الأفلاک۔

خلق الله تعالى هذه السماء من النور القلبى، وجعل الشمس فيها بمنزلة القلب للموجود، بہ عمارتہ ومنہ نضارتہ، منها تلتمس النجوم أنوارها وبها يعلو فى المراتب منارُها۔

جعل الله هذا الكوكب الشمسى فى هذا الفلک القلبى مظهر الألوهية، ومجلى المتنوّعات أوصافہ المقدسة النزيهة الزكية، فالشمس أصل لسائر المخلوقات العنصريّة، كما أنّ الا سم "الله" أصل لسائر المراتب العلية،

## راستوں میں پڑے بھید

تو اس پر انہوں نے کہا یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بھیدوں کو اشارات کے موتیوں کی طرح بنایا ہے۔ ان کو تعبیر کے اسرار کے اندر امانت کے طور پر رکھ دیا ہے۔ یہ راستے پر پڑی ہیں۔ لوگوں کی زبانوں کے دائرے کے اندر۔ عام آدمی اس اشارے سے تجاہل برتتا ہے اور خواص جانتے ہیں کہ ان عبارتوں میں کیا رکھا ہے۔ تو پھر وہ جیسے صورت حال تقاضا کرتی ہے اس کی تاویل کرتا ہے اور یوں وہ رضا کی طرف پلٹ کر آتا ہے۔ یہ خوابوں کی تعبیر تو اس سمندر میں سے چند قطروں کی طرح ہے یا پھر اس چٹیل میدان کی چٹانوں کے مقابلے میں محض چھوٹے کنکر ہیں۔ پس میں اس صدیق کے اشاروں کو جان گیا۔ میں پہلے بھی اس تحقیق سے لاعلم نہیں تھا۔ پھر میں ان سے الگ ہو گیا اور رفیق اعلیٰ کی طرف آ گیا۔ وہ کیا ہی اچھا رفیق ہے۔

## چوتھا آسمان

اور چوتھا آسمان انتہائی قیمتی موتیوں والا ہے۔ جس کا رنگ سفید چمکدار ہے۔ یہ سورج کا فلک یعنی قطب الافلاک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آسمان کو نور قلبی سے بنایا ہے۔

## شمس کا مقام

اور اس آسمان میں سورج کو ایسے بنایا ہے جیسے وجود کے اندر قلب۔ اسی سے موجودات کی تعمیر ہوتی ہے اور ان میں شادابی پیدا ہوتی ہے۔ اسی سے ستاروں کو روشنی کے مراتب میں بلندی ملتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس سیارے شمس کو اس قلب کے فلک میں الوہیت کا مظہر بنایا ہے اور اسے اپنے متنوع، مقدس، تنزیہی اوصاف کی تجلی کی جگہ بنایا۔ پس سورج تمام عنصری (مادی) مخلوقات کی اصل ہے۔ اسم "اللہ" تمام علوی مراتب کی اصل ہے۔

نزل إدريس عليه السلام هذا المقام النفيس، لعلمه بالحقيقة القلبية، فتميّز عن غيره فى الرّتبة الربيةّ، جعل الله هذه السماء مهبط الأنوار، ومعدن الأسرار.
ثم إنّ الملک الجليل المسمیّ "إسرافيل" هوالحاكم على ملائكة هذه السماء، وهی روحانية الشمس ذات السّناء، لا يُرفع فی الوجود خفض، ولا يحدث فيه بسط ولا قبض، إلاَّ بتصريف هذا الملک الذی جعله الله محتد هذا الفلک، وهو أعظم الملائكة هيبة، وأكبرهم وسعاً وأقواهم همة، له من سدرة المنتهی إلی ما تحت الثری، يتصرّف فی جميعها وّيتمكن من شريفها ووضيعها، منصته عند الكرسی، ومحتدة هذا الفلک الشمسی، وعالمه السمٰوات والأرض وما فيهما من عقل وحس.

ثم اعلم أنّ الله تعالی جعل الفلک الشمسی مسيره سبعه عشرألف سنة و تسع و عشرين سنة و ستين يوماً، فيقطع جميع الفلک فی مضّی اربع و عشرين ساعة معتدلة، و يقطع الفلک الكبير فی ثلاثمائة و خمسة و ستين يوماً و ربع يوم و ثلاث دقائق.

اعلم أنّ هذا المقام الذي فيه إدريس عليه السلام هو مقام من مقامت محمد ﷺ ألا تراه لما بلغ ليلة إسرائه إلی السماء الرابعة ارتقی عنه إلی ما فوقه، فبلوغه عليه الصلاة والسلام إلی المستوی الإدريسی شاهد تحقيقه فی المقامات العلية بالمرتبة المربوبية، وبجوازه عنه شاهد ما هوأعلی منه حتی برز منشور سعده بخلعة ﴿سُبْحَانَ الَّذِی أَسْرَیٰ بِعَبْدِهِ﴾ (الإسراء:١) فمقام العبودية هو المقام المحمود الرفيع وهو لواء الحمد الشامخ المنيع.

## مقام ادریسؑ

اس مقام نفیس پر حضرت ادریس علیہ السلام کا مقام ہے۔ کیونہ وہ قلبی حقائق کا علم رکھتے ہیں۔ انہوں نے رب کے مرتبے سے غیر کو متمیز کیا۔اللہ تعالیٰ نے اس آسمان کوانوار کے اترنے کی جگہ اوراسرار و رموز کامعدن بنایاہے۔

## اسرافیل اور چوتھا آسمان

ایک جلیل القدر فرشتہ جس کا نام اسرافیل ہے وہ اس آسمان کے فرشتوں کے حاکم ہیں- وہ اس عظیم روشن سیارے سورج کی روحانیت ہیں- اس وجود کی ترقی ، بسط اور قبض اس فرشتے کے تصرف سے ہوتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اس فلک کی اصل بنایاہے۔ وہ اپنی ہیبت کے اعتبار سے سب سے عظیم، اپنی وسعت کے اعتبار سے سب سے بڑے اور اپنی ہمت میں سب سے قوی فرشتے ہیں۔ان کا تصرف سدرۃ المنتہٰی سے تحت الثریٰ تک ہر چیز میں ہے اور ہر بڑے اور چھوٹے پر تمکنت رکھتے ہیں۔ وہ کرسی کے قریب ہی متمکن ہیں۔اور اس فرشتے کی اصل یہی فلک شمسی ہے-اس کا عالم زمین اور آسمان اور جو کچھ ان کو اندر عقل و حس میں ہے سب کچھ ہے۔

پھر یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے شمس کے فلک کی گردش کادورانیہ سترہ ہزار انیتس سال اور ساٹھ دن بنایاہے اور یہ اس سارے فلک کو چوبیس گھنٹوں میں معتدل طریقے سے طے کرتاہے۔ جبکہ فلک کبیر کو تین سو پینسٹھ دنوں چھ گھنٹوں اور تین منٹوں میں طے کرتاہے۔

## مقام ادریس اور مقام محمدی

یہ جان رکھو کہ یہ مقام جس میں ادریس علیہ السلام ہیں یہ مقام محمدی کے مقامات میں سے ایک مقام ہے- تم دیکھتے نہیں کہ جب آپ اسراء کی رات چوتھے آسمان پر پہنچے تو پھر وہ اس سے اوپر بلند ہوئے۔ پھر آپ علیہ الصلوۃ والسلام مقام ادریس تک پہنچے اور ان کے مرتبہ ربوبیت میں اعلیٰ مقامات پر ہونے کا مشاہدہ کیا۔ پھر آگے بڑھتے ہوئے اس مقام کو دیکھا جو اس سے اوپر تھا حتیٰ کہ آپؐ کی سعادت کا بیان

واعلم أن الله تعالى جعل الوجود بأسره مرموزاً فى قرص الشمس، تبرزه القوى الطبيعيّة فى الوجود شيئاً فشيئاً بأمر الله تعالى.

فالشمس نقطة الأسرار ودائرة الأنوار، أكثر الأنبياء أهل التمكين فى دائرة هذا الفلك المكين، مثل عيسى وسليمان وداود وإدريس وجرجيس وغيرهم ممن يكثر عدده ويطول أمده، كلهم نازلون فى هذا المنزل الجلّيى، وقاطنون فى هذا المقام العلىّ، والله يقول الحقّ وهو يهدي السبيل إلى الصراط السوي.

وأما السماء الخامسة، فإنها سماء الكوكب المسمى بهرام، وهو مظهر العظمةالإلٰهية والانتقام، نزل به يحيى عليه السلام لمشاهدته العظمة والجبروت وملاحظته العزّة والملكوت، ولهذا لم يهمّ بزلةّ ، وما منهم إلاّ من همّ أو جاء بخلة.

سماؤه مخلوقة من نور الوهم، ولونها أحمر كالدّم، وملائكة هذه لسماء خلقهم الله تعالى مرائى للكمال ومظاهر للجلال، بهم عُبدالله فى هذا الوجود، وبهم دان أهل التقليد للحّق بالسجود، جعل الله عبادة هذه الملائكة تقريب البعيد وإيجاد الفقيد؛

اس قرانی خلعت (سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ)(الاسراء۔1) سے ہوا۔ کیونکہ مقام عبودیت ایک محمود اور رفیع مقام ہے۔ یہ حمد الٰہی کا بلند اور محفوظ جھنڈا ہے۔

## اکثر انبیاء کا سورج کے فلک میں مکین ہونا

یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے وجود کو مجموعی طور پر سورج کی ٹکیہ میں بند کیا ہوا بنایا ہے۔ جس کا ابراز اللہ تعالیٰ کے امر سے قوائے طبعیہ کی تحت مختلف چیزوں کی صورت میں آہستہ آہستہ ہوتا رہتا ہے۔ شمس نقطۂ اسرار ہے اور انوار کا مرکز ہے۔ اکثر انبیاء اس مکین فلک کے دائرے میں متمکن ہیں۔ مثلاً عیسیٰؑ، سلیمانؑ، داؤدؑ، ادریسؑ اور جرجیسؑ وغیرہ اس روشن منزل میں نازل اور اس بلند مقام کے مکین ہیں۔ اللہ تعالیٰ حق بات کہتا ہے اور سیدھے رستے پر ہدایت کرتا ہے۔

## پانچواں آسمان

پانچواں آسمان سیارے بہرام (مریخ) کا آسمان ہے یہ عظمت و انتقام الٰہی کا مظہر ہے۔

## حضرت یحییٰ

یہاں پر حضرت یحیٰؑ کا نزول ہے۔ کیونکہ انہیں عظمت اور جبروت کا مشاہدہ حاصل ہے۔ انہیں عزت اور ملکوت کا ملاحظہ بھی حاصل ہے اس لئے وہ کبھی بھی ٹھوکر نہیں کھاتے۔ اس آسمان والے سب ہمت والے اور دوستی والے ہیں۔

## پانچویں آسمان کی تخلیق اور اس کے فرشتے

اس آسمان کی تخلیق قوت وہمیہ سے ہے اور اس کا رنگ خون کی طرح سُرخ ہے۔ اس آسمان کے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے کمال کے ظہور اور جلال کے مظہر کے طور پر تخلیق کیا ہے۔ انہی کی وجہ سے اس وجود میں اللہ تعالیٰ کی بندگی کی گئی ہے اور انہی کی وجہ سے اہل تقلید حق تعالیٰ کے لئے سجدے میں

فمنهم من عبادتہ تأسيس قواعد الإيمان فى القلب والجنان، ومنهم من عبادتہ طرد الكفار عن عالم الأسرار؛ ومنهم من عبادتہ شفاء المريض وجبر الكسر المهيص، ومنهم من خلق لقبض الأرواح فيقبض بإذن الحاكم ولا جُناح۔

وحاكم هذه السماء الأثيل هو الملک المسمّى "عزرائيل" ، وهو روحانيۃ المرّيخ، صاحب الانتقام والتوبيخ، جعل الله تعالى محتد هذا الملک هذه السماء، ومنصّتہ عند القلم الأعلى، لا ينزل ملک إلى الأرض للانتقام ولالقبض الأرواح ولا لنثرانتظام، إلا بأمر هذا الملک الذى هو روحانيۃ بهرام۔

واعلم أنّ الله تعالى جعل دورهذه السماء مسيرة تسعہ عشرة ألف سنۃ وثمانمائۃ سنۃ وثلاث وثلاثين سنۃ ومائۃ وعشرين يوماً، يقطع هذا الكوكب منها فى كل ساعہ معتدلۃ مسيرة ثمانمائۃ سنۃ وست وعشرين سنۃ ومائۃ وأربعين يوماً، فيقطع جميع الفلک فى مضى أربع وعشرين ساعۃ، ويقطع الفلک الكبير فى مضى خمسمائۃ وأربعين يوماً بالتقريب، وروحانيتہ هى الممّدة لأرباب السيوف والا نتقام، وهى الموكلّۃ بنصر من أراد الله نصره من أہل الزّحام۔

وأما السماء السادسۃ، فمحتدها من نور الهمّۃ، وهى جوهر شفاف روحانى أزرق اللون، وكوكبها مظهر القيوميّۃ، ومنظر الديموميّۃ، ذو النور الممدّ المضى، المسمّى بالمشترى۔

گرے۔ان فرشتوں کی عبادت دور کو قریب لانا، گم شدہ کو موجود کرنا ہے، کچھ کی عبادت لوگوں کے دلوں میں ایمان کی بنیادوں کی تعمیر کرنا ہے۔ کچھ کی عبادت الٰہی اسرار و رموز کے عالم سے کفار کو بھگا دینا ہے۔ان کی عبادت میں سے ہے کہ وہ کسی مریض کو شفا بخشیں اور کسی کو مجبور اور کمزور کریں۔ان میں سے بعض فرشتے ارواح کو قبض کرنے کے لئے تخلیق کئے گئے ہیں اور وہ حاکم کے اذن سے یہ کام کرتے ہیں۔

## فرشتہ الاثیل

اس آسمان کے حاکم فرشتے کا نام الاثیل ہے جسے عزرائیل کے نام سے پکارتے ہیں۔ یہ فرشتہ مریخ کی روحانیت ہے۔ یہ صاحب انتقام اور زجر و توبیخ ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کی اصل اسی آسمان سے بنائی ہے۔اس کا تخت قلم اعلیٰ کے پاس ہے۔ کوئی فرشتہ زمین پر انتقام کے لئے یا روح قبض کرنے کے لئے یا کسی انتظامی امور کے لئے نہیں اترتا مگر اس فرشتے کے امر سے جو کہ مریخ کی روحانیت ہے۔

اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس آسمان کی گردش کا دورانیہ انیس ہزار آٹھ سو تینتیس سال اور ایک سو بیس دن مقرر کیا ہے۔ اس کا سیارہ مریخ یہ فاصلہ اعتدال کے ساتھ آٹھ سو چھبیس سال اور ایک سو چالیس دن فی گھنٹہ کی رفتار سے طے کرتا ہے۔یوں وہ اس تمام فلک کو چوبیس گھنٹے میں طے کرتا ہے۔ جبکہ فلک کبیر کو تقریباً پانچ سو چالیس دن میں طے کرتا ہے۔ اس سیارے کی روحانیت ارباب سیف اور انتقام تک پہنچتی ہے اور یہ سیارہ ہر اس مشکل میں پڑے ہوئے کی مدد کرتا ہے جس کی مدد کا ارادہ اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔

## چھٹا آسمان

اور پھر چھٹے آسمان کی اصل نور الہمتہ ہے۔ یہ ایک شفاف، روحانی، نیلے رنگ کا موتی ہے-اس کا سیارہ قیومیت کا مظہر اور ہیشگی کا منظر ہے-وہ وسیع نور والا اور روشن ہے جسے مشتری کہتے ہیں۔

رأيت موسى عليہ السلام متمكناً فى هذا المقام، واضعاً قدمہ على سطح هذه السماء، قابضاً بيمينہ ساق سدرة المنتهى، سكران من خمر تجلى الربوبيۃ، حيران من عزّه الألوهيۃ، قد انطبعت فى مرآة علمہ أشكال الأكوان، وتجلّت فى إنيّتہ ربوبيۃ الملک الديّان، يهول منظره الناظر، ويُزعج أمره الوارد والصادر، فوقفت متأدّباًبين يديہ، وسلّمت بتحقيق مرتبتہ عليہ، فرفع رأسہ من سكرة الأزل، ورحّب بى ثم أهَّل۔

فقلت لہ: يا سيدي قد أخبر الناطق بالصواب، الصادق فى الخطاب، أنہ قد برزتْ لک خلعۃ "لن ترانى" من ذلک الجناب، وحالتک هذه غير حالۃ أهل الحجاب، فأخبرنى بحقيقۃ هذا الأمر العجاب۔

فقال: اعلم أننى لما خرجت من مصر أرضى إلى حقيقۃ فرضى، ونوديت من طور قلبى بلسان ربى، من جانب شجرة الأحديۃ، فى الوادى المقدّس بأنوار الأزليۃ ﴿إِنَّنِيى أَنَا اللهُ لَا إِلٰـہَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِيى﴾(طٰہ١٤) فلما عبدتہ كما أمر فى الأ شياء، وأثنيت عليہ بما يستحقہ من الصفات والأسماء، تجلّت أنوارالربوبيۃ لى فأخذنى عنى، فطلبت البقاء فى مقام اللقاء، ومحال أن يثبت المحدث لظهور القديم، فنادى لسان سرّي مترجماً عن ذلک الأمر العظيم، فقلت: ﴿رَبِّ أَرِنِى أَنْظُرْ إِلَيْکَ﴾(الاعراف١٤٣) فأدخل بأنيّتى فى حضرة القدس عليک، فسمعتُ الجواب من ذلک الجناب ﴿لَنْ تَرَانِيى وَلَـٰكِنِ انْظُرْ إِلَى الْجَبلِ﴾

## موسیٰؑ اور چھٹا آسمان

میں نے اس مقام پر موسیٰ علیہ السلام کو براجمان دیکھا۔ اس آسمان کی سطح پر اپنے قدم رکھے ہوئے اور اپنے دائیں ہاتھ سے سدرۃ المنتہیٰ کی ساق کو پکڑے ہوئے۔ تجلی ربوبیت کے نشے سے سکر میں ڈوبے ہوئے اور الوہیت کے مرتبہ عزت میں حیران۔ ان کے علم کے آئینے سے اکوان کی شکلیں منعکس ہوئیں اور ان کی انیت میں بہت بخشنے والے بادشاہ کی ربوبیت کی تجلی ظاہر ہوئی۔ دیکھنے والے کے لئے یہ منظر خوف پیدا کرتا تھا اور ہر آنے اور جانے والے کے لئے یہ امر بے چینی پیدا کرتا تھا۔ میں ان کے سامنے باادب ہو کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے ان کے اس رتبے کو سمجھتے ہوئے انہیں سلام کیا۔ آپ نے ازلی سکر سے اپنا سر اٹھایا، مجھے مرحبا کہا اور قریب کیا۔

## لن ترانی

میں نے کہا یا سیدی صحیح بات کرنے والے نے، سچ بولنے والے نے یہ خبر دی ہے کہ آپ کو اس جناب سے "لن ترانی" (تو مجھے نہیں دیکھ سکتا) کی خلعت عطا کی گئی ہے۔ لیکن آپ کی یہ حالت تو اس حجاب والی حالت سے مختلف ہے۔ آپ مجھے اس عجیب امر کی حقیقت کے بارے میں کچھ بتائیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ میں جب زمینِ مصر سے نکل کر اصل حقیقت کی طرف آیا تو میرے قلب کے طور سے، میرے رب کی زبان سے، انوار ازلی سے تقدس میں ڈوبی ہوئی، مقدس وادی کے احدیت کے شجر سے، مجھے آواز آئی۔ (بے شک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر) (طہ۔14) جب میں نے اس کی عبادت کی جیسا کہ اس کا امر ہر شے میں ہے اور اس کی ثناء بیان کی جیسا کہ وہ ذات اسماء وصفات کے ساتھ اس کی مستحق ہے تو مجھ پر انوار الٰہیہ کی برسات ہوئی، جس نے مجھ سے مجھ کو چھین لیا۔ پس میں نے مقام لقاء (ملاقات) میں بقاء طلب کی۔ اور یہ محال (ناممکن) ہے کہ قدیم (واجب الوجود) کے ظہور کے وقت کوئی محدث (ممکن الوجود) ثابت رہے۔ تو میں نے خفیہ آواز سے اس عظیم حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے پکارا۔ میں نے کہا (اے میرے رب مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں) (اعراف۔143) کہ میں تیری انیّت کے ساتھ تیرے حضرۃ القدس میں

وهی ذاتک المخلوقة من نوري فی الأزل، ﴿فَإِنِ اسْتَقَرَّمَكَانَهُ﴾ بعد أن أظهر القديم سلطانه ﴿فَسَوْفَ تَرَانِی، فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ﴾ وجذبتنی حقيقة الأزل، وظهر القديم على المحدث ﴿جَعَلَهُ دَكًّا﴾(الاعراف١٤٣) فخرّموسی لذلک صعقاً، فلم يبق فی القديم إلاّ القديم، ولم يتجلّ بالعظمة إلاّ العظيم، هذا على أن استيفاءه غير ممكن وحصره غير جائز، فلا تدرک ماهيّته ولا تُرى، ولايُعلم كنهه ولا يُدري، فلمّا اطَّلع ترجمان الأزل على هذا الخطاب، أخبركم به من أمّ الكتاب، فترجم بالحقّ والصواب، ثم تركته وانصرفت ، وقد اغترفت من بحره ما اغترفت.

واعلم أن الله تعالى جعل دور فلک هذه السماء مسيرة اثنين وعشرين ألف سنة وست وستين سنة وثمانية أشهر، فيقطع كوكبها وهو المشتري فيها فی كل ساعة مسيرة تسعمائة سنة وتسع عشرة سنة وخمسة أشهر وسبعة وعشرين يوماً ونصف يوم، فيقطع جميع الفلک فی مضیّ أربع وعشرين ساعة، ويقطع جميع الفلک الكبير فی مضیّ اثنتی عشرة سنة، يقطع كل سنة برجاً من الفلک الكبير.

وخلق الله تعالى هذه السماء من نور الهمّة، وجعل ميكائيل موكلاً بملائكتها، وهم ملائكة الرّحمة، جعلهم الله معارج الأنبياء، ومراقی الأولياء، خلقهم الله تعالى لإيصال الرقائق إلى من اقتضتها له الحقائق، دأبهم رفع الوضيع، وتسهيل الصعب المنيع،

داخل ہو سکوں۔ تو میں نے جناب الٰہی سے جواب سنا۔ (تو مجھے ہر گز نہ دیکھ سکے گا اس پہاڑ کی طرف دیکھ)۔ وہ پہاڑ تیری ذات ہے جو ازل میں میرے نور سے تخلیق کی گئی ہے۔ (یہ اگر اپنی جگہ ٹھہرا رہا) ذات قدیم کے اپنی طاقت کے ظہور کے بعد تو تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا۔ پھر جب اس نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا تو ازلی حقیقت نے مجھے جذب کر لیا اور محدث پر ذات قدیم کا غلبہ ظاہر ہوا۔ (اسے پاش پاش کر دیا) (الاعراف۔ 193) (اور موسیٰ گر کر بے ہوش ہو گیا)۔ قدیم میں کچھ باقی نہیں رہتا سوائے قدیم کے اور عظمت کی تجلی میں صرف العظیم ہی متجلی ہوتا ہے۔

یہ ہے وہ بات جس کو پورا بیان کرنا ناممکن ہے اور اس کا کا احاطہ کرنا جائز نہیں۔ نہ تو اس کی ماہیت تجھے سمجھ آتی ہے اور نہ ہی تو اس کو دیکھ سکتا ہے۔ نہ تو اس کنہ کا علم ہوتا ہے اور نہ اس کا ادراک کیا جا سکتا ہے۔ اگر ترجمان ازل نے اس بات کی اطلاع دی تو وہ تمہیں ام الکتاب سے دے گا اور تو حق اور سچ کو جان جائے گا۔ پھر میں اس آسمان سے نکل آیا اور آگے چل پڑا۔ میں نے اس آسمان کے بحر سے جو پینا تھا پی لیا۔

اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس آسمان کے فلک کی گردش کا دورانیہ بائیس ہزار چھیاسٹھ سال اور آٹھ مہینے بنایا ہے۔ اور اس کا سیارہ مشتری ہر گھنٹے میں نو سو انیس سال پانچ مہینے ستائیس دن اور آدھے دن میں طے کرتا ہے۔ وہ اس پورے فلک کو چوبیس گھنٹے میں طے کرتا ہے جبکہ فلک کبیر کو بارہ سال میں طے کرتا ہے۔ یوں سال بھر میں برج کبیر کا ایک فلک طے کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آسمان کو نور ہمت سے تخلیق کیا ہے۔

## میکائیل اور چھٹا آسمان

میکائیلؑ کو اس آسمان کے تمام ملائکہ کا سردار بنایا ہے۔ یہ سب رحمت کے فرشتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں انبیاء کے لئے سیڑھیاں اور اولیاء کے لئے ارتقاء کا ذریعہ بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان لوگوں کے لئے جن میں حقائق کو جاننے کی اقتضاء ہے خاص روحانی رموز کے پہنچانے والے بنایا ہے۔ کمزور کو بلند کرنا ان فرشتوں کے امور عادیہ میں سے ہے۔ ایسی ہی وہ مشکل میں مبتلا کے لیے آسانی پیدا کرتے

يجولون فى الأرض، بسبب رفع أهلها من ظلمة الخفض، فهم أهل البسط بين الملائكه والقبض، وهم الموكّلون بإيصال الأرزاق، إلى المرزوقين على قدر الوفاق، جعلهم الله تعالى من أهل البسط والحظوة، فهم بين الملائكة مجابُو الدعّوة، لا يدعون لأ حد بشىء ألاَّ أجيب،ولا يمرّون بذي عاهة إلاَّ وُيبرأ ويطيب، إليهم أشار عليه الصلاة والسلام فى قوله: (فمن وافق تأمينه تأمين الملائكة أجيبت دعوته وحصلت بغيته) فما كلّ ملك يجاب دعاه، ولا كل حامد يستطاب ثناه.

ثم إنى رأئت ملائكة هذه السماء مخلوقة على سائر أنواع الحيوانات، فمنهم من خلقه الله تعالى على هيئة الطائر وله أجنحة لا تنحصر للحا صر، وعبادة هذا النوع خدمة الأسرار ورفعها من حضيض الظلمة إلى عالم الأنوار.

ومنهم من خلقه الله تعالى على هيئة الخيول المسّومة، وعبادة هذه الطائفة المكرّمة، رفع القلوب، من سجن الشهادة إلى فضاءالغيوب.

ومنهم من خلقه الله تعالى على هيئة النجائب، وفى صورة الرّكائب، وعبادة هذا النوع رفع النفوس إلى عالم المعاني من المحسوس.

ومنهم مَنْ خلقه الله تعالى على هيئة البغال والحمير، عبادة هذا النوع رفع الحقير وجبر الكسير، والعبور من القليل إلى الكثير.

ومنهم من خلقه الله تعالى على صورة الإنسان، وعبادة هؤلاء حفظ قواعد الأديان.

ومنهم من خلقه الله تعالى على صفة بسائط الجواهر والأعراض، وعبادة هؤلاء إيصال الصحة إلى الأجسام المراض.

ومنهم من خلقه الله تعالى على أنواع الحبوب والمياه وسائر المأكولات والمشروبات، وعبادة هؤلاء إيصال الأرزاق إلى مر زوقها من سائر

ہیں۔ وہ زمین میں پھرتے رہتے ہیں تاکہ لوگوں کو تنگیوں اور ظلمت سے نکالیں۔ یہ فرشتوں میں قبض کے برعکس بسط والے فرشتے ہیں۔ان کی ڈیوٹیوں میں ایک ڈیوٹی اہل توفیق کے پاس ان کا رزق پہنچانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں صاحب کشادگی اور خوش قسمتی بنایا ہے۔ان کا شمار دعائیں قبول کرنے والے فرشتوں میں سے ہوتا ہے۔ یہ جب کسی کے لئے کوئی چیز بارگاہ الٰہی سے طلب کرتے ہیں تو ان کا ایسا پکارنا مستجاب ہوتا ہے۔جب وہ کسی معذور کے پاس سے گذرتے ہیں تو وہ اس معذوری سے نجات پاکر خوش ہو جاتا ہے۔ انہی کی طرف آپؐ نے اشارہ کیا ہے اپنے اس قول میں "جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی تو اس کی دعا قبول ہوئی اور خواہش پوری ہو گئی"۔ لیکن ہر فرشتے کی دعا پوری نہیں ہوتی اور نہ ہی ہر حمد کرنے والی کی کوشش درجہ قبولیت پر پہنچتی ہے۔

## فرشتوں کی عبادت

پھر میں نے اس آسمان پر فرشتوں کو مختلف قسموں کے حیوانات کی شکلوں میں تخلیق کیا ہوا دیکھا۔ ان میں سے کچھ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے پرندوں کی شکل میں بنایا ہے۔ جن کے پر ہیں جو گننے والا گن نہیں سکتا۔ اس نوع کے فرشتوں کی عبادت اسرار کے حوالے سے خدمت کرنا ہے۔اور ظلمت کے نچلے درجوں سے لوگوں کو عالم انوار کی طرف لے کر آنا ہے۔ان میں کچھ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے نشان زدہ گھوڑوں کی شکل میں پیدا کیا ہے - اس مکرم گروہ کی عبادت دلوں کو شہادت (ظاہر) کی قید سے غیب کی فضا میں لے آنا ہے۔ان میں سے کچھ کو اللہ تعالیٰ نے سواریوں کی شکل میں تخلیق کیا ہے اور اس نوع کی عبادت نفسوں کو عالم محسوس سے عالم معنی کی طرف لے کر جانا ہے۔اور کچھ کو خچر اور گدھے کی شکل میں تخلیق کیا ہے اور اس نوع کی عبادت حقیر کو بلند رتبہ کرنا، کسر مند کو اچھا کرنا اور قلت کو کثرت کی طرف لے جانا ہے۔اور ان میں سے کچھ ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے انسان کی صورت پر تخلیق کیا ہے اور ان کی عبادت دین کی بنیادوں کی حفاظت کرنا ہے۔

ان میں سے کچھ فرشتوں کو اناج، پانی اور دوسری کھانے کی چیزوں کی شکل میں تخلیق کیا ہے، ان کی عبادت ساری مخلوق کو رزق کا پہنچانا ہے۔ پھر میں نے اس آسمان میں کچھ فرشتوں کو اختلاط مزاج کے

المخلوقات.

ثم إنى رأيت فى هذه السماء ملائكة مخلوقة بحكم الاختلاط مزجاً، فالنصف من نار والنصف من ماء عقد ثلجاً، فلا الماء يفعل فى إطفاء النار، ولا النار تغير الماء عن ذلك القرار.

واعلم أن ميكائيل عليه السلام هو روحانية كوكب هذه السماء، وهو الحاكم على سائر الملائكة المقيمين فى هذا الفلك، جعل الله محتده هذه السماء ومنصته عن يمين سدرة المنتهى.

سألته عن البراق المحمّدي هل كان مخلوقاً من هذا المحتد العلى؟ فقال: لا، لأنّ محمداً ﷺ لم تتكاثف عليه الستور، فلم ينزل سرّه عن سماء النور، وذلك محتد العقل الأول ومنشأالروح الأفضل، فبراقه من فلك هذا المقام المكين، وترجمانه جبريل وهو الروح الأمين؛ وأما من سواه من الأنبياء وسائر الكمل من الأولياء، فإن مراكبهم فى السفر الأعلى على نجائب هذه السماء، فيصعدون عليها من حضيض أرض الطبائع، حتى يجاوزوا الفلك السابع، ثم ليس لهم مركب إلا الصفات، ولا ترجما ن إلا الذات.

وأما السماء السابعة، فسماء زحل المكرّم، وجوهرها شفاف أسود كالليل المظلم، خلقها الله من نور العقل الأول، وجعلها المنزل الأفضل، فتلوّنت بالسواد إشارة إلى سوادها والبعاد، فلهذا لا يعرف العقل الأوّل إلاّ كل عالم أكمل.

هذا هو سماء كيوان المحيط بجميع عالم الأكوان، أفضل السمٰوات وأعلى المكانات، جميع الكواكب الثابته فى موكبه، سائرة سيراً خفيّاً فى كوكبه،

ساتھ تخلیق ہوا دیکھا۔ جن کا نصف آگ سے اور نصف برف کی طرح جمے ہوئے پانی سے تھا۔ نہ پانی آگ کو بجھاتا تھا اور نہ آگ پانی کے اندر کوئی تغیر پیدا کرتی تھی۔ اور ان میں کچھ ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بسیط جواہر اور عرضوں کی صفتوں پر تخلیق کیا ہے اور ان کی عبادت مریضوں کے جسموں کو صحت پہچانا ہے۔

## محمدی براق

یہ جان رکھو کہ میکائیلؑ اس آسمان کے سیارے کی روحانیت ہیں اور اس فلک پر مقیم تمام فرشتوں کے حاکم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا ٹھکانہ اس آسمان کو بنایا ہے اور ان کے ظہور کا مقام سدرۃ المنتہیٰ کے دائیں جانب ہے۔ میں نے ان سے محمدی براق کے بارے میں پوچھا کیا اسکی تخلیق بھی اس اعلیٰ مقام سے ہے تو اس نے کہا نہیں۔ اسلیئے کہ محمدؐ کیلئے کثیف سواری مناسب نہیں۔ ان کا بھید نور کے آسمان سے نیچے نہیں اُترتا ہے اور نور کا آسمان عقل اول کا ٹھکانا ہے - اور یہ روح افضل کی نشو کا مقام ہے۔ ان کا براق اس اعلیٰ مقام سے ہے اور ان کے ترجمان حضرت جبرائیلؑ ہیں جو روح الامین ہیں — آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علاوہ سارے انبیاء اور سارے اولیاء کاملین کی سفر اعلیٰ کی سواری اسی چھٹے آسمان سے ہے۔ جس سے وہ طبیعی زمین کی تنگیوں سے اوپر کی طرف چڑھتے ہیں۔ حتیٰ کہ ساتویں آسمان تک۔ پھر ان کیلئے کوئی سواری نہیں ہوتی مگر صفات الٰہی اور کوئی ترجمان نہیں مگر ذاتِ الٰہی۔

## ساتواں آسمان

اور ساتواں آسمان زحل مکرم کا آسمان ہے اور اس کا جوہر شفاف اور کالا ہے، جیسے اندھیری رات - اللہ تعالیٰ نے اسے عقل اول کے نور سے تخلیق کیا ہے اور اس کو ایک بزرگی والی منزل بنایا ہے۔ تو پھر اسے کالے رنگ سے رنگا جو اس میں رازداری اور دوری، دونوں کی طرف اشارہ ہے۔ اس لئے عقل اول نہیں جانی جاتی سوائے یہ کہ یہ ایک مکمل عالم ہے۔ یہ زحل سیارے کا آسمان ہے جو تمام کائنات پر محیط ہے۔ جو تمام آسمانوں سے افضل اور تمام مکانوں سے اعلیٰ ہے۔ تمام معلوم سیارے اس کے پیرو ہیں

دورة فلكہ مسيرة أربعۃ وعشرين ألف سنۃ وخمسمائۃ عام، يقطع كوكبہ فيى كلّ ساعۃ معتد لۃ مسيرة ألف سنۃ وعشرين سنۃ وعشرة أشهر، ويقطع الفلک الکبير فی مدة ثلاثين سنۃ۔

وجميع الكواكب الثابتۃ التی فيها، لكلّ منها سير خفیّ مهين لا يكاد يبين، منها ما يقطع كلّ برج من الفلک فی ثلاثين ألف سنۃ ، ومنها ما يقطع بأكثر وأقل، ولأجل دقتها وكثرتها لا تعرف، وليس لها أسماء عند الحساب۔

ولكن أهل الكشف يعرفون اسم كلّ نجم ويخاطبونہ باسمہ ويسألونہ عن سيره، فيجيبهم ويخبرهم بما يقتضيہ فی فلكہ۔

ثم إنّ هذه السّماء أوّل سماء خلقها الله تعالى محيطۃ بعالم الأكوان، وخلق السمٰوات التي تحتها بعدها، فهو نور العقل الأول الذي هو أول مخلوقات الله فی عالم المحدثات۔

رأيت إبراهيم عليہ السلام قائماً فی هذه السّماء، ولہ منصّۃ يجلس عليها عن يمين العرش من فوق الكرسی، وهو يتلو آيۃ ﴿اَلْحمَدُ الله الَّذِي وَهَبَ لی عَلَی الْكِبَرِ إِسْمَاعِيْلَ وَإِسْحَاقَ﴾ الآيۃ (ابراهيم٣٩)۔

## [ الملائكۃ المقرّبون والفلک المكوكب والفلک الأطلس وسدرة المنتهی والكروبيون]

واعلم أنّ ملائكۃ هذه السماء كلّهم مقرّبون، ولكلّ من المقرّبين منزلۃ على قدر وظيفتہ التی أقامہ الله فيها، وليس فوقہ إلاالفلک الأ طلس، وهوالفلک الكبير، سطحہ هوالكرسی الأعلى، وبينهما أعنی الفلک الأطلس والفلک المكوكب ثلاثۃ أفلاک وهميّۃ حُكميۃ لا وجود لها إلا

اور وہ سارے خُفیہ طور پر اس کے اندر سیر کرتے ہیں۔ اس کے فلک کی گردش کا دورانیہ چوبیس ہزار پانچ سو سال ہے اور اس کا سیارہ ہر گھنٹے میں اعتدال کے ساتھ ایک ہزار بیس سال اور دس مہینے کا سفر کرتا ہے۔ اور فلکِ کبیر کو تیس سال میں طے کرتا ہے۔ سارے معلوم سیارے جو اس آسمان میں ہیں ان میں سے ہر ایک کی ایک مخفی اور مدہم سیر ہے جو دیکھی نہیں جاسکتی۔ ان میں سے کوئی تو ایسا ہے جو فلک کے تمام برجوں کو تیس ہزار سال میں طے کرتا ہے اور کچھ اس سے زیادہ اور کچھ اس سے کم وقت میں - دقت اور کثرت کی وجہ سے اس کی تفصیل نہیں جانی جاسکتی۔ اور نہ ہی ان کے ناموں کو حساب میں لایا جاسکتا ہے۔ لیکن اہل کشف ان سب ستاروں کے نام جانتے ہیں اور ان کو ان کے ناموں سے پکارتے ہیں۔ اور ان سے ان کی گردش کے بارے میں پوچھتے ہیں تو وہ اُن کو جواب دیتے ہیں اور اس بات کی خبر دیتے ہیں جو ان سے ان کا فلک کا تقاضا کرتا ہے۔

## مقام ابراہیم

یہ ساتواں وہ اونچا آسمان ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات پر محیط بنایا ہے۔ اور جو آسمان اس کے نیچے ہیں انہیں بعد میں بنایا- یوں یہ عقل اول کا نور ہے جو عالم محدثات میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے پہلی مخلوق ہے۔ میں نے ابراہیم علیہ السلام کا مقام اس آسمان پر دیکھا اور ان کے ظہور کا مقام کرسی سے اوپر عرش کے دائیں جانب ہے اور وہ یہ تلاوت کرتے ہیں۔ (اس ذات کیلئے تمام تعریفیں ہیں جس نے مجھے بڑی عمر میں اسماعیل اور اسحٰق عطا کئے)۔

## مقرب فرشتے اور ستاروں والا فلک، فلک اطلس اور سدرۃ المنتہیٰ اور کروبیان

اور جان رکھو کہ اس آسمان کے فرشتے مقرب ہیں اور ہر مقرب فرشتے کا جس منصب پر وہ قائم ہے اس منصب کے حساب سے مرتبہ ہے۔ فلک مکوکب (ستاروں والے آسمان) کے اوپر فلک اطلس ہے جسے فلک کبیر بھی کہتے ہیں۔ اس کی چھت کرسی اعلیٰ ہے - جبکہ فلک اطلس اور فلک مکوکب کے درمیان تین افلاک ہیں جو وہمیہ کے حکم پر ہیں جن کا کوئی وجود نہیں مگر اسی حکم پر بغیر عینی وجود کے۔ ان میں

فی الحکم دون العین۔

الفلک الأول منھا، وھو الفلک الأعلٰی علی فلک الھیولی، الفلک الثانی فلک الھباء۔ الفلک الثالث: فلک العناصر، وھو آخر ھم مما یلی الفلک المکوکب ۔

وقال بعض الحکماء: ثم فلک رابع، وھو فلک الطبائع۔

واعلم أنّ الفلک الأطلس ھو عرصۃ سدرۃ المنتھی، وھی تحت الکرسی وقد سبق بیان الکرسی، ویسکن سدرۃ المنتھی الملائکۃ الکروبیون، رأیتھم علی ھیئات مخلتلفۃ لا یُحصی عددھم إلااللہ، قد انطبقت أنوار التجلیات علیھم حتی لا یکاد أحد منھم یحرک جفن طرفہ، فمنھم من وقع علی وجھہ، ومنھم من جثا علی رکبتیہ وھو الأکمل، ومنھم من سقط علی جنبہ، ومنھم من جمد فی قیامہ وھو أقوی، ومنھم من دھش فی ھویتہ، ومنھم من خطف فی إنیتہ۔

ورأیت منھم مائۃ ملک مقدّمین علی ھؤلاء جمییعھم، بأید یھم أعمدۃ من النور مکتوب علی کل عمود اسم من أسماء اللہ الحسنی، یرھبون بھا من دونھم من الکروبیین، ومن بلغ مرتبتھم من أھل اللہ تعالی۔

ثم رأیت سبعۃ من جملۃ ھذہ المائۃ متقدمۃ علیھم یُسمّون قائمۃ الکروبیین، ورأیت ثلاثہ مقدّمین علی ھؤلأ السبعۃ یُسمّون بأھل المراتب والتمکین، ورایت واحداً مقدّماًعلی جمیعھم یسمّی "عبداللہ"،

وکل ھؤلاء عالون ممّن لم یؤمروا بالسجود لآدم، ومن فوقھم کذلک المسمّی بالنون والملک المسمّی بالقلم وأمثالھما أیضاً عالون، وبقیّۃ ملائکۃ القرب دونھم، وتحتھم مثل جبریل ومیکائیل وإسرافیل وعزرائیل وأمثالھم۔ ورأیت فی ھذا الفلک من العجائب والغرائب مالا یسعنا شرحہ۔

سے پہلا فلک، فلک ہیولیٰ دوسرا فلک ہباء اور تیسرا فلک عناصر ہے جو فلک مکوکب سے پہلے آخری فلک ہے۔اور بعض علماء نے کہا ہے کہ ایک چوتھا فلک بھی جسے فلک طبائع کہتے ہیں۔اور جان رکھو کہ فلک اطلس سدرۃ المنتہٰی کا میدان ہے اور یہ سدرۃ المنتہٰی کرسی کے نیچے ہے۔اور کرسی کا بیان پیچھے گزر چکا ہے۔ سدرۃ المنتہٰی کروبیاں فرشتوں کا مسکن ہے۔ میں نے انہیں مختلف شکلوں میں دیکھا ہے۔ان کی تعداد اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ان پر لگاتار اللہ کے انوار کی تجلیاں پڑتی ہیں۔ جس میں آنکھ جھپکنے کا وقفہ بھی نہیں ہوتا۔ان میں سے کسی کے چہرے پر تجلی پڑتی ہے اور کسی کے گھٹنوں پر پڑ کر اس کو اکمل بناتی ہے۔ کسی کے پہلو پر پڑتی ہے اور کسی کے قیام پر پڑ کر اسے مضبوط بناتی ہے۔ ان میں سے کوئی ایسا ہے جو اس تجلی کی ہویت سے دہشت میں آجاتا ہے۔اور کوئی ایسا ہے کہ تجلی اس کو اس کی غیبت سے اُچک لیتی ہے۔

## عالی فرشتوں کو آدم کو سجدے کا حکم نہیں دیا گیا تھا

میں نے اُن میں سے سو فرشتوں کو دیکھا جو ان سب پر مقدم تھے۔ان کے ہاتھوں میں نور کے ستون تھے۔ جن میں سے ہر ستون پر اسماء اللہ الحسنیٰ میں سے ایک اسم لکھا ہوا تھا۔ جسکی وجہ سے دوسرے کروبیان ان کے رُعب میں تھے اور وہ لوگ بھی جو اہل اللہ میں سے ان کے مرتبوں تک پہنچے۔ پھر میں نے سات کو دیکھا جو ان سو پر مقدم تھے جنہیں قائمہ الکروبین کہتے ہیں۔ پھر میں نے تین کو دیکھا جو ان سات پر مقدم تھے۔انہیں اہلِ مراتب اور تمکین کہتے ہیں۔ پھر میں نے ایک کو دیکھا جو ان سب پر مقدم تھا۔ جسکا نام عبداللہ ہے۔ یہ سب عالی فرشتے ہیں۔ جنہیں آدم کو سجدہ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ان کے اوپر والے فرشتے کو(نون) کے نام سے پکارتے ہیں اور ایک فرشتے کا نام قلم ہے۔ یہ دونوں فرشتے بھی عالین میں سے ہیں۔ باقی سب مقرب فرشتے جو ان کے علاوہ ہیں ان کے نیچے ہیں جیسے جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل اور ان کے طرح کے فرشتے، یہ سب بھی عالین میں سے ہیں۔

میں نے اس فلک پر ایسے عجائب، غرائب دیکھے جن کی شرح کرنا ہمارے لئے ممکن نہیں۔

واعلم أن جملة الأ فلاک التی خلقها الله تعالی فی هذا العالم ثمانية عشر فلکاً، الفلک الاول: العرش المحيط، الفلک الثانی: الکرسی ـالفلک الثالث: الأطلس، وهو فلک سدرة المنتهی۔ الفلک الرابع: الهَيُولی۔ الفلک الخامس: الهباء۔ الفلک السادس: العناصر۔ الفلک السابع: الطبائع۔الفلک الثامن: المکوکب، وهوفلک زحل ويسمی فلک الأفلاک۔ الفلک التاسع: فلک المشتری۔ الفلک العاشر: فلک المريخ۔ الفلک الحادی عشر: فلک الشمس۔ الفلک الثانی عشر: فلک الزهرة الفلک الثالث عشر: فلک عطارد۔ والفلک الرابع عشر : فلک القمر ۔ الفلک الخامس عشر: فلک الأثير۔ وهو فلک النار، الفلک السادس عشر: فلک الهواء۔ الفلک السابع عشر: فلک الماء۔ الفلک الثامن عشر: فلک التراب والبحر المحيط الذی فيہ البهموت، وهو حوت يحمل الأرض علی منکبيہ، ثم فلک الهواء، ثم فلک النار، ثم فلک القمر، ويرجع صاعداً کما هبط۔

ثم لکلّ موجود فی العالم فلک وسيع يراه المکاشف ويسبح فيہ ويعلم ما يقتضيہ، فلا تحصی الأفلاک لکثرتها، قال الله تعالی: ﴿کُلَّ فِی فَلَکٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴾ (الانبياء۳۳)

## [الأراضي السبعة]

واعلم أن کلّ واحد من فلک النار والماء والهواء علی أربع طباق، وذلک التراب علی سبع طباق، وسيأتی بيان الجميع فی هذا الباب، فلنبدأ بذکر الأرض وطباقها، لأنّ الله تعالی قد أردف ذکر السماء بالأرض، فلا نجعل بينهما فاصلاً۔

## عالم کے کل افلاک

یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس عالم میں کل اٹھارہ فلک بنائے ہیں۔ پہلا فلک عرش، دوسرا فلک کرسی، تیسرا فلک اطلس اور یہ سدرۃ المنتہیٰ کا فلک ہے۔ چوتھا فلک ہیولیٰ، پانچواں فلک ہباء، چھٹا فلک عناصر، ساتواں فلک طبائع، آٹھواں فلک مکوکب اور یہ زحل کا فلک ہے۔ اسے فلک الافلاک بھی کہتے ہیں۔ نواں فلک، فلک مشتری ہے۔ دسواں فلک، فلک مریخ ہے گیا رواں فلک، فلک شمس ہے۔ بارواں فلک، فلک زہرہ ہے۔ تیرواں فلک، فلک عطارد ہے۔ چودواں فلک، فلک قمر ہے۔ پندرواں فلک، فلک اثیر ہے اور اسے فلک نار بھی کہتے ہیں۔ سولہواں فلک، فلک ہوا ہے۔ ستر واں فلک پانی کا ہے، اٹھارواں فلک فلک تراب یعنی مٹی ہے۔ بہر محیط کے اندر بہموت ہے،- یہ ایک مچھلی ہے جو زمین کو اپنی پیٹھ پر اُٹھائے ہوئے ہے۔ جس کے بعد ہوا کا فلک، اس کے بعد آگ کا فلک اس کے بعد چاند کا فلک اور اسی طرح یہ اوپر کی طرف چڑھتے ہیں۔ جیسے نیچے کی طرف اُترتے ہیں۔ پھر کائنات میں موجود ہر چیز کیلئے ایک وسیع فلک ہے جسکو کشف والا دیکھتا ہے۔ اس کے دائرے میں تسبیح کرتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ چیز اس سے کیا تقاضا کرتی ہے۔ افلاک کی کثرت کی وجہ سے ان کو گنا نہیں جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔(ہر ایک اپنے مدار میں تیر رہا ہے)الانبیاء-33

## سات زمینیں

جان رکھو کہ آگ، پانی اور ہوا میں سے ہر فلک چار طبقوں پر مشتمل ہے اور مٹی کا فلک سات طبقوں پر مشتمل ہے۔ اس باب میں ان سب کا ذکر کیا جائے گا۔ ہم زمین اور اس کے طبقوں سے ابتدا کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کا ذکر اکھٹے کیا ہے تو ہم بھی ان کے ذکر کے درمیان میں فاصلہ نہیں رکھیں گے۔

## [ الطبقةالأولى من الأرض]

أما الطبقة الأولى من الأرض: فأوّل ما خلقها الله تعالى كانت أشد بياضاً من اللبن، وأطيب رائحة من المسک، فاغبرّت لما مشى آدم عليه السلام عليها بعد أن عصى الله تعالى، وهذه الأرض تُسمَّى "أرض النفوس"، ولهذا كان يسكنها الحيوانات.

دوركرة الأرض مسيرة ألف عام ومئة عام وستين عاماً ومئتي يوم وأربعين يوماً، قد غمر الماء منها ثلاثة أرباع بحكم الحيطة، فبقى الرّبع من وسط الأرض إلا ما يلي الجانب الشمالي، وأما الجانب الجنوبي فأجمعه بكليته مغمور تحت الماء من نصف الأرض، ثم ربعه من الجانب الشمالي تحت الماء، فما بقى إلا الربع وهذا الرّبع فالخراب منه ثلاثة أرباعه، ولم يبق إلا الرّبع من الربع المتبقي، ثم هذا الرّبع المتبقي لم تكن مدّته المسكونة منه إلا مسيرة أربعة وعشرين عاماً، وبقيتها برارٍ وقفارٍ عامرةٌ بالطرق، ممكنة الذهاب والإياب.

لم يبلغ الإسكندر من الأرض إلا هذا الربع المتبقى، سلک قطره شرقاً وغرباً، لأنّ بلاده فى المغرب، وكان ملكاً بالروم، فأخذ أولاً يسلک مما يليه من جنبه حتى بلغ إلى باطن الأرض منه، فوصله إلى مغرب الشمس. ثم سلک الجنوبي وهو ما يقابله حتى تحقق بظهور تلک الأشياء، فوصل إلى مشرق الشمس.

ثم سلک الجانب الجنوبي وهو الظلمات حتى بلغ يأجوج ومأ جوج،

## زمین کا پہلا طبق یعنی ارض نفس

زمین کا پہلا طبق جب اللہ تعالیٰ نے اسے تخلیق کیا تو وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا اور خوشبو میں مُشک سے بڑھا ہوا تھا۔

## آدم کی خطاء

اور آدمؑ کی خطا کے بعد اس پر چلنے سے پراگندہ ہو گیا۔(اب) اس (فطرت کی) زمین کو نفس کی زمین کہتے ہیں اور اسی لئے اس پر حیوانات کا مسکن ہے۔

## کرہ ارض

کرہ ارض کا احاطہ ایک ہزار ایک سو ساٹھ سال اور دو سو چالیس دن کی مسافت ہے۔ اس کے احاطہ میں تین چوتھائی حصہ پانی ہے۔ تو اس کے علاوہ ایک چوتھائی باقی بچا جو زمین کے وسط سے شمال کی جانب کا حصہ ہے۔ جنوب کی طرف زمین کے نصف سے لے کر سارا قطعہ پانی میں ڈوبا ہوا ہے۔ اسی طرح ایک چوتھائی شمال کی طرف کا حصہ بھی پانی میں ہے۔ یوں بس ایک چوتھائی خشکی کا حصہ بچتا ہے۔ جس میں تین چوتھائی غیر آباد ہے۔ یوں چوتھائی زمین کا چوتھا حصہ ہی قابل سکونت ہے۔ یہ حصہ چوبیس سال کی مسافت کے برابر ہے۔ باقی حصے میں گذرگاہیں ہیں اور کہیں کہیں گزرگاہوں کے ساتھ آبادیاں ہیں۔

## ذوالقرنین کے سفر

سکندر اعظم اسی چوتھائی حصہ تک پہنچا تھا۔ وہ اس کے مشرق اور مغرب میں گیا جبکہ اس کا اپنا وطن مغرب میں تھا اور اس کا ملک روم تھا۔ اس نے چلنا شروع کیا اور ایک کنارے سے چلتا ہوا زمین کے باطن تک جا پہنچا۔ اس سفر نے اسے سورج کے غروب ہونے کی جگہ تک پہنچا دیا۔ پھر وہ اس طرف چلا جو اس کے سامنے تھا حتیٰ کہ اس نے ان اشیاء کو دیکھا اور وہ سورج کی طلوع کی جگہ جا پہنچا۔ پھر وہ زمین کے جنوب کی جانب چلا اور یہ ظلمات کا مقام ہے۔ حتیٰ کہ وہ یاجوج ماجوج تک پہنچا۔

وهم فی الجانب الجنوبي من الأرض، نسبتهم من الأرض نسبۃ الخواطر من النفس، لایعرف عددهم ولا یُدرک حصرهم، لم تطلع الشمس علی أرضهم أبداً، فلأجل هذا غلب علیهم الضعف حتی أنهّم لم یقدروا في هذا الزمان علی خراب السّد۔

ثم سلک الجانب الشمالي حتی بلغ محلاً منہ لم تغرب الشمس فیہ، وهذه الأرض بیضاء علی ما خلقها الله تعالی علیہ، هی مسکن رجال الغیب، ویسکنها الخضر علیہ السلام۔ أهل هذه البلاد تکلمهم الملائکۃ لم یبلغ إلیها آدم ولا أحد ممن عصی الله تعالی، فهی باقیۃ علی أصل الفطرة، وهی قریبۃ من أرض "بلغار"، "وبلغار" بلدة بارض العجم لا تجب فیها صلاةالعشاء فی أیام الشتاء، لأن شفق الفجر یطلع قبل غروب شفق المغرب فیها، فلا تجب علیهم صلاة العشاء۔

ولا حاجۃ إلی تبیین عجائب الأرض لما قد نقلت الأخبار من عجائبها مما لا یحتاج إلی ذکره فافهم ما أشرنا إلیہ۔

وهذه الأرض من أشرف الأراضی وأرفعها قدراً عند الله تعالی، لأنّهّا محلّ النبیین والمرسلین والأولیاء الصالحین، فلولا ما أَخَذَ الناس من الغفلۃ عن معرفتها لکنت تراهم یتکلمون بالمغیّبات ویتصرّفون فی الأمورالمعضلات، ویفعلون ما یشاؤن بقدرة صانع البریّات، فافهم جمیع ما أشرنا إلیہ، واعرف ما دللناک علیہ، ولا تقف مع الظاهر، فإنّ لکلّ ظاهر باطن، ولکل حقّ حقیقۃ والسلام۔

## یاجوج وماجوج

یاجوج و ماجوج زمین کی جنوب کی جانب ہیں۔ ان کی نسبت زمین سے ایسے ہی ہے جیسے خواطر (خیالات) کی نسبت نفس کے ساتھ۔ان کی تعداد کو گنااور حساب میں نہیں لایا جاسکتا۔ ان کی زمین پر سورج کبھی بھی طلوع نہیں ہوتااور اسی لئے ان پر یہ ضعف طاری ہو گیا ہے کہ وہ اس زمانے میں اس دیوار کو توڑ نہیں سکتے۔

## رجال غیب

پھر سکندر شمال کی جانب چلا حتیٰ کہ اس جگہ پہنچا جہاں سورج کبھی غروب نہیں ہوتا۔ اور یہ زمین سفید ہے اس پانی کی وجہ سے جسے اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیا ہے۔ یہ رجال غیب کا مسکن ہے۔ یہاں پر خضر علیہ السلام رہتے ہیں۔اس شہر کے رہنے والوں سے فرشتے باتیں کرتے ہیں۔اس شہر تک آدم یا کوئی ایسا آدمی جس نے خطا کی ہو نہیں پہنچتا۔ یہ شہر اپنی اصل فطرت پر باقی ہے۔ یہ شہر ارض بلغار کے قریب ہے۔بلغار عجم کی زمین کا ایک شہر ہے۔ جہاں سردیوں میں عشاء کی نماز فرض نہیں کیونکہ وہاں صبح صادق غروب کے وقت کی سرخی ختم ہونے سے پہلے نمودار ہو جاتی ہے۔اس لئے ان پر عشاء فرض نہیں۔ جتنی خاص باتیں میں نے بتادی ہیں اس سے زیادہ اس زمین کے عجائب بیان کرنے کی ضرورت نہیں-توان بیان کیے گئے اشاروں سے اس بات کو سمجھ۔

اور یہ زمین اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام زمینوں سے زیادہ اشرف اور زیادہ عالی قدر ہے۔ یہ نبیوں، رسولوں، اولیاء اور صالحین کے رہنے کی جگہ ہے-اگر لوگ اس زمین کی معرفت سے غافل نہ ہوتے تو تم دیکھتے کہ وہ غیب کی چیزوں سے کلام کرتے ، دشوار مسائل پر تصرف کرتے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے جو چاہے کرتے۔ یہ جو اشارے ہم نے بیان کیے ہیں ان سے سمجھ۔ جس طرف ہم نے رہنمائی کی ہے اس کو جان، ظاہر کے ساتھ نہ ٹھہر۔ کیونکہ ہر ظاہر کا باطن ہے۔اور ہر حق کی ایک حقیقت ہے۔ تجھ پر سلامتی ہو۔

## [ الطبقة الثانية من الأرض]

وأما الطبقة الثانية من الارض: فإنّ لونها كالزمرّدة الخضراء، تسمّى "أرض العادات"، يسكنها مؤمنوالجن، ليلهم نهار الأرض الأولى، ونهارهم ليلها، لا يزال أهلها قاطنين فيها حتى تغيب الشمس عن أرض الدنيا، فيخرجون إلى ظاهر الأرض يتعشقون ببني آدم تعشّق الحديد بالمغناطيس، ويخافون منهم أشدّ من خوف الفريسة للآساد.

دورة كرة هذه الأرض ألفا سنة ومائتا سنة وأربعة أشهر، ولكن ليس فيها خراب، بل الجميع معمور بالسكنى، وأكثر مؤمنى الجن عادتهم يحسدون أهل الإرادات والمخالفات، فأكثر هلاك السالكين من جن هذه الأرض، يأخذون الشخص من حيث لا يشعر بهم.

ولقد رأيت جماعة من السادات، أعنى طائفة من متصوّفة هذا الزّمان مقيدّين مغلغلين، قد قيدّهم جنّ هذه الأرض، فأصمّهم وأعمى أبصارهم، وقد كانوا ممن يسمع كلام الحضرة بأذنيه، فصار إذا خوطب من غير جهة هذه الأرض لا يسمع ولا يعقل، فهم محجوبون بما هم فيه، فلو قيل لهم بما هم عليه لأنكروا ذلك، فافهم ما أشرت إليه تتحقق بما دللتك عليه، واستعن بالله فى إحكام الطريق، ينجك الحقّ من كيد هذا الفريق.

## زمین کا دوسرا طبق یعنی ارض عادات

زمین کے دوسرے طبق کا رنگ سبز زمرد جیسا ہے۔اسے "عادات کی زمین" کہتے ہیں۔

## مؤمن جن

اس میں مومن جن رہتے ہیں۔ان کی رات پہلی زمین والوں کا دن ہے اور ان کا دن پہلی زمین والوں کی رات ہے۔اس کے باسی اسی زمین میں رہتے ہیں حتیٰ کہ زمین دنیا سے سورج غروب ہو جاتا ہے۔تو پھر یہ زمین کے ظاہر پر نکل آتے ہیں۔یہ لوگوں سے ایسے عشق کرتے ہیں جیسے مقناطیس لوہے سے اور لوگ ان سے ایسے ڈرتے ہیں جیسے گھوڑی شیروں سے ڈرتی ہے۔اس زمین کی مسافت ایک ہزار دو سو سال اور چار مہینے ہے۔لیکن اس میں کوئی ویرانہ نہیں بلکہ سب رہائشی ہے۔

## مومنین جن اور ورغلانا

اکثر مؤمنین جن کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ اہلِ ارادت اور نفس کی مخالفت کرنے والوں سے حسد کرتے ہیں۔اکثر سالکین کا ورغلانا اس زمین کے جنوں سے ہی ہوتا ہے۔یہ آدمی کو ایسی جگہ سے گھیرتے ہیں جس کا اسے شعور بھی نہیں ہوتا۔

## شیوخ اور جنات کی قید

میں نے شیوخ کی ایک جماعت دیکھی، یعنی اس زمانے کے متصوف لوگوں کو قید میں دیکھا۔ ان کو اس زمین کے جنات نے قید کر رکھا تھا۔ان جنوں نے انہیں بہرا اور اندھا کر دیا تھا۔یہ ان لوگوں میں سے تھے جو مقام حضرہ سے اپنے کانوں سے کلام سنتے تھے۔لیکن اب یہ حالت ہو گئی تھی کہ اس جنات والی زمین کے علاوہ کسی اور خطاب کرنے والے کو نہ سنتے ہیں اور نہ ہی سمجھتے ہیں۔ ان پر اس حالت میں حجاب پڑ گیا ہے۔اگر ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ تم یہ کس (خراب) پر حالت پر پہنچ گئے ہو تو وہ اس سے

## [ الطبقةالثالثة من الأرض]

وأما الطبقة الثالثة من الأرض، فإنّ لونها أصفر كالزّعفران، تسمّى" أرض الطبع"، يسكنها مشركو الجنّ، ليس فيها مؤمن بالله، قد خُلقوا للشرك والكفر، يتمثلون بين الناس على صفة بنى آدم، لا يعرفهم إلاَّ أولياء الله تعالى، لا يدخلون بلدة فيها رجل من أهل التحقيق إذا كان متمكناً بشعاع أنواره، وأمّا قبل ذلك فإنهم يدخلون عليه ويحاربهم، فلا يزالون كذلك حتى ينصره الله تعالى عليهم، فلا يقربون بعد هذا من أرضه، ومن توجّه منهم إليه احترق بشعاع أنواره، ليس لهؤلاء عمل فى الأرض إلا إشغال الخلق عن عبادة الله تعالى بأنواع الغفلة.

دورة كرة هذه الأرض مسيرة أربعة آلاف سنة وأربعمائة سنة وسنتين وثمانية أشهر، كلّها عامرة بالسكنى ليس فيها خراب، لم يُذكِرَ الحقّ سبحانه وتعالى فيها منذ خلقها إلاَّ مرّة واحدة بلغة غير لغة أهلها، فافهم ما أشرنا إليه، واعرف ما دللناك عليه.

انکار کرتے ہیں۔ پس جو ہم نے اشارہ کیا ہے اسے سمجھ اور جس طرف رہنمائی کی ہے اس کا علم حاصل کر۔ اللہ تعالیٰ سے طریقت کے احکام پر مدد مانگ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس گروہ سے نجات دے۔

## زمین کا تیسرا طبق یعنی ارض طبیعہ

زمین کے تیسرے طبقے کا رنگ زعفران کی طرح پیلا ہے۔ اسے "ارض الطبیعہ" کہتے ہیں۔

## مشرک جن

اس میں مشرک جن رہتے ہیں۔ ان میں کوئی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والا نہیں۔ یہ شرک اور کفر کے لیے تخلیق کیے گئے ہیں۔ یہ لوگوں کے سامنے آدمیوں کی شکل میں آتے ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ کے اولیاء کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

## محقق باللہ اور مشرک جن

یہ ایسے شہر میں داخل نہیں ہوتے۔ جہاں کوئی محقق باللہ رہتا ہو جو اپنی نور کی روشنی کے ساتھ متمکن ہو۔ اس تحقیق اور نور والی حالت سے پہلے وہ جن اس کی طرف آتے اور اس سے جھگڑتے ہیں۔ وہ مسلسل ایسے کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کی مدد کرتا ہے اور وہ اس کے بعد اس کے قریب نہیں آتے۔ اب جو جن بھی اس کی طرف بڑھتا ہے تو وہ اس محقق باللہ کے انوار کی شعاعوں سے جل جاتا ہے۔ ان مشرک جنوں کا کام زمین میں اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے ہٹا کر انواع واقسام کی غفلتوں میں مبتلا کرنا ہے۔

اس زمین کا احاطہ چار ہزار چار سو دو سال اور آٹھ مہینے ہے۔ یہ سب رقبہ آباد ہے اور اس میں کچھ ویران علاقہ نہیں ہے۔ اس زمین پر جب سے اللہ تعالیٰ نے اسے تخلیق کیا ہے سوائے ایک دفعہ کے کبھی اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا گیا، اور وہ بھی اس زبان میں جو ان مشرکین جنات کی زبان نہیں ہے۔ ہم نے جو اشارہ کیا ہے اسے سمجھ اور جو دلائل ہم نے دیے ہیں ان کو جان۔

## [ الطبقة الرابعةمن الأرض]

وأماّ الطبقة الرابعة من الأرض: فإن لونها أحمركالدّم تسمّى "أرض الشهوة".

دورة كرة هذه الأرض مسيرة ثمانية آلاف سنة وخمس وستين سنة ومائة وعشرين يوماً، كلّها عامرة بالسكنى، يسكنها الشياطين، وهم على أنواع كثيرة، يتوالدون من نفس إبليس، فإذا تحصلوا بين يديه جعلهم طوائف، يعلّم طائفة منهم القتل ليكونوا أدلة عليه لعباد الله ،ثم يعلّم طائفة الشرك ويحكّمهم فى معرفة علوم المشركين ليوطّن بنيان الكفر فى قلوب أهله، ويعلّم طائفة العلم ليجادلوا به العلماء، ويعلّم طائفة منهم المكر، وطائفة الخداع،وأمثال ذلك، وطائفة الزّنا، وطائفة السرقة، حتى لا يترك معصية صغيرة ولا كبيرة إلا وقد أرصد لها طائفة من حفد ته، ثم يأمرهم أن يجلسوا فى مواضع معروفة، فيعلموا أهل الخداع والمكروأمثال ذلك أن يقيموافى دَرَكة الطمع، ويعلّموا أهل القتل والطعن وأمثال ذلك أن يقيموا فى دَرَكة الرياسة، ويعلّموا أهل الشرك أن يقيموا فى دركة الشك، ويعلّموا أهل العلم أن يقيموا فى دركة المناجاة والعبادات، ويعلّموا أهل الزنا والسرقة وأمثال ذلك أن يقيموا فى دَرَكة الطبع.

ثم جعل بأ يديهم سلاسل وقيوداً يأمرهم أن يجعلوها فى أعناق من يحتكم لهم سبع مرّات متواترات ليس بينها توبة، ثم يسلمونه بعد ذلك إلى عفاريت الشياطين فينزلون إلى الأرض التى تحتهم، ويجعلون أصول تلك السلاسل فيهم، فلا يمكنه مخالفتهم بعد أن توضع تلك السلاسل فى عنقه أبداً والله يقول الحق وهو يهدى السبيل.

## زمین کا چوتھا طبق یعنی ارض شہوت

زمین کا چوتھا طبق خون کی طرح کے سرخ رنگ کا ہے اور اسے "ارض شہوت" کہتے ہیں اس زمین کا احاطہ آٹھ ہزار پینسٹھ سال اور ایک سو بیس دن کی مسافت ہے۔ یہ سارے کا سارا آباد ہے اور شیاطین کا مسکن ہے۔

## چوتھی زمین کے شیاطین

یہ شیاطین کئی اقسام کے ہیں اور ان کی پیدائش نفس ابلیس سے ہے۔ جب یہ ابلیس کے سامنے آتے ہیں تو وہ ان کو گروہوں کی شکل میں ترتیب دیتا ہے۔ ایک گروہ کو وہ قتل کرنے کی تعلیم دیتا ہے تاکہ اس طرح وہ اللہ کے بندوں پر برتری قائم کر سکیں۔ پھر ان میں سے ایک گروہ کو شرک سکھاتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ شرک کی معرفت مشرکین کے قلوب میں مضبوط کریں تاکہ ان کے دل میں کفر کی بنیاد پکی ہو جائے۔ ایک گروہ کو ایسا علم سکھاتا ہے کہ علماء آپس میں لڑ پڑیں۔ کسی گروہ کو مکر سکھاتا ہے کسی کو دھوکہ، کسی کو زنا، کسی کو چوری، حتیٰ کہ کوئی ایسا گناہ نہیں بچتا جس کے لیے وہ اپنی اولاد سے کوئی گروہ مقرر نہ کرتا ہو۔ پھر وہ ان گروہوں کو حکم دیتا ہے کہ خاص مقامات پر بیٹھیں اور دھوکے بازوں اور مکر بازوں کو ایسا علم سکھائیں کہ وہ طمع کے نچلے درجے میں پڑے رہیں، لڑائی کرنے والے اور طعن و تشنیع کرنے والوں کو ایسا علم سکھائیں کہ وہ اسی چکر میں پڑے رہیں۔

اسی طرح شرک کرنے والوں کو وہ کچھ سکھائیں کہ وہ شک کے نچلے درجے میں ہی پڑے رہیں -اسی طرح اہل علم کو ایسا علم سکھائیں کہ وہ صرف عبادات اور مناجات میں پڑے رہیں۔ اور زانی، چور اور ایسے دوسرے لوگوں کی وہ علم سکھائیں کہ وہ سفلی خواہشات میں ہی پڑے رہیں۔ پھر ابلیس ان کے ہاتھ میں زنجیریں دیتا ہے کہ یہ ان لوگوں کی گردنوں میں پہنا دو جو تمہاری بات پر مسلسل سات دفعہ بغیر توبہ کئے عمل کرتا ہے۔ پھر وہ ان لوگوں کو اس کے بعد عفریت شیطانوں کے حوالے کر دیتے ہیں جو ان کو ان کی موجودہ زمین سے نیچے والی زمین پر لے آتے ہیں اور پھر یہ زنجیریں ان لوگوں کی ذات کا حصہ بن جاتی ہیں۔ اس کے بعد وہ کبھی بھی ان شیاطین کی مخالفت نہیں کر سکتے کیونکہ یہ زنجیریں اب

## [ الطبقة الخامسة من الأرض]

وأما الطبقة الخامسة من الأرض: فإن لونها أزرق كالنيلة، واسمها "أرض الطغيان"، دورة كرتها سبعة عشرة ألف سنة وستمائة سنة وعشر سنين وثمانية أشهر، كلّها عامرة بالسكنى، يسكنها عفاريت الجن والشياطين، ليس لهم عمل إلاّ قيادة أهل المعاصى إلى الكبائر، وهؤلاءكلهم لا يصنعون إلا بالعكس؛ فلو قيل لهم اذهبوا جاؤوا، ولو قيل لهم تعالوا ذهبوا، هؤلاء أقوى الشياطين كيداً، فإنّ مَن فوقهم من أهل الطبقة الرّابعة كيدهم ضعيف يرْتدع بأدنى حركة، قال الله تعالى :﴿إِنَّ كَيْدَالشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفاً﴾(النساء:٧٦)وأمّاّ هؤلاء فكيدهم عظيم، يحكمون على بنى آدم بغلبة القهر فلا يمكنهم مخالفتهم أبداً. والله يقول الحق وهو يهدي السبيل.

## [ الطبقة السادسة من الأرض]

أما الطبقة السادسة من الأرض: فهى "أرض الإلحاد"، لونها أسود كالليل المظلم، دورة كرة هذه الأرض مسيرة خمسة وثلاثين ألف سنة ومائتى سنة وإحدى وعشرين سنة ومائة وعشرين يوماً،

ابد تک ان کے گلے میں پڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ حق بات فرماتا ہے اور سیدھے رستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

## زمین کا پانچواں طبق یعنی ارض طغیان

زمین کے پانچویں طبقے کا رنگ نیلگوں ازرق ہے اور اسکا نام "ارض طغیان" ہے۔ اس کا احاطہ سات ہزار چھ سو دس سال اور آٹھ مہینے ہے۔ اس سارے میں آبادی ہے۔

## عفریت جن اور شیاطین

اس میں عفریت جن اور شیطان رہتے ہیں۔ ان کا کام گناہ گاروں کی بڑے گناہوں کی طرف قیادت کرنا ہے۔ یہ جن اور شیطان ہمیشہ الٹا کام کرتے ہیں۔ اگر انہیں کہا جائے کہ چلے جاؤ۔ تو یہ آجاتے ہیں۔ اور اگر انہیں کہا جائے کہ آؤ تو یہ چلے جاتے ہیں- یہ مکر کرنے والے طاقت ور شیاطین ہیں۔ ان کے اوپر چوتھے طبق والے شیاطین کے مکر کمزور ہوتے ہیں اور انہیں معمولی حرکت سے دور کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ (بے شک شیطان کا مکر ضعیف ہوتا ہے)(النساء-76) لیکن ان پانچویں طبقے والے شیطانوں کی چالیں بہت سخت ہوتی ہیں۔ یہ لوگوں پر قہر کے ساتھ غالب آتے ہیں۔ اور ان کی مخالفت کرنا کبھی بھی ممکن نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ حق بات فرماتا ہے اور سیدھے رستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

## زمین کا چھٹا طبق یعنی ارض الحاد

زمین کا چھٹا طبق "ارض الالحاد" ہے اور اس کا رنگ اندھیری رات کی طرح کالا ہے۔ اس زمین کا احاطہ پینتیس ہزار دو سو اکیس سال اور ایک سو بیس دن ہے۔ یہ سب آباد ہے۔ اور اس میں شیطان، مردود اور وہ لوگ رہتے ہیں جو اللہ کے کسی بندے کی پیروی نہیں کرتے۔

كلّها عامرة يسكنها المردة والشياطين، ومن لا يحتكم لأحد من عباد الله تعالى .

واعلم أنّ سائر الجنّ على اختلاف أجناسهم كلّهم على أربعة أنواع: فنوع عنصريون، ونوع ناريون ولو كانت النار راجعة إلى العنصر فثم نكتة، ونوع هوائيون، ونوع ترابيون.

فأمّا العنصريون، فلا يخرجون عن عالم الأرواح وتغلب عليهم البساطة، وهم أشدالجنّ قسوة، سمّوا بهذا الاسم لقوّة مناسبتهم بالملائكة، وذلك لغلبة الأمورالروحانية على الأمور الطبيعية السفلية منهم، ولاظهور لهم إلاّ فى الخواطر،قال الله تعالى:﴿شَيَاطِينَ الإنْسِ وَالْجِنِّ﴾ (الانعام: ١١٢) فافهم، ولا يتراؤن إلاّ للأولياء.

وأما الناريّون فيخرجون من عالم الأرواح غالباً، وهم يتنوّعون فى كلّ صورة، أكثر ما يفاجئون الإنسان فى عالم المثال، فيفعلون به ما يشاؤن فى ذلك العالم، وكيد هؤلاء شديد، فمنهم من يحمل الشخص بهيكله فيرفعه إلى موضعه؛ ومنهم من يقيم معه، فلا يزال الرّائى مصروعاً ما دام عنده.

وأمّا الهوائيون, فإنّهم يتراؤن فى المحسوس مقابلين للروح فتنعكس صورهم على الرّائى فينصرع.

وأما الترابّيون فإنهم يلبسون الشخص ويعفّرونه بترابهم، وهؤلاء أضعف الجن قوّة ومكراً.

## جنوں کی اقسام

یہ جان رکھو کہ تمام جنات اپنی جنسوں کے اختلاف کے بنیاد پر چار انواع میں تقسیم ہیں۔ نوع عنصری، نوع ناری، نوع ہوائی اور نوع خاکی۔

## عنصری جن

عنصری جن عالم ارواح سے باہر نہیں نکل سکتے اور بسیط صورت میں ہی ہوتے ہیں۔ یہ سب سخت جنات ہیں اسی سختی کی قوت کی مناسبت سے انہیں ملائکہ کے نام سے بھی پکارتے ہیں کیونکہ سفلی طبعی امور کے اوپر ان کے امور روحانیہ کا غلبہ ہوتا ہے۔ یہ صرف خواطر (قلوب) پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (انس اور جن کے شیاطین) (انعام-112) اس بات کو سمجھ اور یہ اولیاء کے علاوہ کسی کو نظر نہیں آتے۔

## ناری جن

اور ناری جن عالم ارواح سے باہر نکل آتے ہیں۔ یہ مختلف انواع کی صورتیں بدلتے رہتے ہیں۔ جیسے اکثر انسان کا عالم مثال کی صورتوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ تو یہ اس عالم میں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ ان کی چالیں بہت شدید ہوتی ہیں۔ ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو آدمی کو پکڑ کر اس کی جگہ سے اٹھا دیتے ہیں۔ اور کچھ ایسے ہیں جو آدمی کے ساتھ کھڑے رہتے ہیں۔ جب تک یہ کسی کے ساتھ ہوتے ہیں اس آدمی پر جنون طاری رہتا ہے۔

## ہوائی جن

اور یہ ہوائی جن روح کے ساتھ مقابل میں محسوس دکھائی دیتے ہیں۔ دیکھنے والے کو ان کی صورت دکھائی دیتی ہے۔ اور وہ ان کے اثر سے ڈگمگا جاتا ہے۔

## [ الطبقة السابعة من الأرض]

وأما الطبقة السابعة من الأرض: فإنها تسمّى "أرض الشقاوة"، وهى سطح جهنم، خلقت من سفليات الطبيعة يسكنها الحيات والعفاريت وبعض زبانية جهنم.

دورة كرة هذه الأرض مسيرة سبعين ألف سنة وأربعمائة سنة واثنتين وأربعين سنة وأربعة أشهر، وحيّاتها وعقار بهاكأ مثال الجبال وأعناق البخت، وهى ملحقة بجهنم نعوذ بالله منها.

أسكن الله هذه الأشياء فى هذه الأرض لتكون أنموذجاً فى الدنيا لما فى جهنم من عذابه، كما أسكن طائفة مثل سكّان الجنة على الفلك المكوكب ليتكون أنموذجاً فى الدنيا لما فى الجنة من نعيمه.

ونظير ذلك فى مخيلّة الإنسان، وما فى الجانب الأيسرمنها من الصّوَر الممثلة هو نسخة هذه الأرض، وما فى الجانب الأيمن منها هو نسخة ما فى الفلك الأطلس من الحور وأمثاله، كلّ ذلك لتقوم حجته على خلقه، لأنّه تعالى لو لم يجعل فى هذه الدار شيئاً من الجنة والنار لكانت العقول لا تهتدي إلى معرفتها لعدم المناسبة، فلا يلزمها الإيمان بها، فجعل الحق تعالى فى هذه الدار هذه الأشياء من الجنة والنار لتكون مرقاة للعقول إلى معرفة ما أخبر به الحقّ تعالى به من نعيم الجنة وعذاب النار، فافهم ما أشرنا إليه ولا تقف مع ظاهر اللفظ، ولا تنحصر بباطن معناه، بل تحقّق بما أشار باطنه إليه، وتيقّن بما دلّك ظاهره عليه، فإن لكلّ ظاهر باطناً، ولكلّ حق حقيقة، والرّجل من استمع القول فاتبع أحسنه، جعلنا الله وإيّاكم ممن تذكروا فإذا هم مبصرون.

## خاکی جن

اور یہ خاکی جن لوگوں میں التباس پیدا کرتے ہیں اور اپنی مٹی والی ساخت سے دھوکہ دیتے ہیں۔ یہ جنوں میں قوت اور مکر کے لحاظ سے سب سے کمزور جن ہیں۔

## زمین کا ساتواں طبق یعنی ارض شقاوت

زمین کے ساتویں طبقے کو "ارض شقاوت" کہتے ہیں۔ یہ جہنم کا فرش ہے جسے سفلی طبیعہ سے تخلیق کیا گیا ہے۔ اس میں سانپ، بچھو اور بعض جہنم کے فرشتے رہتے ہیں۔ اس زمین کا احاطہ ستر ہزار چار سو بیالیس سال اور چار مہینے ہے۔ اس کے سانپ اور بچھو پہاڑوں اور اونٹوں کی لمبی گردنوں کی طرح ہیں۔ اور یہ طبقہ جہنم سے ملا ہوا ہے نعوذ باللہ۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمین میں اشیاء جہنم کے عذاب کے نمونے کے طور پر آباد کی ہیں۔ جیسے اس نے ستاروں والے آسمان پر جنتیوں کی طرح کے گروہ بسائے تاکہ دنیا میں جنت کی نعمتوں کا نمونہ بنے۔

اس طبقہ زمین کی مثال انسان کے اندر قوت متخیلہ ہے۔ جو صورتیں بائیں جانب متمثل ہوتی ہیں وہ اس زمین کے طبقہ سے ہیں اور جو صورتیں دائیں جانب متمثل ہوتی ہیں وہ فلک اطلس سے ہیں، جیسے حوریں اور جنت کی دوسری چیزیں۔ یہ سب لوگوں پر حجت قائم کرنے کے لیے ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اس دنیا میں جنت اور دوزخ کے مماثل چیزیں نہ بناتا تو عدم مناسبت کی وجہ سے لوگوں کی عقلیں ہدایت نہ پاسکتیں اور ان چیزوں پر ایمان لانا ضروری نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ جنت اور جہنم کے مماثل چیزیں اس لیے بنائی ہیں تاکہ عقلیں اس چیز کی طرف ترقی کر سکیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے۔ یعنی جنت کی نعمتوں اور دوزخ کے عذاب کی خبر۔

## ہر ظاہر کا ایک باطن ہے

تو جو ہم نے کہا ہے اس کو سمجھ اور صرف ظاہری لفظوں تک نہ رہ۔ اس کے معنی کے باطن کو محدود نہ کر بلکہ اس بات کی تحقیق کر جس کی طرف اس کا باطن اشارہ کر رہا ہے۔ اور اس بات کا یقین پیدا کر

ثم اعلم انّ طباق الارض اذا اخذت فى الانتهاء دار الدّور عليها فى الصعود، كما انّ اهل النار اذا استوفوا ما كتب عليهم و خرجوا لا يخرجون الاّ الى مثل ما ينتهى اليہ حال اهل الجنۃ من كريم المشاهده التحقق المطالعۃ الى انوار العظمۃ الالهيۃ، فكما أنّ الماء أوّل فلک قبل فلک التراب، كذلک هو أوّل فلک بعد فلک التراب، ثم الهواء بعده، ثم النار، ثم القمر، ثم كل فلک على الترتيب المذكور إلى فلک الأفلاک، وإلى أن ينتهى إلى العرش المحيطـ

## [البحارالسبعہ]

واعلم أنّ البحار السبعۃ المحيطۃ أصلها بحران، لأنّ الحق سبحانہ وتعالى لما نظر إلى الدرّة البيضاء التى صارت ماء فما كان مقابلاً فى علم الله تعالى لنظر الهيبۃ والعظمۃ والكبرياء، فإنہ لشدة الهيبۃ صار طعمہ مالحاً زعاقاً، وما كان مقابلاً فى علم الله تعالى لنظر اللطف والرحمۃ صار طعمہ عذباًـ

وقدّم الله سبحانہ وتعالٰى ذكر العذب فى قولہ تعالى: ﴿هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُہُ، وَهٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ ﴾(فاطر:١٢) لسرّ سبق الرّحمۃ الغضب، فلهذا كان لأصل بحرين عذب ومالحـ

فبرزمن العذب جدول إلى جانب المشرق منہ واختلط بنبات الأرض فثبتت رائحتہ فصار بحراً على حد تہـ

ثم خرج منہ أي: مِن العذب من جدول مما يلي جانب المغرب، فقرب من البحر المالح المحيط فامتزج طعمہ فصار ممتزجاً, وهو بحرعلى حدتہـ

وأما البحر المالح فخرجت منہ ثلاث جداول:

جدول أقام وسط الأرض فبقى على طعمہ الأول مالحاً ولم يتغير فهو بحر على حدتہـ

وجدول ذهب إلى اليمن، وهو الجانب الجنوبي، فغلب عليہ طعم الأرض التيى امتدّ إليها، فصار حامضاً، وهو بحر على حدتہـ

جس کی طرف اس کا ظاہر رہنمائی کر رہا ہے۔ ہر ظاہر کا ایک باطن ہے اور ہر حق کی ایک حقیقت ہے۔ اچھا آدمی وہ ہے کہ جب کوئی بات سنے تو اس کی اچھی طرح اتباع کرے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو جو چیز ہم دیکھیں اسے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پھر یہ جان لو کہ زمین کے طبقے جب آخر تک پہنچتے ہیں تو پھر اس کے بعد دوبارہ اوپر کی طرف اٹھتے ہیں۔ جیسے اہل نار جب اپنی سزا پوری کر لیں گے اور دوزخ سے باہر نکلیں گے تو وہ ایسے نکلیں جیسے اہل جنت، جن کا حال مشاہدے اور تحقیق کے بعد عظمت الہیہ کے انوار کی طرف بڑھتا ہے۔ جیسے پانی، مٹی سے پہلا فلک ہے، ایسے ہی وہ مٹی کے فلک کے بعد بھی پہلا فلک ہے۔ پھر اس کے بعد ہوا ہے۔ پھر آگ، پھر چاند کا فلک۔ پھر سب فلک اسی ترتیب سے فلک الافلاک تک ہیں، حتیٰ کہ عرش پر انتہا ہوتی ہے۔

## سات سمندر

یہ جان لو کہ سات سمندروں کی اصل "بحران" (دو سمندر ہیں) ہے۔ حق تعالیٰ نے جب "الدرۃ البیضاء" یعنی سفید موتی پر نظر کی تو وہ پانی ہو گیا۔ جو حصہ اللہ تعالیٰ کی ہیبت، عظمت اور کبریائی کی نظر کے سامنے تھا۔ اس کا ذائقہ نمکین اور کڑوا ہو گیا۔ اور جو حصہ اللہ تعالیٰ کی لطف اور رحمت کی نظر کے سامنے تھا اس کا ذائقہ میٹھا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں میٹھے پانی کا ذکر کیا ہے۔ (یہ میٹھا شیریں ہے جس کا پانی خوشگوار ہے اور یہ کھاری تلخ ہے) فاطر۔ 12، (پہلے میٹھے کا اور پھر کھاری کا ذکر) اس لیے ہے کہ رحمت غضب پر سبقت رکھتی ہے۔ اور یہ دو سمندروں کی حقیقت ہے۔ میٹھے اور نمکین کی۔

پھر میٹھے سمندر سے مشرق کی طرف ایک نہر نکلی اور زمین کی نباتات اس میں شامل ہو گئیں۔ یوں یہ ایک الگ سمندر اپنے پورے جوبن میں آ گیا۔ پھر اس میں سے ایک اور نہر مغرب کی طرف نکلی یہ کڑوے سمندر کے قریب آ گئی اور اس میٹھی نہر میں کڑوے سمندر کا ذائقہ آ گیا اور یہ الگ سمندر بھی

وجدول ذهب إلى الشام، وهو الجانب الشمالى فغلب عليه طعم الأرض التى امتد فيها, فصار مزّاًزعاقا وهو بحر على حدته.

وأحاط بجبل قاف والأرض جميعها بما فيها لم يعرف له طعم يُختصّ به ولكنه طيّب الرّائحة، لا يكاد مَنْ شَمّه أن يبقى على حالته بل يهلك من طيب رائحته، وهذا هو البحرالمحيط الذى لا يُسمع له غطيط.

فافهم هذه الإشارات، واعرف ما تضمّنته هذه العبارات. وما أنا أفصّل لك هذا الإجمال، وأودعه من أسرار الله غريب الأقوال.

**[ البحر العَذْب الأوّل]**

أما البحر العذب فهو طيب المشرب، وسهل المركب، منتقل الخاص والعامّ، ومتعلق الأفكار والأفهام، يغترف منه القريب والبعيد، ويقترف منه الضعيف والشّديد، به يستقيم قسطاس الأبدان، ويقوم فى الحكم ناموس الأديان، أبيض اللون، شفّاف الكون، يسرع فى منافذه الطفل والمحتلم، ويرتع فى موائده الطالب والمغتنم، حيتانه سهلة الانقياد قريبة الاصطياد، خُلق من نور تعظيم الاحترام، الحلال فيه بيَّن من الحرام، وبه ارتبط الحكم الظاهر، وبه أصلح أمر الأول والآخر، كثير السفر، قليل الخطر، قلّ أن تنعطب مراكبه، أو يغرق من موجه راكبه، هوسبيل الهارب إلى نجاته، وطريق الطالب إلى أمنياته، يُستخرج منه لآلىء الإشارات من أصداف العبارات،

اپنے جوبن پر قائم ہو گیا۔ کھاری سمندر سے تین نہریں نکلیں۔ایک نہر جو زمین کے وسط میں ہی رہی اور اپنے پہلے ذائقے پر ہی رہی۔اس کا ذائقہ نہیں بدلتا اور یہ ایک الگ کھاری سمندر بن گیا۔
اس کھاری سمندر کی ایک نہر یمن کی طرف چلی جو اس کی جنوبی طرف ہے۔اس میں زمین کا وہ ذائقہ شامل ہو گیا جس کی طرف یہ نہر بڑی تھی۔اس کا ذائقہ کھٹا تیزابی ہو گیا۔اور یوں یہ چوتھا سمندر قائم ہو گیا۔ایک نہر شام کی طرف نکلی۔یہ شمال کی طرف ہے تو اس میں اس زمین کا ذائقہ شامل ہو گیا جس کی طرف یہ بڑھی-یوں اس کا ذائقہ کڑوا ہو گیا۔اور یہ اپنی جگہ ایک سمندر قائم ہو گیا۔
ایک سمندر نے کوہ قاف کو اور ساری زمین کو اپنے احاطے میں لیا ہوا ہے۔اس کے ذائقے کو جانا نہیں جا سکتا لیکن اس کی خوشبو نہایت عمدہ ہے۔اگر کوئی اس کی خوشبو سونگھ لے تو وہ اپنی حالت پر باقی نہیں رہ سکتا۔ بلکہ اس خوشبو کی لذت سے ہلاک ہو جاتا ہے۔یہ وہ بحر محیط ہے جس کے اندر کسی شور کی آواز نہیں ہے۔

## پہلا میٹھا سمندر

یہ میٹھا سمندر عمدہ پانی والا ہے۔اس میں سفر کرنا آسان ہے۔یہ ہر خاص اور عام کی جگہ ہے۔یہ افکار اور افہام کی جا ہے-اس سے ہر کمزور اور طاقتور مستفید ہوتا ہے۔اس ہی سے جسموں کے اندر توازن پیدا ہوتا ہے۔اور ادیان کے ناموس مستحکم ہوتے ہیں۔اس کا رنگ سفید ہے۔اس کے اجزاء شفاف ہیں۔بچوں اور بڑوں کے امور کی تنفیذ تیزی سے کرتا ہے۔اپنے دستر خوان سے غریب اور امیر سب کو سیر کرتا ہے۔اس کی مچھلیاں آسانی سے پکڑی جا سکتی ہے اور شکار کے لیے زیادہ دور نہیں جانا پڑتا۔اس بحر کی تخلیق احترام اور تعظیم والے نور سے کی گئی ہے۔ اس بحر میں حلال اور حرام میں واضح فرق ہے۔اس بحر کی وجہ سے ظاہر کے احکام کا ربط قائم ہے۔اسی بحر کی بدولت اول اور آخر کے امور میں ہم آہنگی ہے۔اس میں کثرت سے سفر کیا جاتا ہے اور یہ بہت کم خطر ہے۔کم ہی ہوتا ہے کہ کبھی اس کا سوار گر جائے۔یا اس کی موجوں میں غرق ہو جائے۔یہ بحر بھاگنے والے کی نجات کا رستہ ہے اور طالب کی تمناؤں کا رستہ۔اس کی عبارات کی سیپیوں سے اشارات کے موتی نکلتے ہیں۔اس کے کلمات

ويظهرمنها مرجان الحكم فى شباك الكَلِم، مراكبه منقولة، ومراسيه معلومة لا مجهولة، قريب القعر، بعيد الغَوْر، سكانه أهل الملل المختلفة والنحل المؤتلفة، رؤساؤه المسلمون، وحكّامه الفقهاء العاملون قد وكلّ الله ملائكة النعيم بحفظه، وجعلهم أهل بسطها وقبضها.

وله أربعة فروع مشتهرة، وأربعون ألف فرع مندثرة.

فالفروع المشتهرة: الفرات والنيل وسيحون وجيحون.

والمندثرة فأكثرها بأرض الهند والتركمان، وفى الحبشة منها فرعان.

دورة محيط هذه الأبحر مسيرة أربع وعشرين سنة، وهى متشعّبة فى أقطار الأرض، ومتفرّعة فى طولها والعَرْض، يتشعّب منها فرعان، الأول بإرم ذات العماد، والآخر بنعمان.

فأما الذى أخذ فى العرض وبان من ملابسة الأرض، فهو العامر للدّيار والأعمال والظاهر بين أيدي السفرة والعُمّال.

وأما الذى أخذ فى طول الالتحاد، وسكن إرم ذات العماد، فهو البحرالممروج ذو الدرّالممزوج، فافهم هذه الأشارات واعرف هذه العبارات، فليس الأمر على ظاهره والله محيط بأوّل الأمر وآخره.

**[ البحرالثاني النتن]**

وأماالبحرالنتن فهو الصعب المسالک، القريب المهالک، هو طرق السالكين ومنهج السائرين، يروم المرور كل أحد عليه، ولا يصل إلا العُبّاد إليه، لونه أشهب، وكونه أغرب،

کی کھڑکیوں سے حکمتوں کے مرجان ظاہر ہوتے ہیں۔اس کی سواریاں چلنے کو تیار ہیں اور اس کے لنگر انداز ہونے کی جگہیں معلوم و معروف ہیں۔ یہ لنگر کم گہرے ہیں اور زیادہ گہرائی سے دور ہیں۔ اس کے باسی مختلف اقوام سے ہیں لیکن آپس میں مل جل کے رہتے ہیں۔ ان کے بڑے لوگ مسلمان ہیں اور ان کے حکام با عمل فقیہہ ہیں۔ان کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے نعمت والے فرشتوں کو مقرر کر رکھا ہے۔اللہ نے ان فرشتوں کو ان کے بسط اور قبض پر مامور کیا ہے۔

## پہلے میٹھے سمندر کی شاخیں

اس سمندر کی چار مشہور شاخیں ہیں اور چودہ ہزار ایسی شاخیں ہیں جو سوکھ چکی ہیں۔ چار مشہور شاخیں، فرات، نیل، سیحون اور جیحون ہیں (چار مشہور فقہوں کی طرف اشارہ ہے)۔اور سوکھ چکی شاخوں میں سے اکثر ہندوستان اور ترکمان میں ہیں اور حبشہ میں اس میں سے دو شاخیں ہیں (پرانے مذاہب)۔

ان سب سمندروں کا احاطہ چوبیس سال کی مسافت ہے اور یہ زمین کے قطر اور اس کے طول و عرض میں کئی شاخوں کے ساتھ پھیلے ہوئے ہیں۔ ان میں سے دو شاخوں کے نام "ارم ذات العماد" اور "نعمان" ہیں۔ جس کسی نے ان سمندروں سے سیدھے طریقے سے استفادہ کیا اور زمین کی ملاوٹ سے بچا رہا وہی اس دیار میں صحیح اعمال کرنے والا ہے۔اور وہ سفراء فرشتوں اور اعمال کرنے والوں کے درمیان ہے۔اور جس نے التحاد اختیا کیا وہ "ارم ذات العماد" کا باسی بنا۔ تو یہ ایک ملا جلا سمندر رہے۔اس کے موتی بھی مختلف ملے جلے ہیں۔ان اشاروں کو سمجھ اور ان عبادتوں کو جان۔ یہ صرف ظاہر کی باتیں نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا امر اول اور آخر ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔

## دوسرا کھاری سمندر

اس کھاری سمندر کے راستے کھٹن ہیں جن میں ہلاک ہونے کا خدشہ رہتا ہے۔ یہ سالکین اور سیر کرنے والوں کا راستہ ہے۔ ہر کوئی اس کے سفر کا قصد کرتا ہے۔ لیکن عباد اللہ ہی اس مقام پر پہنچتے ہیں۔اس کا رنگ سیاسی مائل سفید ہے۔اس بحر کی تکوین بہت عجیب ہے۔اس کے موجیں ساحل کی طرف

أمواجہ بأنواع البرّطافحۃ، وأرياحہ اصناف الفضائل غاديۃ ورائحۃ، حيتانہ كالبغال والجمال، تحمل الكلّ وأعباء الأثقال، إلى بلد الدر الأنفَس، ولم يكونوا بالغِيہ إلاّ بشِقِّ الأنفُس، لكنهم صعاب الانقياد، لا يُصادون إلاَّ بالجدّ والاجتهاد، لا يعبرُ مراكبهم الباهرة، إلاّ أهل العزائم القاهرة، تهبّ رياحها من جانب الشرق الواضح فتسير بأفلاكها إلى ساحل البحر الناجح، أهلها صادقون فى الأفعال، مؤمنون فى الأقوال والأحوال، سكانها العبّاد والصالحون والزّهاد، يُستخرَج من هذا البحر درّر البقاء، ومراج النقّاء، يتحلّى بها من تطهّر وتزكّى، وتخلّق وتحقّق وتجلّى۔

قد وكلّ الله ملائكۃ العذاب بحفظ هذا البحر العُجاب۔ دَوْر محيط هذا البحر مسيرة خمسۃ آلاف سنۃ، وقذ أخذ سرداًفى العَرْض غير ممتدّ فى الأرض۔

## [ البحر الثالث الممزوج]

وأمّا البحرالمرُوج، ذوالدرّالممزوج، لونہ أصفر، أمواجہ معقودة كالصّخر الأ حمر، لا يقدر كلّ على شربہ، ولا يطيق كلّ أحد أن يسير فيہ سربہ، هو بحر إرم ذات العماد التى لم يخلق مثلها في البلاد، صعب المسلک كثير العطب والمهلک، لا يسلم فيہ إلاَّ آحاد المؤمنين، ولا يُحْكِمُ أمره إلاَّ أفراد امعتقدين، وكلّ من ركب فى فلكہ من الكفّار، فإنہ يؤول بہ إلى الغرق والانكسار، وأكثرمراكب المسلمين تتبعها قروش هذا البحر المَعين، لا يعمر مراكبہ إلا أهل العقول الوفيۃ المؤيّدة بالنقول الشافيۃ، وأمّا من سواهم فإنہ يستكثر الغرامۃ،

بڑھی ہوئی ہیں اور اس کی ہوائیں بادل برسانے والی اور خوشبودار ہیں۔اس کی مچھلیاں، خچروں اور اونٹوں کی شکل کی ہیں جو نفوس کے شہر کی طرف بوجھ اُٹھا کر لے جاتی ہیں۔ کوئی ان تک نہیں پہنچ سکتا جب تک اپنے نفس کو شق نہ کرلے۔ لیکن ان پر سواری کرنا مشکل ہے اور ان کا شکار سخت جدوجہد مانگتا ہے۔اس کی جسیم سواریوں پر صرف بڑے عزائم والے ہی سفر کر سکتے ہیں-اس کی ہوائیں مشرق کی جانب سے چلتی ہیں اور کشتیوں کو کامیابی کے ساحل پر لاتی ہیں- اس کے باسی اپنے اعمال میں صادق اور اقوال اور احوال میں مؤمن ہیں-اس کے باسی عابد، صالح اور زاہد ہیں-اس سمندر سے بقاء اور نقاء کے موتی اور مونگے نکلتے ہیں-اور یہ ان لوگوں کو پہنائے جاتے ہیں جو مطہر اور مزکی ہیں اور جو تخلیق، تحقیق اور تجلی کے مقام پر ہیں-اللہ تعالی نے اس عجیب سمندر کی حفاظت کے لیے عذاب کے فرشتے مقرر کیے ہیں-اس بحر کا محیط پانچ سو سال کی مسافت ہے اور یہ اپنے عرض کے اندر رہی ہے اور زمین میں پھیلا ہوا نہیں ہے-

## تیسرا ممزوج سمندر

یہ آپس میں ملا ہوا سمندر ہے اس کے موتی بھی مخلوط قسم کے ہیں۔اس کا رنگ پیلا ہے اور اس کی موجیں سرخ چٹانوں کی طرح ہیں۔ ہر کوئی اس کا پانی پینے کی قدرت نہیں رکھتا۔ ہر کوئی طاقت نہیں رکھتا کہ اس کے خفیہ رستوں کی سیر کر سکے۔ وہ گویا بحر (ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلہ فی البلاد) ہے-اس میں چلنا انتہائی مشکل ہے۔ یہ بہت خطرناک اور ہلاک کرنے والا ہے۔اس کے اندر مومنین میں سے کوئی کوئی ہی تسلیم کیا جاتا ہے۔اس کے امر کا اطلاق صرف پختہ عقائد والے افراد پر ہی ہوتا ہے۔ اگر کوئی کافر اس بحر کی کشتی پر سوار ہو تو اسے غرق ہونے کی طرف لے جاتی ہے ۔اکثر مسلمان سواروں کو اس بحر معین کی شارک مچھلیاں ہڑپ کر جاتی ہیں۔ان سواروں میں سے صرف وہ بچتا ہے جو خالص عقل کا حامل ہے اور اس کی عقل کو خالص نقل (شریعت) سے تائید بھی حاصل ہو۔ان کے علاوہ جو ہیں وہ محض اپنے نقصان میں اضافہ کرتے ہیں۔

ويطلب الفائدة فى الإقامہ۔

حيتان هذا البحر كثيرة العلل، عظيمۃ الحيل، لا تُصاد إلا بشباک الإبريسم بقين، ولا يتولّى ذلک إلاّ رجال كانوا مؤمنين۔

يستخرج منہ لؤلؤ لاهوتى المحتد، ومرجان ناسوتى المشهد، وفوائد هذا البحر لايحصى عددُها، ولايُعرف أمدُها، وعطبہ شديد الخسران، مؤثر فى الأبدان والأديان۔

سكّان هذا البحر أهل الصدّيقيۃ الصغرى، والحاملون لغذاء أهل الصديقيۃ الكبرى۔

رأيت سكّان هذا البحر سالمى الاعتقاد، سالمين بحسن الظنّ من فتن الانقياد، قد وكلّ الله ملائكۃ التسخير، بحفظ هذا البحر الغزير، هم أهل إرم ذات العماد التى لم يخلق مثلها فى البلاد۔

وهذا البحر يضرب موجہ على ساحل هذه البلدة الغريبۃ، وينتفع أهلها بحيتانہ العجيبۃ۔

قطر محيط هذا البحر مسيرة سبعۃ آلاف سنۃ، وقد يقطعها المسافر فى مثل السنۃ، متفرّعۃ فى طول الدار، غامرة الخراب منها والعمار۔

**[ البحر الرّابع المالح]**

وأمّا البحر المالح فهو المحيط العام، والدائر التام، ذواللون الأزرق، والغور الأعمق، يموت عطشاً من شرب من مائہ، ويهلک فناءً من مرّ في فِنائہ، هبت رياح الأزل فى مغاربہ، فتصادمت الأمواج فى جوانبہ، فلا يسلم فيہ السابح، ولا يهتدى فيہ الغادي والرائح، إلا إذا أيدّتہ أيادي التوفيق، فعادت سفينتہ شرّعاً فى ذلک البحر العميق۔

اس بحر کی مچھلیاں بہت چالاک اور حیلہ باز ہیں-ان کا شکار یقین کے ریشم کے جال سے ہی شکار کیا جا سکتا ہے۔اور یہ کام صرف ایمان والے لوگ ہی کر سکتے ہیں۔اس میں سے لاہوتی اصل والے موتی اور ناسوتی مشہد والے مرجان نکلتے ہیں۔اس بحر کے فوائد کو گننا ممکن نہیں اور نہ اس بحر کی حد کو جانا جا سکتا ہے۔اس بحر کا غضب ابدان میں اور ادیان میں شدید نقصان کا باعث ہے۔اس بحر میں رہنے والے صدیقیہ الصغریٰ کے درجے پر ہیں اور ان کے پاس اہل الصدیقیہ الکبریٰ کی غذا ہے۔

میں نے اس بحر کے رہنے والوں کو پورا اعتقاد والا پایا اور اپنے حسن ظن کی وجہ سے وہ انتقاد کے فتنوں سے محفوظ تھے۔اللہ تعالیٰ نے اس عظیم سمندر کی حفاظت کے لیے ملائکہ تسخیر مقرر کیے ہیں۔ وہ "ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلها فی البلاد" جیسے ہیں -یہ سمندر جب غرائب والے شہر کے ساحل پر اپنی لہریں ڈالتا ہے تو اس شہر کے لوگ اس عجائب والی مچھلیوں سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔اس سمندر کا محیط سات ہزار سال ہے اور مسافر اس کو ایک اونگھ کے برابر وقت میں طے کرتا ہے-سیدھا لمبائی میں ،ویران گھاٹیوں اور آبادیوں سے گزرتے ہوئے۔

## چوتھا کھاری سمندر

یہ نمکین کھاری ایک عام بڑا سمندر ہے۔مکمل طور پر پھیلا ہوا اور ازرق رنگ کا ہے یہ بہت گہرا ہے۔جو اس کا پانی پیتا ہے پیاس سے مر جاتا ہے۔جو اس کے اندر جاتا ہے فنا ہو جاتا ہے۔اس کے مغربوں میں ازل کی ہوائیں چلتی ہیں۔اس کے کناروں سے موجیں ٹکراتی ہیں۔کوئی تیرنے والا اس میں سلامت نہیں رہتا۔نہ ہی اس بحر کے بادل اور ہوائیں اس کو رستہ دیتی ہیں سوائے اس کے کہ توفیق کے ہاتھ اس کی مدد کریں تو پھر اس کا سفینہ اس گہرے سمندر میں رستہ بنا لیتا ہے۔اس کی سواریاں صرف صبحوں میں چلتی ہیں۔اس سمندر کی سب ہوائیں دائیں سے بائیں کی طرف چلتی ہیں۔اس کے سفینے ناموس کے تختوں سے بنے ہوئے ہیں اور انہیں قاموس کی میخوں سے مضبوط کیا گیا ہے۔اس بحر کے رستوں میں فکریں گم ہو جاتی ہیں۔اس کی گہرائیوں میں عقلیں ساتھ چھوڑ جاتی ہیں۔اس کے سوار سخت خطروں میں تھک اور ہلاک ہو جانے والے ہیں۔اس بحر میں سوائے چند لوگوں کے کسی

قروش هذا البحر تبتلع المراكب والرّاكب وتستهلك المقيم والذاهب، يجد المسافر فيه على كل مسلك ألف ألف مهلك، ينبهم الحرام فيه بالحلال، ويختلط المنشأ فيه بالمآل، ليس لقعره انتهاء، ولا لآخره ابتداء، لا يقدر على الخوض فيه إلاّ أهل العزائم الوفية، ولا يتناول من درّه إلا أهل الهمم العالية، أمرُه مبني على حقيقة المحصول، متأسّس عليه الفروع والأصول، أمواجه متلاطمة، ودفقاته متصادمة وأهواله متعاظمة، وسحائب غيثه متراكمة.

ليس لأهله دليل غير الكواكب الزّاهرات، ولا مرسَى لمراكبه غير التيه فى الظلمات. حيتانه على هئية سائر المخلوقات، وهوامّه بأنواع السّموم نافثات، خلق الله تعالى حشرات هذا البحر من نور اسمه "القادر" وجعلها حقيقة حكمة الأمر الظاهر، يستخرج الغوّاص من هذا البحر إذا سلم من مدّه والجزر، يتيمات الدّرر فى أصداف الحفُر، جعل الله سكاّنه من الملأ الأعلى، طائفة لهم اليد الطولى، ووكّل بحفظهم ملائكة الإيحاء.

## [ عين الحياة وكبد حوت البهموت]

اعلم أنهّ لما نظر الله تعالى فى القدم إلى الياقوتة الموجودة فى العدم، كان لهذا البحر نور ذلك الياقوت وبهجته، وكان العذب من جداوله وصورته وهيئته، فلمّا صارت الياقوتة ماء صار البحران ظلمة "وضياء".

فلمّا مَرَج البحرين يلتقيان، جعل الله بينهما ماء الحياة برزخاً لا يبغيان، وهذا الماء فى مجمع البحرين، وملتقى الحُكمين والأمرين، وهو عين ينبع جارياً فى جانب المغرب عند البلد المسمّى "بالأربل المغَرِبْ".

کو تسلیم نہیں کیا جاتا۔ اس سے صرف "افراد" ہی نجات پاتے ہیں۔ اس سمندر کی شارک مچھلیاں سوار اور سواری دونوں کو نگل جاتی ہیں۔ ٹھہرنے اور جانے والے دونوں کو ہلاک کر دیتی ہیں۔ مسافر اس کے ہر رستے میں ہزاروں خطرے دیکھتا ہے۔ اس میں حلال اور حرام مبہم ہو جاتا ہے۔ اس میں آغاز اور انجام مختلط ہو جاتا ہے۔ اس کی گہرائی کی کوئی انتہا نہیں۔ اور نہ ہی اس کے آخر کی کوئی ابتداء ہے۔ اس بحر میں مضبوط عزائم والوں کے علاوہ کوئی غور و خوض نہیں کر سکتا۔ اس کے موتی صرف عالی ہمت والے ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کے احکام ان کے حاصل کرنے والے کی حقیقت پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس پر اصول اور فروع کی بنیار کھی جاتی ہے۔ اس کی موجوں میں تلاطم ہے۔ اس کی لہریں متصادم ہیں۔ اس سے اٹھنے والے ہول غضب ناک ہیں اور اس کے بادل بہت زیادہ برسنے والے ہیں۔ اس کے اہل لوگوں کے لیے رستے کی رہنمائی زہرہ ستارے کرتے ہیں۔ اس کی سواریوں کے لیے اندھیروں کے اندر (وادی) تیہ کے لنگر موجود ہیں۔ اس کی مچھلیاں ساری مخلوقات کی شکل پر ہیں اور اس کے باقی جانور مختلف قسم کے زہروں والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس سمندر کے حشرات کو اسم "القادر" کے نور سے پیدا کیا ہے اور ان کو ظاہر امور کی حکمت کی حقیقت بنایا ہے۔

غوطہ خور اگر اس کے مد و جزر سے محفوظ رہے تو پھر اس سمندر کی چھپی ہوئی سیپیوں سے بے مثال موتی نکال کر لاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ملاء اعلیٰ سے ایسے لوگوں کے گروہ کو اس بحر میں رہنے والا بنایا ہے جو ید طولیٰ رکھتے ہیں اور ان کی حفاظت کے لیے ملائکۃ الایحاء کو مقرر کیا ہے۔

**چشمہ ءآب حیات اور حوت البہموت (بہموت مچھلی) کا کلیجہ**

جان لو کہ جب اللہ تعالیٰ نے قدم میں عدم میں موجود سفید یاقوت پر نظر کی تو اس بحر کو اس یاقوت کا نور اور شان و شوکت حاصل ہوئی۔ اور اس کی شاخوں میں صورت میں اور ہئیت میں مٹھاس تھی۔ جب یاقوت پانی ہو گیا تو وہ بحر بن گئے، تاریک اور روشن۔ جب یہ دونوں سمندر آپس میں ملے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان آب حیات کا برزخ بنا دیا۔ تو یہ آب حیات دو سمندروں کے ملنے کی جگہ پر ہے۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں دونوں حکم اور دونوں امر ملتے ہیں۔ یہ ہی وہ چشمہ ہے جس کا منبع مغرب کی

فمن خاصية هذا البحر المعين، الذى خلقه الله فى مجمع البحرين، أن من شرب منه لا يموت ومن سبح فيه أكل من كبد البهموت.

والبهموت حوت فى البحر المالح هذا المذكور أولاً، جعله الله الحامل للدنيا وما فيها، فإن الله تعالى لما بسط الأرض جعلها على قرنى ثور يسمّى "البَرهُوت" وجعل الثور على ظهر حوت فى هذا البحر يسمّى البهموت، وهوالذى أشارإليه الحق تعالى بقوله:﴿وَمَا تَحْتَ الثَّرَىٰ﴾ (طه٦)

**[موسى والخضر وأفلاطون وأرسطو والإسكندروعين الحياة]**

ومجمع البحرين هذا هو الذى اجتمع فيه موسى عليه السلام بالخضر على شطه، لأنّ الله تعالى كان قد وعده بأن يجتمع بعبد من عباده على مجمع البحرين، فلمّا ذهب موسى وفتاه حاملاً لغدائه، ووصلا إلى مجمع البحرين، لم يعرفه موسى عليه السلام إلاَّ بالحوت الذي نسيه الفتى على الصخرة. وكان البحر مدّاً فلما جزر بلغ الماء إلى الصخرة فصارت حقيقة الحياة فى الحوت، ﴿فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَباً﴾(الكهف: ٦١)، فعجب موسى من حياة حوت ميّت قد طبخ على النار.

وهذا الفتى اسمه يوشع بن نون، وهو أكبر من موسى عليه السلام فى السن بسنة شمسية، وقصّتهما مشهورة، وقد فصّلتُ ذلك فى رسالتنا الموسومة [ بمسامرة الحبيب ومسايرة الصّحيب] فلُيتأمّل فيه.


137

جانب جاری ہے۔ یہ اس شہر کے پاس ہے جسے "اربل مغرب" کہتے ہیں۔اس خاص سمندر کی یہ خاصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دو سمندروں کے ملنے والی جگہ پر بنایا ہے۔اور جو کوئی اس سمندر سے پیتا ہے وہ کبھی نہیں مرتا۔

اور جو کوئی اس میں تیرتا ہے وہ بہموت کا جگر کھاتا ہے۔ جبکہ بہموت اس کھاری سمندر کی مچھلی ہے جس کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔ یہ مچھلی اللہ تعالیٰ کے حکم سے دنیا اور جو کچھ اس میں ہے کو اُٹھائی ہوئی ہے۔اللہ تعالیٰ نے جب زمین کو بچھایا تو اسے ایک بیل "برہوت" کے سینگ پر رکھا۔اور پھر اس بیل کو اس سمندر کی اس مچھلی پر رکھا جسے بہموت کہتے ہیں۔اس طرف اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اشارہ فرمایا ہے (اور جو تحت الثریٰ میں ہے)(طہ۔6)

## موسیٰ، خضر، افلاطون، ارسطو، سکندر اور چشمہء آب حیات

مجمع البحرین وہ جگہ ہے جہاں ایک ساحل پر موسیٰؑ حضرؑ سے ملے۔اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ ان کو اپنے بندوں میں سے ایک بندے کے ساتھ مجمع البحرین کے مقام پر ملائے گا۔جب موسیٰ اور ان کا غلام اپنی غذاء اٹھائے ہوئے مجمع البحرین پر پہنچے تو موسیٰؑ اس مقام کو نہیں جانتے تھے۔سوائے اس مچھلی کے جسے ان کا غلام اس مقام پر ایک چٹان پر بھول گیا۔ سمندر چڑھا ہوا تھا جب پانی اترا اور چٹان نظر آئی تو تب مچھلی کے زندہ ہونے کی حقیقت کھلی۔ (تو اس نے سمندر میں سرنگ بناتے ہوئے اپنی راہ لی)(الکھف۔61)اس پر موسیٰ حیران ہوا کہ آگ پر پکی ہوئی مردہ مچھلی کیسے زندہ ہوئی۔

اس غلام کا نام یوشع بن نون تھا۔وہ شمسی کیلنڈر کے حساب سے موسیٰؑ سے بڑا تھا اور ان کا یہ قصہ مشہور ہے۔اس کو میں نے تفصیل کے ساتھ اپنے رسالے مسامرہ الحبیب اور مسایرہ الصحیب میں بیان کیا ہے اور وہاں سے اسے پڑھا جا سکتا ہے۔

سافر الأسكندر ليشرب من هذا الماء اعتماداً على كلام أفلاطون أنّ من شرب مَن ماء الحياة فإنه لا يموت، لأنّ أفلاطون كان قد بلغ هذا المحلّ وشرب من هذا البحر، فهو باق إلى يومنا هذا فى جبل يسمّى "دراوند".

وكان أرسطو تلميذ أفلاطون وهو أستاذ الأسكندر صحب الأسكندر فى مسيره إلى مجمع البحرين، فلمّا وصلا إلى أرض الظلمات سارا وتبعهما نفر من العسكر، وأقام البقيه بمدينة تسمّى "ثُبُتْ" برفع الثاء المثلثة والباء الموحّدة وإسكان التاء المثناة من فوق- وهو حدّ ما تطلع الشمس عليه، وكان فى جملة من صحب الأسكندر من عسكره الخضر عليه السلام، فساروا مدّة لا يعلمون عددها ولا يدركون أمدها وهم على ساحل البحر، وكلّما نزلوا منز لاً شربوا من الماء؛ فلما ملوّا من طول السفر أخذوا فى الرجوع إلى حيث أقام المعسكر، وقد كانوا مرّوا بمجمع البحرين على طريقهم من غير أن يشعروا به، فما أقاموا عنده ولا نزلوا به لعدم العلامة.

وكان الخضر عليه السلام قد أُلهم بأن أخذ طيراً فذبحه وربطه على ساقه، فكان يمشيى ورجله فى الماء، فلما بلغ هذا المحلّ انتعش الطير واضطرب عليه، فأقام عنده وشرب من ذلك الماء واغتسل منه وسبح فيه، فكتمه عن الإسكندر وكتم أمره إلى أن خرج؛ فلماّ نظر أرسطو إلى الخضر عليه السلام علم أنه قد فاز من دونهم بذلك، فلزم خدمته إلى أن مات، واستفاد من الخضر هو والإسكندر علوماً جمّة.

## افلاطون زندہ ہے

سکندر نے یہ سفر اس لیے کیا تھا کہ وہ اس پانی کو پی سکے کیونکہ اس کے استاد افلاطون نے اسے بتایا تھا کہ جو یہ پانی پیتا ہے اسے موت نہیں آتی۔ کیونکہ افلاطون اس مقام پر پہنچا تھا اور اس نے اس بحر سے پانی پیا تھا، اس لیے وہ ہمارے آج کے زمانے تک دراوند پہاڑ پر زندہ ہے۔

## ارسطو اور آب حیات

جبکہ ارسطو افلاطون کا شاگرد تھا۔ وہ سکندر کا استاد تھا اور وہ اس کے ساتھ مجمع البحرین تک گیا، جب وہ ارض ظلمات تک پہنچے تو وہ دونوں اور ان کے لشکر میں سے چند سپاہی آب حیات تلاش کرتے رہے اور باقی لشکر ایک شہر جس کا نام "ثُبُتُ" ہے میں ٹھہرے رہے۔ یہ وہ کنارہ ہے جس پر سورج طلوع ہوتا۔ سکندر کے لشکر میں جو اس کے ساتھ تھا اس میں خضرؑ بھی تھے۔ وہ ایک لمبی مدت تک گھومتے رہے لیکن انہیں اپنا مقصد حاصل نہیں ہوا۔ وہ سمندر کے ساحل پر تھے، جب کسی منزل پر اترتے تو پانی پیتے۔ جب وہ اس لمبے سفر سے تھک گئے تو واپس اس جگہ کی طرف چل پڑے جہاں ان کا لشکر ٹھہرا ہوا تھا۔ وہ اپنے سفر کے دوران مجمع البحرین سے گذرے تھے لیکن انہیں اس کا شعور نہیں تھا اس لیے نہ وہ ادھر کھڑے ہوئے اور نہ ہی نیچے اترے۔ ایسا اس لیے ہوا کہ ان کے پاس اس کی کوئی نشانی نہیں تھی۔

## خضر اور آب حیات

خضرؑ کو اس بات کا الہام دیا گیا تھا کہ ایک پرندہ لو، اس کو ذبح کرو اور پھر اس کو اپنی پنڈلی پر باندھ لو۔ وہ اس طرح چلتے کہ ان کی پنڈلیاں پانی میں ہوتیں۔ جب وہ اس مقام پر پہنچے تو پرندہ میں حرکت پیدا ہوئی اور اس حرکت نے ان کو چوکنا کر دیا۔ اس پر خضرؑ فوری طور پر متوجہ ہوئے اور انہوں نے وہ پانی پیا، اس میں غسل کیا اور اس میں تیرے۔ انہوں نے یہ بات سکندر سے چھپائی تاکہ یہ امر ظاہر نہ ہو۔ جب ارسطو نے خضرؑ کی طرف دیکھا تو جان گیا کہ خضر کامیاب ہو گیا اور ہم ایسے ہی رہ گئے ہیں۔ پھر ارسطو اپنے مرنے تک خضر کی خدمت میں رہا۔ اس نے اور سکندر نے خضرؑ سے خوب علم حاصل کیا۔

اعلم أنّ عين الحياة مظهر الحقيقة الذاتية من هذا الوجود فافهم هذه الإشارات، وفكّ رموز هذه العبارات ولا تطلب الأمر إلاّ من عينك بعد خروجك من إنيّتك. لعلّك تفوز بدرجة﴿أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾(آل عمران١٦٩) ويسمح لك الوقت بأن تصير من حزبهم، فتكون المراد بموسى وخضره، وبالإ سكندر والظلمات ونهره.

واعلم أن الخضر عليه السلام قد مضى ذكره فيما تقدّم، خلقه الله تعالى من حقيقة﴿وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِن رُّوحِيى﴾(ص: ٧٢)فهو روح الله، فلهذا عاش إلى يوم القيامة.

اجتمعت به وسألته، ومنه أروى جميع ما فيى هذا البحر المحيط.

**[ جبل قاف والجبل الأسود، والبحر المحيط والبحر الأ حمر والبحر الأخضر]**

واعلم أن هذا البحر المحيط المذكور، وما كان منه منفصلاً عن جبل (ق)مما يليى الدنيا فهو مالح وهو البحر المذكور، وما كان منه متصلاً بالجبل فهو وراء المالح، فإنه البحر الأحمر الطيب الرائحة.

وما كان من وراء جبل (ق) متصلاً بالجبل الأسود فإنه البحر الأخضر، وهو مرّ الطعم كالسمّ القاتل، ومن شرب منه قطرة هلك، وفنى لوقته.

وما كان منه وراء الجبل بحكم الانفصال والحيطة والشمول بجميع الموجودات فهو البحر الأسود الذي لا يعلم له طعم ولا ريح، ولا يبلغه أحد، بل وقع به الإخبار، فُعِلمَ وانقطع عن الآثار فكُتم.

## چشمۂ حیات اس وجود کی حقیقت ذاتیہ

یہ جان رکھو کہ یہ چشمۂ حیات اس وجود کی حقیقت ذاتیہ کا مظہر ہے۔ان اشاروں کو سمجھو۔اور ان عبارتوں کے رموز کو کھولو۔ تم اس امر کو اپنی انیت سے نکل کر اپنے عین سے طلب کرو۔ تاکہ تم کامیابی کے درجے پر پہنچو۔ کہ (وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیے جاتے ہیں) آل عمران۔169 -ان کی جماعت میں سے ہو جاؤ، اس سے مراد موسیٰؑ، خضر، سکندر، اور ظلمات اور دریا ہے۔ جان رکھو کہ خضرؑ جن کا ذکر ابھی گذرا انہیں اللہ تعالیٰ نے (میں نے اس میں اپنی روح پھونکی) (ص۔72) کی حقیقت سے پیدا کیا ہے۔ وہ اللہ کی روح ہیں اسی لیے وہ قیامت تک زندہ ہیں۔ میں ان سے ملا اور ان سے سوال کیے اور جو کچھ میں نے اس بحر محیط کے بارے میں لکھا ہے سب انہیں سے روایت کر رہا ہوں۔

## کوہ قاف، کالا پہاڑ، بحر محیط، بحر احمر اور بحر اخضر

جان رکھو کہ بحر محیط کا وہ حصہ جو اس کوہ قاف سے منفصل ہے اور پھر دنیا سے ملا ہوا ہے وہ نمکین ہے- لیکن جو کوہ قاف سے جڑا ہے وہ نمکین نہیں ہے۔ یہ بحر احمر ہے جو کہ اچھی خوشبو اور ہوا والا ہے۔اور جو کوہ قاف سے آگے کالے پہاڑ کے ساتھ جڑا ہوا ہے وہ بحر اخضر ہے جس کا ذائقہ کڑوا اور زہریلا ہے۔ جس نے اس میں سے ایک قطرہ بھی پیا وہ ہلاک ہو گیا اور اسی وقت فنا ہو گیا۔ اور جو کچھ اس پہاڑ سے پرے ہے وہ تمام موجودات سے منفصل بھی ہے اور محیط بھی ہے، وہ بحر اسود ہے ۔ جس کے نہ ذائقے کا علم ہے اور نہ ہوا کا -نہ ہی کوئی اس تک پہنچتا ہے۔اس کے بارے میں بس خبر سے معلوم ہوتا ہے۔ پس وہ خبر سے جانا گیا اور اس کے آثار منقطع اور چھپا دیے گئے۔

بحر احمر کی ہوا مہکتی ہوئی مشک کی طرح ہے ۔اس کو بحر اسمیٰ بھی کہتے ہیں۔ جس کی موجیں نمو کرنے والی ہیں۔ میں نے اس سمندر کے ساحل پر ایسے مؤمنین لوگوں کو دیکھا جن کی عبادت لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرنا تھا۔ یہ بات ان کی جبلت میں تھی۔ جو کوئی ان کی معاشرت میں رہا یا جس نے ان کی صحبت اختیار کی اس نے اسی کے بقدر اللہ تعالیٰ کو پہنچانا۔ جتنا ان کے ساتھ چلا اتنا ہی اللہ کے قریب

وأما البحر الأحمر الذى نشره كالمسک الأذفر فإنہ يُعرف بالبحرالأسمى، ذي الموج الأنمى، رأيت على ساحل هذا البحر رجالاً مؤمنين، ليس لهم عبادة إلا تقريب الخلق إلى الحقّ، قد جُبلوا على ذلک، فمن عاشرهم أو صاحبهم عرف الله بقدر معاشرتهم، وتقرّب إلى الله بقدر مسايرتهم، وجوههم كالشمس الطالع والبرق اللامع، يستضيء بهم الحائر فى تيهات القفار، ويهتدي بهم التائہ فى غيابات البحار، إذا أرادوا السفر فى هذا البحر نصبوا شركاً لحيتانہ، فإذا اصطادوها ركبواعليها، لأنّ مراكب هذا البحر حيتانہ، ومكسبہٌ لؤلؤه ومرجانہ، ولكنهم عند ما يستوون على ظهر هذا الحوت ينتعشون بطيب رائحۃ البحر فيغمى عليهم، فلا يفيقون إلى أنفسهم، ولا يرجعون إلى محسوسهم ما داموا راكبين فى هذا البحر، فتسير بهم الحيتان إلى أن يأخذوا حدّها من الساحل، فتقذف بهم فى منزل من تلک المنازل، فإذا وصلوا إلى البرّ وخرجوا من ذلک البحر، رجعت إليهم عقولهم، وبان لهم محصولهم، فيظفرون بعجائب وغرائب لا تُحصر، أقلّ ما يعبّر عنها: مالا عين رأت، ولاأذن سمعت، ولا خطر على قلب بشر۔

واعلم أنّ أمواج هذا البحر كل موجۃ منها تملأ ما بين السماء والأرض ألف ألف مرّة إلى مالا ينتهي۔

ولولا أن عالم القدرة يسع هذا البحر لما كان يوجد فى الوجود بأسره۔

وَكَّلَ اللهُ الملائکۃ الكروبيين بحفظ هذا البحر، فهم واقفون على شطہ، لا يستقرّ بهم قرار فى وسطہ، وليس فى هذا البحر من السکّان سوى دوابہ والحيتان۔

ہوا۔ ان کے چہرے طلوع ہونے والے سورج کی طرح اور بجلی کی چمک کی طرح ہیں۔ ان کی روشنی سے ویرانوں میں گم لوگوں کو راہ ملتی ہے۔ اور سمندروں میں راہ گم کردہ ہدایت پاتے ہیں۔ جب وہ اس سمندر میں سفر کرتے ہیں تو اس کی مچھلیوں کو قابو میں رکھتے ہیں پھر ان کو شکار کر کے ان پر سواری کرتے ہیں۔ کیونکہ اس سمندر کی سواریاں یہی مچھلیاں ہیں۔ اور اس سمندر کا رزق موتی اور مرجان ہیں- جب وہ ان مچھلیوں کی پیٹھ پر سوار ہوتے ہیں تو سمندر کی خوشبو والی ہوا ان کو مسحور کر دیتی ہے اور ان پر مدہوشی طاری ہو جاتی ہے۔

وہ بے خود ہو جاتے ہیں۔ اور اس وقت تک محسوسات کی طرف واپس نہیں آتے ہیں جب تک اس سمندر میں سواری کر رہے ہوتے ہیں۔ مچھلیاں تیرتی ہوئی انہیں ساحل کی طرف لے آتی ہیں۔ جب وہ خشکی پر پہنچتے ہیں اور اس سمندر سے باہر نکل آتے ہیں تو ان کی عقلیں واپس آجاتی ہیں اور مسحور والی حالت چلی جاتی ہے۔ انہیں ایسے عجائب و غرائب ملتے ہیں جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ بہت کم ان کے بارے میں بات کی جا سکتی ہے۔ نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کسی کان نے سنا ہے۔ نہ ہی کسی بشر کے قلب پر یہ وارد ہوتا ہے۔

جان رکھو کہ اس بحر کی موجوں میں سے ہر موج زمین و آسمان کے درمیان جگہ کو ہزاروں مرتبہ بھر سکتی ہے اور پھر بھی ختم نہ ہو گی۔ اگر عالم قدرت اس بحر کی گنجائش نہ رکھتا تو تو پھر یہ بحر وجود میں ہی نہ آتا۔ اللہ تعالیٰ نے کروبیان فرشتوں کو اس بحر کی حفاظت کے لیے مقرر کیا ہوا ہے وہ اس کے ساحل پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ اس کے اندر نہیں ٹھہر سکتے۔ اس بحر کے اندر صرف اس کے جانور اور مچھلیاں رہتی ہیں۔

جبکہ بحر اخضر کا ذائقہ کڑوا ہے۔ یہ ہلاک اور غرق کرنے والی جگہ ہے۔ علماء کے نزدیک اس کی اچھی صفات بیان کی جاتی ہیں۔ اور اس کو پہچاننے والے اس کی اچھی نشانیاں بتاتے ہیں۔ اس میں کوئی مچھلی نہیں ہے اور جو کوئی اس میں سفر کرتا ہے مر جاتا ہے۔ میں نے اس کے ساحل پر ایک پر امن اور مطمئن شہر دیکھا۔ یہ وہی شہر ہے جہاں حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ پہنچے تھے۔ (انہوں نے ان سے

وأما البحر الأخضر، فإنہ مرّالمذاق، معدن الهلاک والإغراق، یوصف عند العلماء بہ بخیر الصفات، ویوسم عند عارفیہ بأحسن السّمات، لیس فیہ حوت ومن یرکبہ یموت۔

رأیت علی ساحلہ مدینۃ مطمئنۃ أمینۃ، هی المدینۃ التی وصل إلیها الخضر وموسی ﴿اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَن يُضَيِّفُوهُمَا﴾(الکهف:۷۷) وذلک لأنّهما لبسا ثیاب الفقراء، وتلک البلدة لا یمکن أن یأکل طعامها إلاّ الملوک والأمراء۔

ثم إنی رأیت أهلها مشغوفین برکوب هذا البحر، ومتعلقین بحبّ هذا الأمر، حتی أنهم یجتمعون فی رأس کلّ سنۃ، وهو یوم عیدهم، فیرکبون علی نجائب متلوّنۃ بکل لون، فأخضر وأحمر وأصفر وغیر ذلک، ویشدّون نفوسهم علیها، ویربطون عصابۃ علی أعین النُّجُب، ثم یقرّبونها إلی جانب البحر، فمن سار بہ نجیبہ إلی البحر هلک هو والنجیب، ومن أخذ بہ مرکبہ عن البحر صفحاًفإنہ یرجع حیاً، ولکنہ فی نفسہ کالخائب والمردود، وکالمهجور والمطرود، فلا یزال یقتنی نجیباً اخر ویربیّہ ویطعمہ إلی دور السنۃ، ثم یفعل ما فعل فی العام السابق إلی إن یتوفی فیی البحر تعشقاً منهم للبحر، کما تتعشق الفراشۃ بنور السراج، فلا تزال تلقیی بنفسها فیہ إلی أن تفنی وتهلک فیہ۔

## [ البحر السابع الأسود]

وأما البحر السابع فهو الأسود القاطع، لایُعَرف سکانّہ، ولاتُعلم حیتانہ، فهو مستحیل الوصول غیر ممکن الحصول، لأنہّ وراء الأطواروآخر

کھانا مانگا تو انہوں نے انکی مہمانی سے انکار کیا) (الکہف۔77) یہ اس لیے تھا کہ ان دونوں نے فقیروں کے لباس پہنے ہوئے تھے۔ جبکہ اس شہر کا کھانا صرف امراء اور بادشاہ ہی کھا سکتے ہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس شہر کے رہنے والے اس بحر میں سفر کرنے کا شغف رکھتے تھے اور اس امر کے ساتھ محبت رکھتے تھے۔ وہ ہر سال کے شروع میں جمع ہوتے تھے۔ یہ ان کی عید کا دن ہوتا تھا۔ پھر وہ مختلف رنگوں کی سواریوں پر سوار ہوتے ، سبز، سُرخ، پیلی وغیرہ۔ وہ اپنے آپ کو ان سواریوں پر مضبوط کرتے -ان سواریوں کی آنکھوں پر پٹی باندھتے تھے اور پھر وہ انہیں سمندر کے قریب لے جاتے۔ جس کی سواری سمندر کے اندر چلی گئی تو وہ اور اس کی سواری دونوں ہلاک ہو گئے۔ اور جس نے اپنی سواری کو سمندر کی طرف سے پھیر لیا وہ زندہ واپس لوٹا۔ لیکن وہ مردود اور دھتکارہ ہوا ٹھہرا۔ پھر وہ دوسرے گھوڑے کو پالتا، اسے کھلا پلا کر اگلے سال کے لئے تیار کرتا اور پھر وہی کرتا جو اس نے پچھلے سال کیا تھا۔ حتیٰ کہ وہ اس بحر کے عشق میں مر جاتا۔ جیسے پروانہ روشنی کے چراغ سے عشق کرتا ہے۔ پروانہ لگاتار اپنے آپ کو چراغ کے سامنے لاتا ہے۔ حتیٰ کہ فنا اور ہلاک ہو جاتا ہے۔

## ساتواں کالا سمندر

ساتواں سمندر گہرا کالا ہے۔ اس میں رہنے والوں کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ نہ ہی اس کی مچھلیوں کے بارے میں کچھ علم ہے۔ اس تک پہنچنا ناممکن ہے۔ کیونکہ وہ ہر طریقے، وسیلے اور زمانے سے پرے واقع ہے۔ اس کے عجائبات کی کوئی انتہا نہیں اور نہ اس کے غرائب کی کوئی حد ہے۔ ہر حساب اس کی لمبائی ناپنے میں چھوٹا ہو گیا۔ اس کے عجائب اتنے بڑے ہیں کہ یہ جیسے محال ہے۔ پس وہ بحر ذات ہے جس کے اندر صفات متحیر ہیں۔ وہ معدوم بھی ہے۔ اور موجود بھی۔ وہ نشانیوں والا بھی ہے اور غائب بھی ہے۔ معلوم بھی ہے اور مجہول بھی۔ محکوم بھی اور منقول بھی، محتوم بھی اور معقول بھی، اس کا وجود اس کا نہ ہونا ہے اور اس کا نہ ہونا اس کا ہونا ہے۔ اس کا اول اس کے آخر تک محیط ہے۔ اس کا باطن اس کے ظاہر میں چھپا ہوا ہے۔ اس کا ادراک نہیں کیا جا سکتا ۔ کوئی اس کو پوری طرح نہیں جان سکتا۔ تو ہم اپنے آپ کو مزید غور خوض کرنے سے روکنے کے لیے بیان کی بھاگیں روکتے ہیں۔

الأكوار والأدوار، لانهاية لعجائبہ، ولا آخر لغرائبہ، قصُر عنہ المدى فطال، وزاد على العجائب حتى كأنہ المحال، فهو بحر الذات الذى حارت دونہ الصفات، وهو المعدوم والموجود، والموسوم والمفقود، والمعلوم والمجهول، والمحكوم والمنقول، والمحتوم والمعقول، وُجوده فقدانہ، وفقده وجدانہ، أوّلہ محيط بآخره، وباطنہ مستور عن ظاهره، لا يُدْرَک ما فيہ، ولا يعلمہ أحد فيستوفيہ، فلنقبض العنان، عن الخوض فيہ والبيان۔ والله يقول الحقّ وهو يهدى السبيل، وهو المستعان وعليہ التكلان۔

اللہ تعالیٰ حق بات کہتا ہے اور سیدھے رستے کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ وہی مدد کرنے والا ہے اور ہم اسی پر توکل کرتے ہیں۔

## اہم اصطلاحات کی شرح

### 1- محدث

محدث اس چیز کو کہتے ہیں جو قدیم نہ ہو- عالم یا کائنات محدث ہے یعنی یہ ازل سے موجود نہیں تھی بلکہ اسے اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیا ہے-

### 2۔ قیامت صغری

ایک حدیث کا مفہوم ہے- جو مر گیا اس کی قیامت قائم ہو گئی- قیامت صغری سے مراد ہر انسان کی اپنی ذاتی مخصوص قیامت ہے-

### 3-قیامت کبری

قیامت کبری سے مراد وہ معروف قیامت ہے جس میں ساری کائنات شامل ہیں-

### 4-قدم

قدم، قاف کے زیر کے ساتھ- قدم کا معنی کسی چیز کا ازل الآزال سے موجود ہونا ہے- یعنی وہ چیز پیدا نہیں ہوئی بلکہ ہمیشہ سے موجود تھی- اور یہ صفت فقط ذات باری تعالیٰ کی ہے-

### 5-علمی وجود

چیزوں کے ازل سے علم الٰہی میں ثابت ہونے کو ان کا علمی وجود کہتے ہیں-

### 6- عینی وجود

جب کوئی چیز اس دنیا میں وقوع پذیر ہوتی ہے تو یہ اس چیز کا ہمارے اعتبار سے عینی وجود ہے- یہ عینی وجود علم الٰہی میں اس چیز کے پہلے سے ثابت علم کے مطابق ہوتا ہے-

## 7-چاند یا قمر

آپ چاند سے انسانی نفس کا وہ لطیفہ (صلاحیت) یا حالت مراد لے سکتے ہیں جو سورج (قرب الہی) کی روشنی میں نفس کی زمین کی زرخیزی کا سامان کرتا ہے-

## 8-سورج یا شمس

اآپ سورج کو پاک ارواح، مقرب ملائکہ اور تقرب الہیٰ سے نسبت دے سکتے ہیں- یوں یہ شمس الٰہی ہمارے نفس کے چاند کو روشن کرتا ہے-

## 9-زمین

زمین سے مراد انسانی نفس اور پھر اس زمین کی زرخیزی اور بنجرپن ہے- یعنی اس میں ترقی بھی ہے اور تنزل بھی-

## 10-آسمان

آسمان سے مراد بلندی اور وسعت ہے اور جب ہم اسے اپنے اندر ڈھونڈنے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ ہمارے ذہن، قلب اور روح کا پاکیزہ اور درجہ بدرجہ ترقی یافتہ مقامات اور صفات کا حامل ہونا ہے-

## 11-بحر-سمندر

بحر یا سمندر سے مراد نفس کی زمین کا وہ حصہ ہے جس میں علوم و معرفت کی کشتیاں چلتی ہیں- جس میں خزانے چھپے ہیں اور خطرات بھی ہیں- ہر انسان اپنی استطاعت کے مطابق ہی کسی بحر میں اتر کر اور خطرات کو جھیل کر موتیوں اور جواہر کو حاصل کر سکتا ہے-

### 12-حوت بہموت۔۔بہموت مچھلی

بہموت مچھلی سے مراد روح کا عالم ہے یعنی روحانی زندگی- یہ مچھلی اللہ تعالیٰ کی صفات الحیی، القیوم کے بحر میں تیرتی ہے-اور کسی ایک انسان کے حوالے سے بہموت سے مراد اس شخص کی انفرادی روحانی صلاحیت ہے-

### 13-برہوت

برہوت سے مراد بیل ہے یعنی نفس کا بیل- ایک پرانی حکایت کے مطابق اس بیل نے زمین (نفس کی زمین) کو اپنے ایک سینگ پر اٹھایا ہوا ہے -اور جب وہ اسے ایک سینگ سے دودرے سینگ پر لے کر آتا ہے تو زمین پر زلزلہ آتا ہے یعنی نفس انسانی میں ارتعاش پیدا ہوتا ہے-اور یہ بیل ایک مچھلی بہموت (نفس کی مطابقت کی روحانی حالت )پر سوار ہے-یعنی ہر انسانی نفس اپنی مخصوص روحانی صلاحیت کے تابع ہوتا ہے-

### 14-فلک

فلک سے مراد وہ احاطہ ہے جس میں کسی آسمان کی یا کسی مخصوص سیارے کی گردش ہے-یعنی ذہنی، قلبی اور روحانی مدار اور مدارج کے حساب سے سب انسان برابر نہیں ہیں-

### 15-کوکب

کوکب یا سیارے سے مراد وہ ملکہ یعنی صلاحیت ہے جو کسی مخصوص قلبی یا روحانی درجے پر دلالت کرتی ہے-

# شائع شدہ کتابیں

# آئندہ پراجیکٹس